بفیض روحانی

تاجدار اہلسنت، شہزادۂ اعلیٰحضرت، سرکار مفتی اعظم قدس سرہما

مفتی اعظم کے پیارے بزم رضوی کے نقیب
بدر دین و بدر ملّت ہم سے رخصت ہوگئے
جن کا ارشاد و عمل تھا مشعل راہ نجات
آہ وہ شمع ہدایت ہم سے رخصت ہوگئے

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

مرتبہ

خلیفہ حضور بدر ملت و تاج الشریعہ
مولانا صوفی عبدالصمد قادری رضوی نوری اورنگ آبادی

شائع کردہ
رضا اکیڈمی ۵۲/ڈونٹا ڈاسٹریٹ ممبئی۔۹
022-66342156

سلسلہ اشاعت نمبر: ۸۶۵
نام کتاب : **پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت**
مرتب : خلیفۂ حضور بدر ملت حضرت مولانا عبدالصمد قادری
رضوی، قادری منزل، محلّہ بابو گنج، رفیع گنج
ضلع اورنگ آباد (بہار)
تقدیم : مصنف آئینۂ صلح کلیت علامہ انیس عالم سیوانی
کمپوزنگ : مولانا محمد تحسین رضا 9208355601
دارالعلوم فیضان مصطفیٰ، کھدرا لکھنؤ
تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)
سن اشاعت : صفر ماہ اعلیٰ حضرت ۱۴۴۱ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۹ء
قیمت : ۲۰۰/روپے

ملنے کے پتے:

(۱) قادری منزل، رضوی گلی، بابو گنج، رفیع گنج، اورنگ آباد (بہار) 6203334358
(۲) الحاج اورنگ زیب یار علوی، پرانی بازار تھانہ روڈ، پچپڑوا، بلرامپور (یوپی)
(۳) جناب حافظ اظہار صاحب قادری، سیونڈیہہ آزادنگر، بکارو (جھارکھنڈ)

ناشر: رضا اکیڈمی ۵۲/ڈونٹا ڈاسٹریٹ، ممبئی۔۹
022-66342156

انتساب

نہایت خلوص وصد ہزار عقیدت کے ساتھ اپنی اس ترتیب کو اپنے پیر ومرشد شہزادۂ اعلیٰحضرت، سراپا خیر وبرکت، پیشوائے اہل سنت، حضور مفتی اعظم علامہ الشاہ **محمد مصطفیٰ رضا خاں** قادری نوری علیہما الرحمۃ والرضوان

اور

استاذ گرامی، رئیس الاتقیا حضرت علامہ **مفتی بدر الدین احمد** صاحب قبلہ صدیقی قادری رضوی نوری قدس سرہ العزیز کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔

عبد الصمد قادری رضوی

وارد حال درگاہ اعلیٰحضرت بریلی شریف

۱۱ر محرم الحرام ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۱ر ستمبر ۲۰۱۹ء

اشارات

نمبر شمار	مضمون	نام	صفحہ نمبر
۱	سوانحی خاکہ	مولانا انیس عالم سیوانی	۹
۲	منقبت	مفتی انیس عالم علیہ الرحمہ	۱۲
۳	منقبت	مولانا عبد الہادی حبیبی	۱۴
۴	عرض مرتب	صوفی عبد الصمد قادری	۱۶
۵	تقدیم	مولانا انیس عالم سیوانی	۲۵
۶	شیخ وقت فقیہ عصر	مولانا شہادت اللہ رضوی	۳۵
۷	کچھ یادیں کچھ باتیں	مولانا زبیر احمد بلرامپوری	۴۹
۸	بریلی شریف کا ایک تربیتی سفر	مولانا محمد آدم قادری	۷۲
۹	ملاح کو بصد اصرار کرایہ دیا	// //	۸۱
۱۰	صدقہ بلاؤں کو ٹال دیتا ہے	// //	۸۲
۱۱	یتیم کا مال مدرسہ کیلئے قبول نہ کیا	// //	۸۳
۱۲	بدر ملت کا کشف باطنی	// //	۸۴
۱۳	نذرانہ قبول کرنے میں احتیاط	// //	۸۵
۱۴	شادی میں شرکت سے بہتر	// //	۸۶
۱۵	چوری شدہ بھینس مل گئی	// //	۸۸
۱۶	بدر ملت کی خاکساری	// //	۸۹
۱۷	بیعت سے پہلے تنبیہ	// //	۹۲
۱۸	ہاشمی صاحب کی آمد	// //	۹۴

۱۹	غازی ملت نے نذرانہ مسجد کیلئے دیدیا	// //	۹۵
۲۰	مولانا ادریس بستوی کا رجوع	// //	۹۷
۲۱	گانا باجا کی وجہ سے کھانا نہیں کھایا	// //	۹۸
۲۲	حضور تاج الشریعہ سے ملاقات	// //	۹۹
۲۳	آپ کو دیکھ کر وہابی مولوی رفو چکر	// //	۱۰۰
۲۴	دین کا کام اللہ ورسول کی رضا کیلئے	مفتی غلام محی الدین قادری	۱۰۴
۲۵	ارشادات عالیہ	قاری یار علی رضوی	۱۰۶
۲۶	بدر ملت کا توکل واستغناء	مفتی عنایت احمد	۱۱۳
۲۷	حضور بدر ملت اور پابندئ شریعت	مفتی عابد حسین قادری	۱۲۰
۲۸	جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ	علامہ ملک الظفر سہسرامی	۱۳۳
۲۹	آپ اپنی پاکیزہ تعلیمات کے آئینے میں	مفتی رحمت علی مصباحی	۱۴۲
۳۰	بدر ملت پیکر سنت	مولانا عبد الہادی حبیبی	۱۴۹
۳۱	اوصاف حمیدہ	مفتی شہاب الدین نوری	۱۶۰
۳۲	میرے والد	مولانا محمد رابع نورانی	۱۶۵
۳۳	حضور بدر ملت کا انداز تعلیم وتربیت	مولا آل مصطفیٰ قادری	۱۷۳
۳۴	بدر ملت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر	مولانا شبیر احمد یار علوی	۱۷۹
۳۵	حضور بدر ملت کے معمولات	مولانا صوفی عبد الصمد قادری	۱۹۱
۳۶	بدر ملت اور کردار سازی	مولانا محمد علیم خاں قادری	۲۰۴
۳۷	سوز اصلاح قوم	مفتی حامد القادری تیغی	۲۰۹

مکتوبات

۳۸	مکتوب بنام حضور شیر بیشۂ اہل سنت	۲۳۱
۳۹	مکتوب بنام علامہ ارشد القادری	۲۳۶
۴۰	مکتوب بنام علامہ حسن علی میلسی پاکستان	۲۴۰
۴۱	مکتوب بنام حافظ امام بخش	۲۴۳
۴۲	مکتوب بنام مولانا نظام الدین نوری	۲۵۹
۴۳	مکتوب بنام مولانا نور محمد بستوی	۲۶۰
۴۴	مکتوب بنام مولانا جمال الدین قادری عرف محمد ثانی گورکھپوری	۲۶۱
۴۵	مکتوب بنام مولانا شہادت اللہ	۲۶۴
۴۶	مکتوب بنام صوفی عبد الصمد قادری	۲۶۵
۴۷	مکتوب بنام مولوی سعید احمد رضوی	۲۷۷
۴۸	مکتوب بنام مولانا اصغر علی اور ضیاء اللہ پردھان	۲۷۸
۴۹	مکتوب بنام شاہد نوری	۲۸۴
۵۰	مکتوب بنام زوجہ مولانا محمد اخلاق	۲۸۵
۵۱	مکتوب بنام طیب علی کے والد سیوان	۲۸۷
۵۲	مکتوب بنام والدۂ اورنگ زیب	۲۸۸
۵۳	مکتوب بنام غلام غوث	۲۸۹
۵۴	مکتوب بنام معاون مدرسہ غوثیہ	۲۹۳
۵۵	آخری مکتوب سعید احمد رضوی بہرائچی	۲۹۶
۵۶	روپیوں سے بھری تجوری	۱۹۹

۵۷	نذرانہ میں کار قبول نہیں کیا	۲۰۰
۵۸	حضور مفتی اعظم کے عکس جمیل	۲۰۲

مرتد امان اللہ پھلواروی

قائد اہل سنت حضرت علامہ مولانا ارشد القادری صاحب نے مرتد امان اللہ پھلواروی کے تعزیت نامہ والی تحریر سے بفضلہٖ تعالیٰ رجوع فرمالیا اور مجھے حکم صادر فرمایا کہ میرا رجوع نامہ اپنی کتاب میں شائع کردیں۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت علامہ موصوف کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی حمایت و دفاع کے لئے ان کا سایۂ کرم دراز فرمائے اور جو لوگ دنیوی مفاد اور شہرت و ناموری کے لئے بے دینوں و بد دینوں سے اتحاد منا رہے ہیں علامہ کے اس رجوع و توبہ سے عبرت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اپنی غلطی و کوتاہیوں سے رجوع کر لینا اہل حق کا شیوہ ہے، ہٹ دھرمی و ضد و عناد سے اپنی رائے پر قائم رہنا ابلیسی وطیرہ ہے۔

فقط والسلام: عبد الصمد القادری

۲۶/ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

ماخوذ: مکتوبات بدر ملت

سوانحی خاکہ

نام: بدر الدین احمد

نسب: بدر الدین احمد بن عاشق علی بن احمد حسن بن غلام نبی بن محمد نادر صدیقی

پیدائش: ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء موضع حمید پور ضلع گورکھپور (نانیہال)

وطن: راؤت پار ضلع گورکھپور (یوپی)

تعلیم: ابتدائی تعلیم قصبہ شاہ پور میں ہوئی، ابتدائی عربی فارسی کی تعلیم مدرسہ انوار العلوم قصبہ جین پور اعظم گڑھ پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے شوال ۱۳۶۷ھ مطابق ستمبر ۱۹۴۸ء کو دار العلوم اشرفیہ مبارکپور میں داخلہ لیا۔

فراغت: ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹۵۲ء کو دار العلوم اشرفیہ سے سند فراغت حاصل کیا۔

تدریس: ۱: بحیثیت معاون مدرس شوال ۱۳۷۱ھ سے ۲۵/ رجب ۱۳۷۲ھ اشرفیہ مبارکپور میں۔

۲: موضع کوٹواری ضلع بلیا (یوپی) میں ۲۸/ رجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳/ اپریل ۱۹۵۳ء تا ۱۹/ ذی القعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۳۱/ جولائی ۱۹۵۳ء

۳: انجمن معین الاسلام پرانی بستی میں ۲۲/ ذی قعدہ ۱۳۷۲ھ مطابق ۱۳/ اگست ۱۹۵۳ء سے تقریباً ڈھائی سال خدمت کی۔

۴: دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں یکم ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰/ جولائی ۱۹۵۶ء سے ۱۸/ سال تک رہے۔

۵: مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر میں ۹/ ذی قعدہ ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴/ نومبر ۱۹۷۵ء سے تا حیات۔

القاب: بدر ملت، بدر العلماء، رئیس الاتقیاء، بڑے مولانا۔

بیعت وخلافت: شہزادۂ اعلیٰحضرت سرکار مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی، پیر ومرشد کے علاوہ شیر بیشۂ اہلسنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔

اساتذہ: حافظ ملت مولانا عبد العزیز محدث مبارکپوری، علامہ غلام جیلانی گھوسوی، علامہ حافظ عبد الرؤف بلیاوی، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی، علامہ قاری محمد یحییٰ مبارکپوری، حضرت مولانا خلیل صاحب کچھوچھوی۔

رشتہ ازدواج: آپ کی دو شادیاں ہوئیں۔

اولاد امجاد: پہلی بیوی سے چار اولادیں ہوئیں، تین صاحبزادے (۱) محمد اول عرف جلال الدین قادری (۲) مولانا محمد ثانی عرف جمال الدین رضوی (۳) محمد ثالث عرف سلیم الدین اور ایک صاحبزادی کنیز فاطمہ۔

دوسرا عقد ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء میں سیدہ شمسیہ خاتون سے کیا، ان کے پہلے شوہر سے ایک صاحبزادی جن کا نام نجم السحر تھا آپ کی کفالت میں آئیں، دوسری زوجہ سے دو اولادیں ہوئیں (۱) مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ (۲) فارحہ خاتون رضویہ۔

وصال پر ملال: ۸/ ویں رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۳/ مارچ ۱۹۹۲ء شب شنبہ، بعد مغرب کرُلا ممبئی سیٹھ شاہ عالم رضوی کے مکان پر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

نماز جنازہ: آپ کی نماز جنازہ ۹/ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۵/ مارچ ۱۹۹۲ء بروز اتوار بعد نماز ظہر آپ کے برادر اصغر حضرت علامہ مولانا حکیم ابو البرکات محمد نعیم الدین صاحب نے پڑھائی۔

مرقد مبارک: بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر (یوپی)

عرس مبارک: ہر سال **۷/ رمضان کو آپ کا عرس بڑھیا میں** منایا جاتا ہے۔

۷۸۶

عالم اور فقیر احکام اللہ واحکام رسول کے خلاف کبھی ہرگز کلام نہ کرے کہ خلاف شرع مطہر بات کرنے والے کے اعمال سب برباد کر دیئے جاتے ہیں، کم بولنے کے یہی معنی ہے، امتیاز حق وناحق کی تعلیم عالم اور فقیر کا شیوہ ہے، جس عالم اور فقیر نے امتیاز حق وناحق کے موقع پر اپنی زبان کو خلق میں بدنامی کے خوف سے روک رکھا تو وہ عالم وفقیر نہیں بلکہ گونگا شیطان ہے کہ عبد کا خوف کرتا ہے اور خالق سے نہیں ڈرتا ہے۔

(شاہ علم الہدیٰ اورنگ آبادی)

منقبت

از: شیر نیپال، حضرت علامہ مفتی انیس عالم صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان
سابق مفتی ادارۂ شرعیہ پٹنہ

آپ پر ہو رحمت حق اے ہمارے مہ جبیں
پیشوائے اہل سنت بدر ملت بدر دیں

آپ تھے دنیائے سنیت کے وہ ماہ مبیں
جس نے روشن کر دیا ہندوستاں کی سرزمیں

آج کیوں سنی گلی ہے اور بستی یہ زمیں
ہو گیا روپوش ہم سے وہ چراغ اہل دیں

چھن گیا چین وسکوں اور روح افسردہ ہوئی
ہو لیا ہم سے جدا وہ بدر ملت بدر دیں

ہے بڑا یہ المیہ اور ہر طرف کہرام ہے
چل دیا تقویٰ طہارت کا جو تھا مسند نشیں

جامع تھا معقول اور منقول کا تیرا وجود
درس گاہیں رو رہی ہیں غمزدہ ہیں طالبیں

گلشن مفتی اعظم کا وہ تھا اک تازہ پھول
جس کی خوشبو سے معطر ہے ابھی تک یہ زمیں

رہنمائے گمرہاں تھا وارث ختم الرسل
قاطع ظلمت تھا وہ مشعل دین متیں

تھی جہاں ظلمت ہی ظلمت واں چراغاں کر دیا
جس کی شاہد ہے براؤں اور بڑھیا کی زمیں

رحمتوں کے پھول سے بھر دے خدا مرقد تیرا
اور معطر کر دیں تیری قبر ختم المرسلیں

ہے انیسؔ خستہ دل کی یہ دعائے نیم شب
صبر کی توفیق دے ہم سب کو رب العلمیں

منقبت

در شان حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

نتیجۂ فکر: مولانا عبید الرضا عبد الہادی خاں حبیبی

سراج الاولیا بدر رضا بدر وفا تم ہو
صباح الاتقیا فضل خدا بدر ہدیٰ تم ہو

تمہارے زہد نے زہد رضا کی یاد تازہ کی
چراغ زاہداں ہو اور منار اصفیا تم ہو

رضائے غوث بھی ہو اور رضائے اولیا تم ہو
رضا روح رضا کی اور رضائے مصطفیٰ تم ہو

تیری تعمیر ادبی اور قواعد پر قلم رانی
بتاتی ہے قواعد کے بیاں میں خوش ادا تم ہو

تیری فیض الادب طلبہ کے حق میں فیض یزداں ہے
قواعد نحو کے حسن بیاں میں مقتدا تم ہو

خدا کے فضل کے مہبط نبی کے فیض کے مخزن
فقاہت اور تصوف میں یقیناً مہتدا تم ہو

جسے اس وقت بدر الدین کہنا زیب دیتا ہے
وہ روشن ذات روشن دل وروح باصفا تم ہو

تمہاری صورت زیبا سے فضل حق جھلکتا ہے
جسے دیکھے خدا کی یاد آئے وہ ضحیٰ تم ہو

وہ جس کی صحبت پر فیض میں کچھ دیر ہی رہنا
بقول مثنوی نور نفس ہے وہ ضیا تم ہو

تیری تلخیص اعرابی قواعد کی گہر باری
بتاتی ہے کہ علم وفضل کے زہرالربیٰ تم ہو

تم اپنے وقت کے رازی ہو اور راز ریاضی ہو
تصوف کو ہے جس پر ناز وہ تاج علیٰ تم ہو

تیری باریک بینی اور تبحر قول نبوی میں
بتاتی ہے بخاری اور مسلم کی صدا تم ہو

مکان علم وحکمت کے تزین اور تعطر کو
نگاہ علم میں لعل یمن مشک خُتا تم ہو!

مسلسل رحمت یزداں تری تربت پہ نازل ہو
دعائے عاشقاں ہے جس کے حق میں دائما تم ہو

تیرا رضوی علوم ظاہری وباطنی لینے
چلا جس بحر کی جانب وہی بحر سخا تم ہو

عرض مرتب

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

رئیس الاتقیا، استاذ العلما، یادگار سلف، شیدائے اعلیٰ حضرت، علامہ مولانا مفتی بدرالدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی نوری خلیفہ اجل سرکار مفتی اعظم قدس سرہما کی نورانی شخصیت اپنی گراں قدر تصنیفات وتالیفات اور دین کی بے لوث پر خلوص خدمات، نیز فرق باطلہ نجدیہ، وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، مودودیہ، ندویہ، نیچریہ، رافضیہ اور صلح کلیہ وغیرہم مرتدین کا پردہ چاک کرنے اور عظمت اسلام، ناموس رسالت کی حفاظت اور صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کی تعلیمات کو عام کرنے کے سبب محتاج تعارف نہیں۔

زیر نظر کتاب ''پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے فقیر قادری کی کاوشوں کا نتیجہ ہے جو ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانان اہل سنت اور ان کی آنے والی نسلوں کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

لہٰذا فقیر بہ نظر خیر خواہیٔ مسلمین ومسلمات اللہ رب العزت پر بھروسہ کر کے اس امر اہم کی جانب متوجہ ہوا۔ اور اس میں کوشش بلیغ اس لئے بھی کی کہ ہمارے اسلاف کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے ایسے انفاس قدسیہ کے مکاتیب طیبہ، مضامین عالیہ، فتاویٰ مبارکہ اور ملفوظات طاہرہ وغیرہ جمع فرمائے یا اس کا اذن دیا کہ اس کا

نفع قیامت تک عام ہو جائے اور صرف ہم ہی مستفید و مستفیض نہ ہوں بلکہ ہماری آئندہ نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں اور وہ بھی یوں ہی اپنے اخلاف کیلئے پند ونصائح ووصایا وغیرہ چھوڑ جائیں، اس طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔

حدیث پاک سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ارشاد فرماتے ہیں: جو اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکتا ہو تو چاہئے کہ نفع پہونچائے۔ (مسند امام احمد ابن حنبل) دوسرے مقام پر رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں فرائض کے بعد سب سے زیادہ پسندیدہ عمل یہ ہے کہ مسلمان کا دل خوش کرے۔

(مسلم شریف بحوالۂ فتاویٰ رضویہ مترجم ج۹، ص۵۹۴)

فرمان رسالت اور معمولات بزرگاں پر عمل کرتے ہوئے فقیر قادری نے آج سے تقریباً ۲۳/۲۴ سال قبل آپ کی باقیات صالحات میں سے ادھر ادھر بکھرے ہوئے مضامین ومکاتیب کو لوجہ اللہ جمع کر کے بفضلہٖ تعالیٰ کتابی شکل دے کر انٹرنیشنل شہرت کا حامل ادارہ رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ مضامین بدر ملت، مکتوبات بدر ملت، نورانی گلدستہ، رسائل بدر ملت، تحقیقی جواب مع اظہار حق اور تذکرۂ سرکار غوث وخواجہ شائع کروانے کے بعد بڑی جاں سوزی سے ملک وبیرون ملک تک پھیلانے کی کوشش کیا، سرکاروں کے کرم سے امید سے زیادہ کامیابی ملی، ان میں سے بعض کتابیں کئی کئی بار چھپیں اور ختم ہوتی گئیں۔ ان کتابوں کے طبع کروانے کے بعد حضور استاذی الکریم کے حیات مبارکہ اور خدمات جلیلہ پر مشتمل علمائے کرام اور مشائخ عظام اور اصحاب قلم کے تاثرات، مضامین، مقالات اور مناقب کا گراں قدر مجموعہ ''معارف بدر العلما'' مدرسہ گلشن رضا کولمبی ضلع ناندیڑ مہاراشٹر سے ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۰۰۶ء میں منظر عام پر لایا اور ملک وبیرون ملک تک

پہونچانے میں بحمدہ تعالیٰ کامیابی حاصل کیا۔

اس کے بعد اللہ رب العزت کے فضل سے حضرت کے تحریر فرمودہ مطبوعہ وغیر مطبوعہ فتاویٰ کے جمع کرنے اور کتابی شکل دینے کا کام شروع کیا۔ مولیٰ تعالیٰ کا کرم ہوا، رضا اکیڈمی بمبئی کے ذریعہ ۱۴۳۷ھ میں ''فتاویٰ بدر العلما'' طبع ہوکر مقبول خاص و عام ہوا۔ اس طرح آپ کی قیمتی تحریریں خرد برد اور نذر دیمک ہونے سے محفوظ ہوگئیں۔ مولائے کریم ان خدمات دینیہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور آخرت میں بخشش اور نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین

اپنی عمر کے اخیر حصے میں اپنی نقاہت اور کمزوری کے باوجود اپنے رب کے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بابرکت امر کا ارادہ کیا کہ حضور والا کے تلامذہ، مریدین اور معتقدین وغیرہ کے مابین رشد وہدایت اور پند ونصیحت کے طور پر جو باتیں ہوئیں تھیں اسے جمع کرکے سلک تحریر میں لائی جائیں تاکہ اس کا فائدہ عام سے عام تر ہوجائے اور یہ سلسلہ نسلاً بعد نسل آگے بڑھتا رہے اور اس عالم ربانی جس کی پوری زندگی رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ سرکار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں گزری ان کے روحانی فیضان سے فرزندان اہل سنت تا قیام قیامت فیض یاب ہوتے رہیں۔ اس امر اہم کے سلسلے میں مدتوں احباب سے ملاقات کرتا رہا اور بذریعہ فون بھی یاددہانی کراتا رہا۔ فضل الٰہی سے کوشش بارآور ہوئی اور کچھ احباب نے ساتھ دیا، جس کے نتیجے میں یہ کتاب ''پیکر رشد وہدایت حضور بدر ملت'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب میں آسان پیرائے میں اس طرح کے جواہر پارے قارئین ملاحظہ کریں گے جس سے انہیں دنیا وآخرت سنوارنے میں کافی حد تک مدد ملے گی۔ نمونہ کے طور پر تین نشستوں میں راقم اور حضور والا کے مابین ہونے والے حضرت کے ناصحانہ طرز تکلم ملاحظہ فرمائیں اور اس کتاب کے مطالعہ سے دارین کی سعادتیں حاصل کریں۔

حضور والا کے ایک تلمیذ حضرت مولانا کمال الدین صاحب رضوی استاذ دار العلوم عربیہ اسلامیہ اہل سنت سعدی مدنپورہ ضلع باندہ (یوپی) نے ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں ایک خط روانہ کیا تھا جس میں انہوں نے آپ کو فرید عصر وغیرہ القابات لکھ دیئے تھے۔

اس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا، میرے حق میں فرید عصر وحید دہر، استاذ العلما، سند المدرسین، عمدۃ المحققین کے کلمات ہرگز ہرگز نہ لکھیں۔ یہ تسلیم ہے کہ زمانۂ حاضرہ میں مبالغۂ بیجا کا رواج خوب عام ہے۔ آپ اس مبالغۂ ضالہ سے پرہیز کریں۔ مولائے کریم جل شانہ آپ کو زمانۂ حاضرہ کی بدعت سیئہ سے بچائے۔ آمین

اسی طرح سے میں نے بھی ۱۴۰۸ھ میں حضرت علامہ مبین الدین صاحب قبلہ امروہوی علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پاکر حضور والا کی خدمت میں ایک عریضہ روانہ کیا اور اس میں لکھا ''حضرت علامہ امروہوی علیہ الرحمہ کی وصال کی خبر سن کر مجھے شدید صدمہ پہونچا'' خط وصول فرمانے کے بعد آپ نے اس خط کو اپنے ڈیکس میں محفوظ فرمالیا، چند مہینے کے بعد مدرسہ غوثیہ کے جلسہ کے موقع پر جب وہاں حاضر ہوا تو بعد نماز ظہر مسجد غوثیہ میں حضرت قبلہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ سلام مصافحہ کے بعد حضرت نے خیریت معلوم فرمائی، اس کے بعد آپ کے ساتھ ساتھ درس گاہ میں آگیا۔ جلسہ کے موقع پر دور دراز مقام سے آئے ہوئے مہمانوں میں سے بھی کچھ حضرات آپ کے حجرہ شریف میں داخل ہوکر بیٹھ گئے، انہیں میں چھپرہ کے رہنے والے ایک ہمارے پیر بھائی جناب مولانا غلام مرتضیٰ صاحب رضوی بھی موجود رہے۔

اس موقع پر حضرت قبلہ نے ڈیکس سے ایک خط نکالا اور میری جانب بڑھایا اور

فرمایا کہ دیکھئے کیا یہ آپ کی تحریر ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! یہ میری ہی تحریر ہے۔ پھر ایک جملے کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اس جملے کو پڑھئے، میں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے پڑھا، ''حضرت علامہ امروہوی صاحب کے وصال کی خبر سن کر مجھے شدید صدمہ پہونچا''۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا، اب رک جایئے اور مجھے بتایئے کہ صدمہ کی تعریف کیا ہے؟ آپ کے اس سوال پر میں نے سکوت اختیار کیا اور سر جھکائے بیٹھا رہا، اس کے بعد آپ نے فرمایا، اب مجھ ہی کو بتانا پڑے گا۔ لیجئے آپ سب لوگ سنئے۔ جب انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو اسے رنج کہا جاتا ہے اور جب اس سے آگے بڑھ کر غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے تو اسے غم کہا جاتا ہے اور غم میں بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے تو اسے صدمہ کہا جاتا ہے، یعنی صدمہ کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آدمی ہوش کھو دیتا ہے تو بتایئے کہ شدید صدمہ کی صورت میں آدمی کا حال کیا ہوگا۔ اب آپ اندازہ لگائیں اگر واقعی مذکورہ کیفیت پیدا ہوگئی تھی تو آپ کا یہ لکھنا بجا ہے اور اگر نہیں تو آپ شرعی گرفت میں ہیں اور اس کا پتہ آپ کو نہیں ہے۔

فقیر قادری نے عرض کیا، حضور والا! مندرجہ بالا کیفیت کا تو مجھے خیال بھی نہیں گزرا تھا، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا، پھر آپ نے ایسا کیوں لکھا؟ اس کے بعد آپ نے بڑی نرمی، متانت اور محبت سے مثال دے دے کر جملہ حاضرین کو نصیحت فرمائی اور فرمایا کہ آج کل مبالغۂ ضالہ کا رواج بہت عام ہوتا جارہا ہے۔ اخبار والے، رسالے والے، اسلامی انجمن اور مدرسے والے جب کبھی کسی کے انتقال کی خبر سنتے ہیں، تعزیت کے لئے جاتے ہیں، تعزیت نامہ بھیجتے ہیں تو کہتے اور لکھتے ہیں کہ ہم بھی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں، حالانکہ میت کے گھر والے کے مقابلہ میں ان کی کیفیت ویسی نہیں ہوتی۔ الا ماشاء اللہ

اسی طرح حضرت فرمایا کرتے تھے، مذہبی جلسے میں جو اناؤنسر مدعو کیا جاتا

ہے، اس کا حال تو بہت ہی زیادہ بگڑتا جارہا ہے، اراکین جلسہ وغیرہ کو خوش کرنے کے لئے مبالغہ آرائی کی حد پھلانگنے میں وہ ذرہ برابر ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ اور بارگاہ الٰہی کا مجرم ہوجاتا ہے۔

لہٰذا آئندہ زبان اور قلم کو قابو میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کیجئے، سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا فرمان عالی شان ہے کہ میرے جس امتی نے اپنی زبان وشرم گاہ کو قابو میں رکھا تو قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کا ضامن ہوں۔

لہٰذا آزاد خیال لوگوں کی روش اختیار نہ کیجئے اور ہر جگہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کو یاد رکھئے۔

آپ علیہ الرحمہ کی اس نشان دہی سے کئی فائدے حاصل ہوئے۔ پہلا فائدہ تو یہ کہ میں نے زندگی بھر بیجا مبالغہ آرائی سے بچنے کا عہد کرلیا، دوسرا فائدہ حاضرین کو اس اہم امر سے آگاہی ہوگئی اور تیسرا فائدہ بہتوں کو بحمدہ تعالیٰ بے جا مبالغہ آرائی سے بچنے کی تلقین کی۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ زندگی بھر جاری رہے گا۔ سچ کہا ہے کسی نے ع

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

حضور والا کی تحریروں اور باتوں میں تاثیر کے سلسلے میں برادر طریقت الحاج سعید نوری بھائی جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی نے بھی ایک ''تاثر'' میں تحریر کیا ہے کہ ''حضور بدر ملت کی تحریر پڑھنے سے خوف خدا، تصلب فی الدین، اتباع شریعت اور بزرگوں سے عقیدت واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے'' اور یہی اصل دینداری ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہم سبھوں کو مسلک رضویت پر استقامت عطا فرمائے، اور اسی مسلک حق پر قائم رہ کر خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ آمین

دوسرا واقعہ: مجھ بے نوا کی خوش نصیبی کہ (حضور بدر ملت قدس سرہ وصال

فرمانے سے قبل رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ مطابق مارچ ۱۹۹۱ء میں میرے غریب خانہ قادری منزل رضوی گلی رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار) قیام فرما تھے، رمضان کے عشرہ اخیر میں ایک روز موسم بہت خوشگوار تھا، اس دن روزہ محسوس نہیں ہوا۔ بوقت افطار میں نے حضور والا سے کہا'' آج موسم بہت اچھا رہا'' آپ نے جب یہ سنا تو ارشاد فرمایا، ارے بھائی! یہ جملہ آپ کی زبان سے نکل گیا، اسی بات پر ایک ولی کی ولایت چھین لی گئی تھی۔ اُن سے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ میرا کون سا موسم خراب ہوتا ہے؟

حضرت قبلہ نے جو فرمایا اس کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **لاتسب الدھر فان اللہ ھو الدھر** (مسند احمد ج۔۸، ص۱۹۴) یعنی دہر کو گالی مت دو (یعنی برا مت کہو) کہ اللہ رب العزت ہی دہر ہے یعنی دہر کا خالق اور اس کا پیدا کرنے والا وہی ہے تو اس طور پر کہنا معاذ اللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہونچتا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ آقائے نعمت استاذ گرامی قبلہ کے اس شرعی گرفت پر شکر الٰہی بجالایا اور تازیست اس طرح کے جملے زبان پر لانے سے بچنے کا تہیہ کرلیا۔ اور بہتوں کو اس امر شرعی پر عمل کرنے کی تلقین کیا اور ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ یہ سلسلہ زندگی بھر جاری رہے گا۔

تیسرا واقعہ: اسی رمضان المبارک کے مہینے میں حضور والا نے نماز تراویح پڑھانے کے لئے مجھ فقیر قادری کو آگے بڑھا دیا، جب میں نے سورہ ناس پڑھی اور ''یُوَسْوِس'' میں سین کے پیش کو مجہول پڑھ دیا، سلام پھیرنے کے بعد تو کچھ نہ فرمایا مگر بعد میں اطمینان کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا، سورۂ ناس پڑھ کر آپ مجھے سنایئے، حکم کے مطابق چند احباب کی موجودگی میں جو عادت پڑی ہوئی تھی اسی انداز میں سورۂ مبارکہ حضرت کو سنایا، آپ نے سماعت فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا،

آپ نے بھارتی زبان میں قرآن شریف کب سے پڑھنا شروع کر دیا؟ حالانکہ سوائے ''مَجْرِھَا'' کے پورا کلام الٰہی معروف میں نازل ہوا ہے۔ آپ قدس سرہ کے اس مختصر تنبیہ سے بحمدہ تعالیٰ میرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قرآن مقدس کی تلاوت معروف انداز میں کرنے کی عادت بنالی اور نماز میں اس پر عمل پیرا رہنے کے لئے ہر ممکن کوشش جاری رکھی اور اپنے احباب ومتعلقین میں بہتوں کو حضرت کے حوالے سے یہ واقعہ سنایا تو انہیں بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق ملی۔ ایسے ہی مقبول بندوں کے بارے میں شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

خدارا برآں بندہ بخشائش است
کہ خلق از وجودش در آشائش است
(بوستاں۔۲ص۷۸)

یعنی خدا کی بخششیں اس بندہ پر ہوتی ہیں جس کے وجود سے مخلوق آرام میں ہوتی ہے۔

عرض حال کے عنوان کے تحت یہ چند واقعات اس لئے بھی لکھ دیا کہ دین ومذہب کا سچا درد رکھنے والے اصحاب بصیرت، مدرسین اور علوم نافعہ اور اعمال کے سچے طلبگار بدر ملت کے طریقے کو مشعل راہ بنائیں اور اپنی زندگی کو مذہبی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

جس طرح آپ کے فتاویٰ، رسائل، مکتوبات اور درسی وغیر درسی تصنیفات وتالیفات احقاق حق وابطال باطل اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی کے شاہکار ہیں، اسی طرح آپ کا انداز رشد وہدایت اپنی تمام تر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا سرچشمہ ہے۔ مولائے کریم اس سے اہل سنت کو سیراب ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اس دینی خدمت کو شرف قبول بخشے۔ آمین

اور ہمارے جملہ معاونین بالخصوص محبّ گرامی، قاطع صلح کلیت، حضرت علامہ

انیس عالم سیوانی صاحب قبلہ جنہوں نے اس کتاب پر تقدیم تحریر فرمائی اور اس کو سنوارنے میں اپنا قیمتی وقت صرف فرمایا، مولائے کریم انہیں اجر جمیل و جزائے جلیل سے سرفراز فرمائے اور ان کے علاوہ جن جن حضرات نے دامے، درمے، قدمے، سخنے، جس طرح سے بھی ساتھ دیا، رب کریم ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے، اور دارین کی سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

اس ہوش ربا گرانی کے زمانے میں مذہبی کتابوں کی طباعت واشاعت کا کام کتنا کٹھن ہے وہ اس راہ کے مسافروں سے مخفی نہیں، پھر خداوند قدوس جل وعلیٰ اپنے فضل وکرم سے جس کے ذریعہ چاہتا ہے اپنا کام لے لیتا ہے۔ کئی ماہ قبل بذریعہ فون برادر طریقت **الحاج سعید نوری** بھائی جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی کے گوش گزار کیا تھا ''پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت'' کا کام کر رہا ہوں اسے آپ کو اپنے ادرہ کی جانب سے شائع کروانا ہے، بحمدہ تعالیٰ روایات سابقہ کی طرح میری اس گزارش کو خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرلیا، مولائے کریم انہیں اور ان کے جملہ ارکان کو تازیست اپنے اور اپنے محبوب کی رضا وخوشنودی کے کاموں میں مشغول ومنہمک رکھے اور ہم سبھوں اور ان سب کو دین حق یعنی مسلک رضویت پر استقامت عطا فرمائے اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا خوب خوب جذبہ اور توفیق بخشے اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی تمام فتنوں سے بچا کر اسی مسلک رضویت پر قائم رہنے اور اسی پر مرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیم.

عبدالصمد قادری

نزیل: بریلی شریف

۲۲/ذی القعدہ ۱۴۴۰ھ/ ۲۶/جولائی ۲۰۱۹ء

تقدیم:

علامہ انیس عالم سیوانی

آپ بدر ملت کو نہیں بھول سکتے

ہندوستان گیر سطح پر جب ہم مذہبی شخصیات کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایسی شخصیت کا پتہ چلتا ہے جو اپنے کردار وعمل اور فکر ونظر کے حوالے سے حد درجہ محتاط اور قابل تقلید نظر آتی ہے۔

یہ وہ ذات ہے جس کے قول وفعل میں یکسانیت اور کردار وعمل میں مذہبی تشخص کے ساتھ ساتھ خلوص وللّٰہیت کا جذبۂ وافر پایا جاتا ہے، افسوس کی بات ہے کہ ایک ایسی ذات جو مذہبی، مسلکی طور پر نمایاں حیثیت کی حامل تھی، جس کی زندگی کو نمونۂ عمل بنانا چاہئے تھا، ہم نے جانے انجانے میں اسے نظر انداز کر دیا۔

وہ ذات گرامی عالم باعمل، استاذ العلما، سند الاتقیا، مفتی شریعت مصطفیٰ، بدر ملت حضرت علامہ مفتی بدر الدین احمد رضوی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی، بڑے سا بڑا مخالف ومعاند بھی بدر ملت کی شخصیت اور کردار پر انگشت نمائی کی جرأت نہیں کرسکتا، بدر ملت کو دیکھنے والے جیسا بیان کرتے ہیں اور جو کچھ بیان کرتے ہیں اس سے محسوس ہوتا ہے کہ ایسے ہی لوگوں کے لئے کسی نے کہا ہوگا:

آئین جواں مرداں حق گوئی وبیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

بدر ملت نے کبھی کسی کی پرواہ نہیں کی، نفع نقصان سے بے نیاز، بلاخوف لومۃ

لائم پیغام حق پہنچاتے رہے، حق بولنے اور سچ کو بیان کرنے میں کسی رشتے اور تعلق کو آڑے نہ آنے دیا۔

چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی قابل اعتنا سمجھا، ان کے معاصرین اور اکابرین نے بھی ان کی دینی حمیت اور مذہبی و مسلکی تصلب کی شہادت دی ہے۔

چھوٹے سے بڑے تک سبھی اس بات کے معترف نظر آتے ہیں کہ بدر ملت جس درجہ احتیاط فرماتے تھے وہ انہیں کا حصہ تھا، شریعت کی جن باتوں کو دین دار اور عالم کہے جانے والے لوگ مستحب اور مستحسن سمجھ کر عمل کرنا ضروری نہیں سمجھتے ان باتوں پر بھی بدر ملت عمل فرماتے تھے، خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی جیسے افعال سے احتراز فرماتے۔

اہل سنت و جماعت کے عظیم المرتبت، بلند رتبہ، صائب الرائے، علوم وفنون کے جامع، شریعت وطریقت کے بحر ذخار، تدریس وتصنیف کی دنیا کے مسلم الثبوت عالم، فقیہ، مدرس اور مصنف جیسے اوصاف کو ہم جمع کرتے ہیں تو ایک تصویر ابھر کر آتی ہے اس تصویر کی حقیقت اور اصلی صورت کا نام بدر ملت تھا، آج وہ دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کے کارنامے، ان کی حیات مبارکہ کے زریں نقوش اہل انصاف کے دلوں پر نقش ہیں۔

بڑے سے بڑے متقی کہلانے والے حضرات بھی بدر ملت کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے اس لئے کہ بدر ملت کی نظر ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ہوتی تھی جہاں عام تو عام خاص لوگوں کی بھی نظر بمشکل پہنچتی ہے۔

ضلع گورکھپور کے موضع حمید پور میں عاشق علی بن احمد حسن کے یہاں ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے۔

اپنے وقت کے ممتاز اور جید علما سے اکتساب فیض کیا، طالب علمی کے دور میں پورے انہماک اور دلجمعی کے ساتھ حصول علم میں مشغول رہے، طالب علمی کے زمانے سے ہی طبیعت میں سادگی اور اتباع سنت وشریعت کا جذبہ موجود تھا۔

بنیادی طور پر سادہ مزاج، سادگی پسند اور متصلب تھے، یہی وجہ تھی کہ اپنے اساتذہ بالخصوص استاذ العلما حضور حافظ ملت کی نظروں میں محبوب تھے، بدر ملت کے معاصر علما، مشائخ بھی آپ کے تصلب فی الدین اور مذہب ومسلک سے سچی وابستگی کے معترف تھے۔

طبعًا معتدل مزاج اور اصلاح پسند تھے، نہ بلا وجہ کسی کے سلسلے میں رد وقدح کے قائل تھے اور نہ ہی معمولی معمولی باتوں پر لوگوں کے بائیکاٹ کے مبلغ،

ہاں! یہ ضرور تھا کہ چھوٹی سی چھوٹی بات بھی اگر شریعت کی ہوتی تو اس پہ خود عمل کرتے اور اپنے قریبیوں کو بھی عمل کی تلقین کرتے۔

ریا ونمود نام کی کوئی چیز آپ کے اندر نہ تھی اور نہ ہی دین کو انہوں نے بزنس بنایا، اپنے بڑوں کا تو احترام فرماتے ہی تھے اپنے معاصرین کو بھی عزت وتوقیر کی نظر سے دیکھتے تھے، چھوٹوں کے ساتھ شفقت وخوردنوازی کا مظاہرہ فرماتے۔

ذاتی طور پر جو لوگ ان کی مخالفت کرتے ان کے تعلق سے بھی نرم گوشہ رکھتے تھے، جس کے بارے میں جو آپ کی رائے ہوتی اس کا برملا اظہار فرماتے، پیٹھ پیچھے والی کوئی بات نہ ہوتی، اپنی مجلسوں میں کسی کی عیب جوئی یا غیبت کرنے یا سننے سے پرہیز کرتے، آپ کے پیش نظر سنیوں کی اصلاح اور بالأخص فکر ونظر کی درستگی یعنی مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کی تبلیغ واشاعت ہی آپ کی حیات مستعار کا مقصد اصلی تھا، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر موقع پر بات صرف اور صرف دین کی ہوتی، خلاف شرع باتوں میں یہ نہ دیکھتے کہ مرتکب کون ہے اور کس حیثیت کا ہے؟ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں، تلامذہ، خلفا اور مصاحبوں کو شریعت کے معاملہ میں ایک نظر سے دیکھتے تھے، مستحب اور مستحسن جیسے امور پر بھی مواظبت فرماتے اور منع، خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی جیسے اقوال وافعال سے بھی احتراز فرماتے۔ اوقات کی پابندی کرتے۔

غرضیکہ حضور بدر ملت کی زندگی کے شب و روز کھلی ہوئی کتاب کے مثل تھے۔

حزم و احتیاط کا عالم یہ تھا کہ مذہبی کتابوں کو بستر پر نہ رکھتے۔

اپنی مدح و تعریف تو بالکل پسند نہ فرماتے بلکہ اکثر مدح کرنے والوں کو منع کرتے۔

ان کا شیوہ عاجزی وانکساری تھا، فروتنی کو محبوب رکھتے تھے، ان کی زبان بزرگوں کے ذکر سے تر رہتی تھی، بالخصوص اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے سچے لاڈلے سیدنا غوث اعظم اور اعلیٰ حضرت کا خوب خوب ذکر فرماتے، اہل اللہ کے سبق آموز اور باعث عبرت واقعات بیان کرتے تا کہ سننے والے اس سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک عرصہ تک اہل سنت و جماعت کی عظیم دینی درسگاہ دار العلوم اہل سنت فیض الرسول براؤں شریف میں صدر المدرسین کے عہدہ پر فائز رہے۔

آگے چل کر مذکورہ دار العلوم مدرسہ عربی فارسی الٰہ آباد بورڈ سے جب ملحق ہوا تو آپ نے وہاں رہنا پسند نہ کیا چونکہ آپ مدارس کے الحاق کے خلاف تھے، آپ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ الحاق ہونے کی صورت میں مدارس پہ علما اور ذمہ داران کا کنٹرول نہیں رہ پائے گا، گورنمنٹ کی مرضی چلے گی، اس صورت میں مدرسوں سے دینی رجحان رفتہ رفتہ ختم ہوجائے گا حالانکہ اس دور کے بہت سے علما اور اساتذہ نے بعض حکمت و مصلحت کے تحت مدارس کا الحاق کرایا اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس طرح سے شاید اساتذہ خوشحال ہوکر بہتر طور پر کام کریں گے، لیکن موجودہ حالات اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور بدر ملت کی دور بیں نگاہوں نے تقریباً ۵۰/سال پہلے جو کچھ محسوس کیا تھا آج اس سے بھی مدارس کا بُرا حال ہوگیا ہے، پورے اتر پردیش میں لگ بھگ پانچ سو مدرسے ایڈلسٹ میں ہیں جب کہ ملحقہ مدرسوں کی تعداد اس کے کئی گنا زائد ہے، لیکن جن مدرسوں کی تعلیمی حالت کسی لائق ہے وہ گنے چنے

مدرسے ہیں، بیشتر ملحقہ اور ایڈیڈ مدرسوں کے معاملات عدالتوں میں چل رہے ہیں، زکوٰۃ فطرہ کی رقم غریب طلبہ پہ نہیں بلکہ ناجائز و حرام کاموں کے لئے رشوت میں خرچ ہو رہی ہے، مدرسوں کے ناظم کسی استاذ کی تقرری کے لئے جب تک لاکھوں روپئے رشوت نہیں لے لیتے اس وقت تک تقرر نہیں کرتے اور بہت سے منیجروں کا پیٹ اس سے بھی نہیں بھرتا تو وہ مدرسین سے استعفیٰ نامہ پہلے لکھوا لیتے ہیں اور ہر مہینے تنخواہ سے کمیشن وصول کرتے ہیں، کسی یونیورسٹی یا کالج میں اتنی رشوت نہیں لی جاتی جتنی مدرسوں کے منیجر اور کمیٹی والے وصول کرتے ہیں، پیسوں کی بدولت نوکری پانے والے زیادہ تر اساتذہ ان پڑھ، گنوار جو مؤذن بننے کے قابل نہیں تھے وہ شیخ الحدیث اور شیخ المعقولات کے منصب پر فائز ہیں، اب تو یہ بھی تمیز مٹتی جارہی ہے کہ مدرسوں میں مولانا ہیں یا ماسٹر اور حد تو یہ ہے کہ مذہب و مسلک کا مسئلہ پُرانے زمانے کی بات بن کر رہ گیا ہے، جدید خیال پرنسپل اور مولوی صاحبان مسلک کا نام سنکر بدکنے لگتے ہیں، کتنے ایسے ہیں جو در پردہ مسلکی امتیاز کو ختم کرکے مدرسوں کو مختلف الخیال فرقوں کا مجموعہ بنانے کے فراق میں تاک لگائے بیٹھے ہیں، زیادہ تر مدرسے گھر خاندان کی پراپرٹی بن گئے ہیں، باپ بانی ہے تو بیٹا منیجر، داماد صدر المدرسین، بھائی مدرس اور کچھ چالاک منیجروں نے تو اپنی بیٹیوں، بہنوں اور بہوؤں کو بھی اس کام میں لگا دیا ہے جبکہ وہ اس کی اہل نہیں ہیں، یعنی زکوٰۃ ہو، فطرہ ہو، صدقہ ہو، خیرات ہو کسی کے حقدار ابّا ہیں تو کسی کے حقدار بیٹا تو کسی کے داماد و بہنوئی یعنی کسی بھی حال میں غریبوں، یتیموں کے نام پر وصولی ہوئی رقم حقدار کو نہیں پہنچنی چاہئے، دنیا میں تو کسی کا خوف نہیں جو بھی آئے گا پیسوں سے خرید لیا جائے گا، رہ گئی بات قیامت کی تو اللہ غفور رحیم ہے، دین کے نام پر دنیا داری کی سب سے مکروہ صورت اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آج کے مدارس اور خانقاہوں کو

دیکھیں جو بازاروں اور عشرت کدوں میں ہوتا ہے اس کا بالکل نیو ماڈل آپ کو یہاں ملے گا۔

ایسا لگتا ہے کہ حضور بدر ملت اس مکروہ صورت کو دیکھ رہے تھے، اسی لئے ابتدائی دور ہی میں جب ملحقہ مدرسوں کے رجسٹر انگریزی تاریخ کے مطابق بننے شروع ہوئے تو آپ نے بھانپ لیا کہ آج تاریخ بدلی جارہی ہے کل نہ جانے کیا کیا بدلا جائے گا اور آج وہ سب کچھ نگاہوں کے سامنے ہے، ان حالات کے پس منظر میں آپ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سے مستعفی ہوکر مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر تشریف لے گئے اور منصب صدر المدرسینی کو زینت بخشی، آخری عمر تک یہیں رہے۔

بدر ملت عالم بھی تھے، عالم گر بھی تھے، انہوں نے اپنی زندگی اللہ ورسول کی رضا کے لئے وقف کر دیا تھا، وہ کئی کتابوں کے مصنف تھے، ان کی مشہور کتابوں میں سوانح اعلیٰ حضرت اور پرائمری درجات کے بچوں کے لئے تعمیر ادب کا کورس، فن معقولات میں جواہر المنطق اور ادب میں فیض الادب اول دوم مدارس کے نصاب میں شامل ہیں، مذکورہ کتابیں اپنی افادیت اور معنویت کی بنیاد پر بین العلما والطلبہ مقبول ومعروف ہیں۔

سیکڑوں علما اور اساتذہ نے بدر ملت سے استفادۂ علمیہ کیا ان کی زیر تربیت رہے، لیکن بدر ملت کے حوالہ سے اب تک جتنا ہونا چاہئے اور جو ہونا چاہئے وہ نہیں ہو پایا اس کی اہم وجہ اپنوں کی بے توجہی، اور تلامذہ کا عدم التفات۔

اللہ بھلا کرے صوفی باصفا، پیر طریقت، خلیفہ ومجاز بدر ملت حضرت مولانا عبد الصمد قادری اونگ آبادی صاحب کا کہ انہوں نے بے سروسامانی کے عالم میں بدر ملت کے حالات وکوائف اور ان کی خدمات جلیلہ کو مختلف صورتوں میں پیش کرنے کا

شرف حاصل کیا، حضرت کے حوالہ سے اب تک صوفی صاحب کی کوششوں سے کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، مضامین بدر ملت، مکتوبات بدر ملت، فتاویٰ بدر العلما، معارف بدر العلما وغیرہ۔

کچھ کتاب کے بارے میں:

زیر نظر کتاب درحقیقت صوفی باصفا حضرت مولانا عبد الصمد صاحب قادری کی فرمائش پر بدر ملت کے تلمیذ رشید مولانا محمد آدم قادری صاحب نے ایک تفصیلی مضمون تحریر کیا تھا جس میں بدر ملت کے حالات زندگی اور اپنی طالب علمی کے دور کے واقعات کو عقیدتمندانہ انداز میں مفصلاً جمع کیا تھا ابتداء مولانا آدم صاحب کا مضمون ہی کتابچہ کی شکل میں بنام ''بدر ملت کی کچھ یادیں کچھ باتیں'' شائع کرنے کا منصوبہ تھا اسی اعتبار سے موصوف نے اپنا عرض حال بھی لکھا تھا، اس کے ساتھ ایک اور مضمون حضرت کے دوسرے عقیدت کیش اور شاگرد مولانا شہادت اللہ صاحب کا تھا، شروع شروع میں یہ بات تھی کہ ان میں کچھ اضافہ کر کے شائع کر دیا جائے گا، میرے ہاتھ میں جب مواد آیا تو میں نے عرض کیا کہ یہ دونوں مضامین مل کر زیادہ سے زیادہ پچاس صفحات ہونگے، اس کے بعد صوفی صاحب نے ''معارف بدر العلماء'' سے کچھ مضامین کی نشاندہی کی کہ انہیں شامل کر کے کتاب مکمل کر دی جائے، سو صفحہ سے زائد کی کمپوزنگ کے بعد پھر صوفی صاحب نے کچھ اور مطبوعہ مضامین پھر حضرت کی تحریر کردہ مطبوعہ مکتوبات وملفوظات کو بھی شامل کرنے کو کہا۔ اس طرح مولانا آدم اور مولانا شہادت اللہ خاں صاحبان کے مضامین سے ہوتے ہوئے کتاب یہاں تک پہنچی۔ چونکہ مختلف طرح کے مضامین مکتوبات وملفوظات وتأثراتی تحریریں بھی شامل ہوگئیں اس لئے میں نے صوفی صاحب کے مشورہ سے کتاب کا نام بجائے حضور بدر ملت کی کچھ یادیں کچھ باتیں'' کے ''پیکر رشد وہدایت

حضور بدر ملت'' کر دیا، دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اسی نام سے صوفی زبیر صاحب کا ایک مضمون معارف بدر العلما'' میں شائع ہو چکا تھا، اس کتاب کے لئے عرض حال یا عرض مرتب صوفی صاحب نے بھی شامل اشاعت کے لیے دیا اس لیے مولانا آدم صاحب والا عرض حال شامل نہیں کیا جا رہا ہے۔

اس کتاب کے بیشتر مشمولات طبع شدہ ہیں، جنہیں معارف بدر العلما، مکتوبات بدر ملت اور مضامین بدر ملت سے لیا گیا ہے، حضرت بدر ملت کی پوری زندگی تصلب فی الدین اور اتباع سنت کی عملی تفسیر کے محور پر گردش کرتی ہے۔ اسی لیے پوری کتاب میں آپ کو جا بجا مسلکی تصلب، محبت اعلیٰ حضرت، وضو کا طریقہ، نماز کی پابندی جیسے مسائل ملیں گے۔ اس کتاب کی کمپوزنگ میرے عزیز حضرت مولانا حافظ وقاری تحسین رضا صاحب استاذ دار العلوم فیضان مصطفیٰ کھدرا لکھنؤ نے کی ہے۔ مولانا کی کمپوزنگ کے سبب تصحیح میں زیادہ دشواری نہیں پیش آئی۔

مذکورہ کتاب کی تصحیح اور نظر ثانی اس حقیر نے کی ہے، اگر لفظی یا معنوی طور پر کوئی کمی نظر آئے تو مطلع فرمائیں۔

بزرگوں کی سیرت وسوانح لکھنے والے اکثر و بیشتر شاگرد و مرید ہوتے ہیں، ظاہر ہے، ایک مرید یا شاگرد جب اپنے پیر یا استاذ کی سیرت لکھے گا تو لامحالہ عقیدت کا پہلو غالب رہے گا۔

اس کتاب میں بھی آپ کو عقیدت ومحبت کے جلوے بار بار نظر آئیں گے، حضرت بدر ملت ایک طرف مذہبیات پہ گہری نظر رکھتے تھے اسی کے ساتھ ساتھ قومی، ملی اور نت نئے اسلام مخالف مسائل سے بھی آپ بے خبر نہیں تھے، بدر ملت کے بارے میں شاید کم لوگوں کو معلوم ہو کہ بابری مسجد کی تاریخی حیثیت اور عدالتی کارروائیاں، مسلم پرسنل لاء اور مسلم پرسنل لاء بورڈ کی کارستانیاں، بی جے پی، آر

ایس ایس کی مسلم دشمنی، ماہنامہ آستانہ کے اسلام مخالف نظریات اور تحریریں، بنام مسلم، خواتین کی آزادانہ روشیں وغیرہ وغیرہ

مذکورہ عناوین پر حضرت بدر ملت کے مضامین پڑھنے کے بعد نہیں لگتا کہ وہ شخص جو خالص ایک گاؤں میں رہ کر لوگوں کو سنت مستحب کی تعلیم دیتا تھا، وہ اتنا وسیع النظر اور عالی فکر ہو سکتا ہے، کہ مسلم مسائل پر ملکی عدالتوں میں اور بنام اسلام لٹریچر کی دنیا میں کیا ہنگامہ آرائی چل رہی ہے نہ یہ کہ وہ صرف اس سے آگاہ ہے بلکہ اپنے قلم کی طاقت سے ان حالات کا وہ سامنا کرتا ہے۔

ایک سیدھا سادھا وجود جو علم کے ساتھ حلم، فتویٰ کیساتھ تقویٰ اعتراض کے ساتھ اصلاح، دعویٰ کے ساتھ دلیل، دینی معلومات کے ساتھ دنیا سے باخبر، خیر القرون کی سنہری یادوں کے ساتھ ترقی پذیر سماج کے بدلتے ماحول سے آشنا ہے۔

ایک صوفی منش عالم ربانی کی صورت میں ہمیں ایک ریفارمر، مصلح، مذہبی سرحدوں کی نگہبانی کرنے والا، سیاست، ادب، سماج، مذہب اور ملی مسائل میں امت کی راست رہنمائی کرنے والی ذات کا نام بدر ملت ہے۔

ہمیں انہیں پڑھنا چاہئے، انہیں سمجھنا چاہئے، **دور جدید کے فارغین بالخصوص جامعہ اشرفیہ کے نئے فارغین کو ضرور ضرور بدر ملت کی سیرت اور ان کی تحریروں کو پڑھنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ کل کے مصباحی اور آج کے مصباحی میں کتنا فرق ہو گیا ہے؟ بدر ملت، حافظ ملت، صدر الشریعہ، مفتی اعظم اور اعلیٰ حضرت کے طریقے پر تھے، معلوم نہیں آج کے مصباحی صاحبان کس ڈگر پہ چل رہے ہیں، اتنے کم عرصے میں اتنا بدلاؤ کیسے آ گیا۔ کیا پہلے والے ناسمجھ تھے یا ہم سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں۔**

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس حقیر نے صوفی عبد الصمد صاحب قادری دام ظلہ العالی کے پیہم اصرار پر کتاب

کے مشمولات کو بالاستیعاب پڑھا اور حتی المقدور اس کے زیر و بم کو درست کرنے کی کوشش کی تا کہ پڑھنے والوں کو بوجھ اور الجھن نہ محسوس ہو۔ اللہ تعالیٰ صوفی باصفا حضرت مولانا عبدالصمد صاحب قادری اور ان کے تمام معاونین کو سرخرو فرمائے۔ آمین

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بدر ملت علیہ الرحمہ کے تعارف وتذکرہ میں جو بھی اثاثہ دستیاب ہے وہ صوفی صاحب کی کاوشوں کا مرہون منت ہے، موصوف کو بدر ملت سے حد درجہ عقیدت ہے، ان کی ہر چھوٹی بڑی بات آپ کو ازبر ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ انہیں کے نقش قدم پہ ہیں اور ان کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، بدر ملت کے تلامذہ اور محبت کرنے والوں میں اگر صوفی صاحب کی طرح دو چار لوگ ہوتے تو بدر ملت کے تعلق سے بہت بڑا کام ہوسکتا تھا،

بہر حال صوفی صاحب کی محبت اور کوشش اپنی جگہ لیکن خود بدر ملت کے ایسے نمایاں کارنامے ہیں کہ وہ اپنے کارناموں اور خدمات کی بنیاد پر صدیوں یاد کئے جائیں گے۔

کوئی ان کے تعلق سے کچھ نہ بھی لکھے تو کیا فرق پڑتا ہے۔

سوانح اعلیٰ حضرت، فیض الادب، جواہر المنطق اور تعمیر ادب جیسی کتابوں کو کہاں اٹھا کر رکھ دیں گے۔

جب تک یہ کتابیں رہیں گی آپ بدر ملت کو نہیں بھول سکتے۔

از: مولانا شہادت اللہ قادری

شیخ وقت، فقیہ عصر

آبائی وطن:

شہر گورکھپور سے تقریباً ۴۵ کلومیٹر دکھن کی طرف موضع راوت پار آپ کا آبائی وطن ہے۔ راوت پار اور اس کے قرب وجوار کے مواضعات دو ندیوں (گھاگھرا اور کوآنوں) سے گھرے ہوئے ہونے کی وجہ دوآبہ کہلاتے ہیں۔

خاندان:

آپ کا خاندان اعظم گڈھ سے آکر راوت پار بزرگ میں قیام پذیر ہوا۔ آپ کے اجداد میں عنایت نامی ایک بزرگ گذرے ہیں جن سے موسوم ہو کے اس موضع کو عنایت پیر راوت پار کہتے ہیں۔

گورکھپور کی سرزمین پر یوں تو بہت سے لعل و گہر پیدا ہوئے اور ہوتے رہیں گے۔ لیکن چودھویں صدی کے شروع میں گورکھپور میں اہل سنت والجماعت میں تین ہستیاں علم وتقویٰ میں بے مثال اور ہر میدان کی شہسوار گذری ہیں۔ جن میں:

اول: حضرت سراج العلما، شیخ وقت، علامہ سید شاہ شمس الضحیٰ صاحب قبلہ گورکھپوری ثم بہرائچی۔

دوم: حضور بدر ملت علامہ شاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی گورکھپوری ثم بستوی۔

سوم: حضور شمس الحکما، فقیہ اسلام، علامہ محمد نعیم الدین صاحب قبلہ قادری

رضوی گورکھپوری علیہم الرحمۃ والرضوان۔

تینوں حضرات دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ سے فارغ التحصیل حضور حافظ ملت، علامہ شاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی قدس سرہ کے شاگرد رشید اور حضور مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں نوری بریلوی علیہ الرحمہ کے خلفائے کرام میں سے تھے۔

اول الذکر (حضور سراج العلما کا مختصر ذکر میں نے تذکرہ سادات بخاری کے مقدمہ میں اور ثالث الذکر کے حالات کا تذکرۂ شمس الحکما میں بیان کیا ہے۔

یہاں حضور بدر ملت کے کچھ حالات جو چشم دید ہیں نیز آپ کی شفقتوں، محبتوں اور ذرہ نوازیوں کا ذکر کرنے کیلئے قلم اٹھایا اور تحریری شکل دینے کی کوشش کر رہا ہوں۔

مجھے اپنی عمر کے آٹھویں سال میں اپنے دینی استاذ حضرت مولوی ممتاز علی شاہ کے ایک استفتا کا جواب حاصل کرنے کے لئے موضع راوت پار جانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے بتایا چھوٹے مولانا (حضور شمس الحکما) اپنے مکان پر موجود ہیں، لیکن بڑے مولانا (حضور بدر ملت) مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی میں قیام پذیر ہیں۔

میں نے حضور شمس الحکما کی بارگاہ میں حاضر ہو کر استفتا پیش کیا آپ نے اس کا جواب تحریر فرما کر مجھے عطا فرمایا اور نہایت شفقت و محبت فرما کر حکم دیا کہ تم کبھی کبھی یہاں آیا کرو۔ اکثر و بیشتر حضور بدر ملت کا تذکرہ لوگوں سے سن کر دل میں خیال آتا کہ کاش میں بھی حضور بدر ملت کی زیارت سے مشرف ہوتا۔

میں جب اپنے علاقے کے مدرسہ شمس العلوم اور شہر گورکھپور کے مدرسہ مظہر العلوم گھوسی پورہ میں فارسی کی تعلیم حاصل کر چکا تو حضور شمس الحکما سے عرض کیا کہ مجھے حضور بدر ملت کی خدمت میں حصول تعلیم و تربیت کی اجازت مرحمت فرما دیں

اور ان کے مدرسہ فیض العلوم غوثیہ بڑھیا میں میرا داخلہ کرا دیں تا کہ میں بھی حضور بدر ملت سے تعلیم و تربیت حاصل کر سکوں۔ حضور شمس الحکما نے منظور فرمایا اور تعلیم کے اخراجات کا انتظام فرما کر مجھے اپنے ساتھ براؤں شریف لے گئے اور ایک رقعہ بغرض داخلہ اپنے برادر اکبر حضور بدر ملت کی خدمت میں تحریر فرما کر مجھے دیا اور بڑھیا بھیج دیا۔

چونکہ اس وقت حضور بدر ملت براؤں شریف سے مستعفی ہو کر موضع بڑھیا کے مدرسہ فیض العلوم غوثیہ میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے۔ میں ان کی بارگاہ میں پہونچا اس وقت حضرت دولت خانہ کے برآمدے میں تشریف فرما تھے میں نے سلام عرض کیا اور وہ رقعہ پیش کر دیا۔ حضور بدر ملت نے اپنے برادر صغیر حضور شمس الحکما کے حالات دریافت فرمائے اور ان کی سفارش پر داخلہ منظور فرما لیا۔

انداز تعلیم:

تقریباً دو سال حضور بدر ملت کی خدمت میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کرتا رہا، تعلیم و تربیت کا انوکھا انداز تھا جو بہت موثر تھا۔ آموختہ سنتے اور یاد کراتے اور آئندہ پڑھنے والے سبق کا مطالعہ کرنے کی تاکید فرماتے۔ اس کے لئے مدرسہ کے کسی مدرس یا نگراں کو رات کے وقت طلبہ کی نگرانی کے لئے مقرر فرماتے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے طلبہ میں مطالعہ اور آموختہ کا جو ذوق اور تعلیم میں انہماک پایا جاتا وہ دوسری جگہ کم ملتا۔

تربیت کا خاص اہتمام:

نماز پنجگانہ بڑی پابندی سے ادا فرماتے اور طلبہ کو بھی سخت تاکید فرماتے جس کے لئے اکثر فجر کے وقت خود طلبہ کو بیدار فرماتے ساتھ ہی طلبہ کو وضو کا طریقہ

بتاتے اور اپنے سامنے وضو کراتے وضو کے فرائض وسنن کا خاص خیال فرماتے۔ یونہی نماز کے فرائض میں خاص کر سجدے اور رکوع وغیرہ کو صحیح کراتے اسی طرح ان کی تربیت رہن سہن، چال چلن پر بھی گہری نگاہ رکھتے تھے۔

حضرت کی حیات ظاہری میں میں موضع بڑھیا سے دار العلوم اہل سنت گھوسی شمس العلوم چلا آیا تھا، لیکن ہمیشہ عریضہ پیش خدمت کرتا رہتا اور ہر کام میں حضور کے حکم پہ عمل کرتا۔ ایک بار حضور نے ایک پوسٹ کارڈ ذریعہ ڈاک خانہ میرے گھر کے پتے پر روانہ فرمایا اس میں بعد دعا کے صرف اتنا تحریر فرمایا تھا کہ نماز کی پابندی کرتے رہنا، نماز میں کسی حالت میں ڈھیل نہ ہونے پائے۔

میں نے اپنے دو سالہ تعلیمی دور میں کبھی حضور کی نماز پنج گانہ قضا ہوتے نہیں دیکھا۔ ہمیشہ مسجد غوثیہ میں نماز ادا فرماتے اور رات میں تہجد کی نماز بھی بلا ناغہ ادا فرماتے۔ سفر میں بھی بارہا حضور کی خدمت کا شرف حاصل رہا مگر کبھی آپ کی نماز پنجگانہ تو دور تہجد قضا ہوتے نہیں دیکھا۔

درود غوثیہ اور درود جمعہ کی پابندی:

جمعہ کے دن ہر طالب کو سو بار درود جمعہ اور اس کے ساتھ سو بار درود غوثیہ پڑھنا لازم تھا۔ چاہے اسے فجر کے بعد پڑھے یا عصر کے بعد۔

ایک بار مجھ سے فرمایا کہ درود جمعہ مع درود غوثیہ جمعہ کے دن فجر کے بعد پڑھ لیا کرو، کیوں کہ تم طالب علم ہو بسا اوقات کہیں مدرسہ کے کام سے جانا ہوا یا کوئی اور کام پیش آیا تو ناغہ ہو جائے گا۔ اگر موقع مل جائے تو عصر کے بعد بھی پڑھ لیا کرو۔ ایک بار حضور شمس الحکما نے مجھ سے درود غوثیہ اور درود جمعہ پڑھنے کے بارے میں دریافت فرمایا تو میں نے حضور بدر ملت کا حکم اور تعمیل حکم کو بیان کیا۔ حضور شمس

الحکما نے ارشاد فرمایا، تم حضور بدر ملت کے حکم پر عمل کرو اور حتی الامکان عصر کے بعد بھی اس کو پڑھ لیا کرو۔ لہٰذا میں اپنے دونوں استاذوں کے حکم پر عمل کرتے ہوئے فجر و عصر کے بعد پڑھ لیتا ہوں۔

بے مثال تقویٰ:

ایک بار میں نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ میں استاذی الکریم علامہ عبد الشکور صاحب قبلہ نائب شیخ الحدیث سے دریافت کیا حضرت! اس وقت مشائخ میں باعتبار تقویٰ اور فتویٰ کون افضل ہے؟ تو حضرت نے جواب مرحمت فرمایا کہ مشائخ میں حضور احسن العلما سید مصطفیٰ حیدر حسن مارہروی سجادہ نشیں آستانہ عالیہ مارہرہ مطہرہ، تفقہ فی الدین میں حضور شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ امجدی گھوسی مئو اور تقویٰ میں حضور بدر ملت، بدر العلما علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری ہیں، جن کی کوئی مثال نہیں۔

بیعت و خلافت:

آپ کو بیعت و خلافت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے حاصل تھی، اس کے علاوہ حضور شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی خاں پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ والرضوان سے بھی خلافت حاصل تھی۔ اس کے باوجود بھی آپ بیعت کرنے میں بہت احتیاط فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے مریدوں کی تعداد بہت کم ہے۔ لیکن جسے مرید فرماتے اس کی تربیت بھی فرماتے تاکہ مرید متقی پرہیز گار ہو جائے۔ خاص عقیدہ و عمل ایسا نکھار دیتے جس سے آپ کا مرید سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے محبوبوں کا جان نثار بن کر سرکار امام اعظم کے مذہب حنفی اور سرکار غوث پاک کے مشرب قادری اور سرکار اعلیٰ حضرت کے مسلک (سنی) پر جبل شامخ کی طرح اٹل ہو جاتا۔

مریدوں کی تربیت:

کبھی کبھی مرید ہونے والے کو پرکھنے کیلئے ۴۰/۴۰/دن مدرسہ فیض العلوم غوثیہ میں قیام کرنے کا حکم دیتے، اور ۴۰/دن نماز کی پابندی، درود شریف وظائف واوراد کی پابندی کراتے اور تزکیۂ نفس کیلئے نفلی روزے رکھنے کا حکم فرماتے، جب ہر طرح مطمئن ہو جاتے تو اپنے دامن کرم سے وابستہ فرماتے۔

طلبا کی تربیت وکفالت:

جس طرح آپ اپنے طلبہ کی تعلیم وتربیت پر توجہ دیتے تھے، یوں ہی طلبہ کے دوران تعلیم کے اخراجات کا بھی خیال رکھتے تھے۔ جہاں آپ مشفق استاذ تھے، وہیں روحانی باپ کی حیثیت سے اپنے شاگردوں کی ہر موڑ پر رہنمائی فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کے عرس پاک میں بڑھیا سے ایک بس بریلی شریف جارہی تھی جس کا کرایہ فی آدمی ایک سو بیس روپئے تھا۔ جب لوگ بس میں سوار ہونے لگے تو میں نے عرض کیا میرے پاس کرایہ کا انتظام نہیں ہے، اس لئے میں بریلی شریف حاضر نہ ہوسکوں گا۔ حضور بدر ملت نے اپنی جیب سے بیس روپئے نکال کر کرایہ کیلئے عطا فرمایا، بعدہ آپ کے اشارے پر مدرسہ غوثیہ اہل سنت فیض العلوم کے اساتذہ اور طلبا نے دس۔ دس روپئے دیئے، اس طرح میری حاضری کا سامان ہوگیا۔

موضع بڑھیا سے بذریعہ بس بہرائچ شریف سرکار غازی میاں، دیوہ شریف سرکار وارث پاک، لکھنؤ حضور شاہ مینا لکھنوی کے دربار میں حاضری کا شرف حاصل کرتے ہوئے ۲۲/صفر المظفر کو پیلی بھیت شریف پہونچے اور حضور شیر بیشۂ اہل سنت علامہ حشمت علی علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس کے موقع پر قل کی تقریب میں

۲۳/صفر المظفر کو شرکت کر کے حضور محدث پیلی بھیت حضرت علامہ وصی احمد صاحب قبلہ سورتی اور قطب پیلی بھیت حضور شاہ جی محمد شیر میاں علیہما الرحمۃ والرضوان کے آستانے پر حاضری دیکر ۲۴/صفر المظفر کو ہمارا قافلہ بریلی شریف پہنچا۔ دار العلوم منظر اسلام میں حضرت علامہ نعیم اللہ خاں بستوی صدر المدرسین دار العلوم ہٰذا کے کمرے میں حضور بدر ملت کا قیام رہا۔

۲۵/صفر المظفر کو دو بج کر اڑتیس منٹ پر قل شریف ہوا۔ پھر وہاں سے واپسی ہوئی۔ اٹوا بازار میں بس ایک جگہ روک کر کھانے کا انتظام ہوا۔ حضور بدر ملت نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ آپ نے کھانا کھالیا؟ میں نے نفی میں جواب دیا، حضور بدر ملت کو بہت تکلیف ہوئی اور مجھ پر ناراض ہوئے اس کے بعد جب بھی میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب سے پہلے مجھ سے خیریت کے بعد کھانا کھانے کے بارے میں دریافت فرماتے اگر کھانا نہ کھایا ہوتا تو پہلے کھانا کھلاتے اور جب میری واپسی ہوتی تو کچھ عطیہ دیکر رخصت فرماتے۔

بدعقیدہ کی پہچان:

دوران طالب علمی ایک بار حضور بدر ملت کے ساتھ ایک مقام پر جانا ہوا، وہاں سے واپسی موضع بھٹیا کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا، حضرت نے نماز کی امامت فرمائی، میں نے اقتدا کی، پھر میں نے سنت ونفل پڑھ کر صحن مسجد میں دیکھا کہ ایک آدمی چین کی گھڑی باندھے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، اس کے نماز پڑھنے کے بعد میں نے اس سے چین کی گھڑی باندھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، اس نے مجھ سے بحث شروع کی۔ حضور بدر ملت نے سنا تو مسجد سے باہر نکلے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، چلو! میں آپ کے ساتھ چلا گیا، آپ نے اس آدمی سے دو

چار جملے تنبیہ کے طور پر ارشاد فرمائے۔ راستہ میں فرمایا، آپ کا فتویٰ سب کے لئے عام ہے؟ میں نے دریافت کیا، حضور کے ارشاد کا کیا مطلب؟ آپ نے فرمایا، جس آدمی سے آپ بحث کر رہے تھے، وہ غیر مقلد تھا، اس کی کچھ باتیں میں نے سن لیں، جس سے معلوم ہو گیا کہ وہ غیر مقلد ہے، لہٰذا پہلے اتنی پہچان رکھنی چاہئے، پھر مسئلہ بتانا چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ مسئلہ بتائیں اور وہ ائمہ یا علما کی توہین کر بیٹھے۔

خطا پر گرفت اور سخت تنبیہ:

دوران طالب علمی جمعرات کے دن اکثر میں درس کے اوقات کے بعد حضور بدر ملت سے رخصت حاصل کر کے حضور شمس الحکما کی زیارت کے لئے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف حاضر ہوتا اور جمعہ کی نماز پڑھ کر براؤں شریف سے بڑھیا کیلئے چل کر جمعہ کی شام تک حاضر ہو جاتا۔ جس کے لئے یا تو سائیکل سے پورا سفر کرتا یا پھر کچھ پیدل اور کچھ سواری سے یا کبھی پورا سفر پیدل ہی طے کرنا ہوتا، جس میں کافی وقت خرچ ہوتا۔

راستہ میں بھٹیا تھانہ پڑتا ہے، جہاں سے ایک راستہ اٹوا ہو کر موضع بڑھیا جانے کا ہے، مگر یہ راستہ پیدل والے راستے سے کافی دور پڑتا ہے۔ ایک بار میں بھٹیا تھانہ پر اپنے علاقہ کے موضع مبارک پور ضلع گورکھپور کے ایک سپاہی سے ملنے گیا، انھوں نے ایک ٹرک روک کر اس پر اٹوا جانے کیلئے بیٹھا دیا، اور کہا کہ وہاں تھانہ پر ایک دوسرے سپاہی جو ہمارے ہی ضلع کے رہنے والے ہیں ان سے ملنا وہ موضع بڑھیا جانے والی کسی سواری پر بٹھا دیں گے۔

اتفاق سے ایک ٹرک موضع بڑھیا سے آگے جا رہا تھا، سپاہی مذکور نے مجھے اس پر بٹھا دیا، اس طرح میں جلدی بڑھیا پہنچ کر حاضر خدمت ہوا۔ میرے جلدی پہنچنے پر

حضور بدر ملت کو تعجب ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا، آج آپ ہر جمعہ کے لحاظ سے ۲/ گھنٹے پہلے کیسے آ گئے، میں نے سارا قصہ بیان کیا، تو آپ مجھ پر بہت ناراض ہوئے، اور ڈانٹ پلائی اور فرمایا، ان سپاہیوں کے دباؤ کی وجہ سے ٹرک والوں نے کرایہ نہ لیا یہ ان ٹرک والوں کے ساتھ ظلم ہے، آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا، کیوں کہ دینی تعلیم کے طالب ہو آگے چل کر عالم و فاضل ہو گے، ایسا کام جب تم کرو گے تو عوام پر اس کا کیا اثر پڑے گا، پھر حضرت نے مجھے توبہ کرائی اور آئندہ ایسے گناہوں سے بچا لیا۔

حضور بدر ملت کی شفقت:

دوران طالب علمی ایک بار میں نے حضور بدر ملت سے رمضان شریف کی تعطیل مدرسہ غوثیہ فیض العلوم میں گذارنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت عطا فرمائی۔ آپ کے ایک شاگرد حضرت مولانا سید افروز صاحب گورکھپوری نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے مدرسہ اور مسجد کے قریب کل کسی مسجد میں سورہ تراویح پڑھانے کے لئے ان کا انتظام کر دوں تا کہ نماز کی پابندی اور کچھ دینی تبلیغ واشاعت کا کام بھی ہو جائے، حضور بدر ملت نے اجازت عطا فرمائی۔

میں حضرت مولانا موصوف کے ساتھ موضع کٹھیلا ان کی مسجد میں پہونچا۔ ۲۸/ شعبان کی تاریخ تھی، دوسرے دن چاند نکلنے کا انتظار تھا، اتفاق سے کوئی جگہ نہ مل سکی تو حضرت سید صاحب نے فرمایا اگر کوئی جگہ کل تک نہ ملی تو آپ کا قیام طعام میری مسجد میں رہے گا۔ لیکن بار بار حضور بدر ملت کی یاد آتی اور ان کی شفقتیں، نوازشیں اور ان کی خدمت میں قلبی سکون کی کیفیت دل کو تڑپا دیتی تھی۔ میں نے حضرت سید صاحب سے عرض کیا کہ اب نہ تو تراویح پڑھانے جاؤں گا اور نہ آپ

کے پاس قیام کروں گا۔ آپ مجھے حضور استاذی الکریم، بدر ملت کی خدمت میں بھیج دیں، میں رمضان شریف کی تعطیل وہیں گذاروں گا۔ سید صاحب نے مجھے حضور بدر ملت کی خدمت اقدس میں بھیج دیا۔

حضور بدر ملت نے مجھ سے آنے کے بارے میں دریافت فرمایا، میں نے عرض کیا مجھے آپ کی خدمت میں رمضان شریف کی تعطیل گذارنی ہے۔ آپ نے مدرسہ فیض العلوم غوثیہ میں میرے قیام، طعام کا انتظام فرمادیا۔ اور اپنی جیب سے ایک ماہ کیلئے ایک پاؤ روزانہ دودھ کی رقم کا انتظام فرمادیا اور کہا کہ کوئی بات نہیں تم میرے ہی پاس رہو۔ چنانچہ میں نے حضور بدر ملت کے سایہ کرم میں تعطیل کے ایام گذارے۔

میرے والد پر نوازش:

ایک بار ماہ رمضان شریف آنے سے پہلے حضور بدر ملت نے مجھ سے فرمایا، میں بمبئ جاؤں گا، آپ میرے ساتھ بستی تک چلیں، پھر مدرسہ لوٹ آیئے گا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے خالو شہر بستی ہی میں نوکری کرتے ہیں، میں آپ کے بمبئ تشریف لے جانے کے بعد خالو کے گھر پھر وہاں سے اپنے گھر چلا جاؤں گا۔

میں نے اپنے والد محترم جناب حیات اللہ خاں کی خدمت میں ایک عریضہ بشکل پوسٹ کارڈ ڈاک خانہ سے روانہ کیا کہ آپ بستی حاضر ہوکر حضور بدر ملت کی زیارت کرلیں۔ بمبئ جانے والے دن میرے والد محترم بستی کے ریلوے اسٹیشن پہنچے، اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ چہرہ صاف دیکھ کر حضور بدر ملت بہت ناراض ہوئے۔ لیکن آپ نے اتنی محبت سے سمجھایا کہ میرے والد محترم نے داڑھی رکھ لی۔ اس کے پہلے کانپور میں چمڑے کی منڈی میں کام کیا کرتے تھے۔ لیکن داڑھی رکھنے کے بعد حضور شمس الحکما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معاش کی تنگی کی شکایت کی، حضور شمس الحکما نے دعا فرمائی، جس کے بعد والد محترم کو ایک

پرائمری مدرسہ میں ملازمت مل گئی، جس کے بعد معاملات آسان ہوگئے اور ساری پریشانیاں دور ہوگئیں۔

حضور بدر ملت و شمس الحکما کی دعائیں:

ایک بار حضور شعیب الاولیا شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس پاک میں براؤں شریف حضور بدر العلما اور حضور شمس الحکما موجود تھے اور نماز ادا کر رہے تھے، میرے گاؤں کے عبد الجبار نامی گاؤں کے رشتہ کے دادا ان حضرات کی زیارت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ شرف نیاز حاصل کرنے کے بعد عبد الجبار خاں نے حضور بدر ملت سے عرض کیا، حضور! آپ اپنے شاگرد شہادت اللہ کے عالم ہوجانے کی دعا فرمادیں، تو حضور بدر ملت نے فرمایا اگرچہ وہ میرے شاگرد ہیں لیکن ان کے بارے میں میرے بھائی دعا فرمائیں گے، کیوں کہ وہ ان کے استاذ اور سرپرست ہیں۔ حضور شمس الحکما نے فرمایا میرے بھائی صاحب دعا فرمائیں گے۔ دونوں حضرات نے ایک دوسرے سے دعا کے لئے اصرار کیا اور دونوں بزرگوں نے دعا فرمائی۔

انھیں بزرگوں کا صدقہ ہے کہ میں علم کی تحصیل میں کامیاب ہوا۔

ایک غیر مسلم سپاہی کی حضور بدر ملت سے عقیدت:

چوں کہ حضور بدر ملت کا آبائی وطن ضلع گورکھپور کے راوت پار نامی گاؤں ہے، وہیں قریب میں ایک گاؤں بلکٹ ہے، وہاں کے رہنے والے رام کوٹ (اُپدھیا) سپاہی جن کا ذکر گذر چکا۔ اٹوا تھانہ میں تھے، مجھ سے کئی بار کہا کہ مولانا بدر الدین صاحب ہمارے ہی علاقے کے ہیں لیکن ابھی تک مجھے ان کا درشن نہیں ہوسکا، آپ ان سے اجازت لے کر مجھے ان کا درشن کرادیں۔ اتفاق سے بارہ ربیع

الاول شریف کے دن جلوس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ علما وطلبہ کے ساتھ جب حضور بدر ملت تشریف لائے تو میں نے رام لوٹ سپاہی کو اشارہ کیا، انھوں نے فوراً بڑھ کر حضور بدر ملت کے قدموں کو اپنے ہاتھوں سے چوم لیا، اور اپنا اور اپنے وطن کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا کہ مولانا صاحب آج آپ کا درشن کر کے میرا اُدّھار ہو گیا، آج میری مراد حاصل ہو گئی۔

حضور بدر ملت کی شفقت:

مدرس فیض العلوم غوثیہ بڑھیا میں دو سال تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ مجبوریوں کی وجہ سے آپ سے اجازت لے کر مدرسہ شمس العلوم گھوسی تعلیم کے لئے حاضر ہوا، مگر کچھ دنوں کے بعد گھوسی کے ایک جید عالم دین استاذ العلما، علامہ عزیز الحسن صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ مدرسہ مظہر العلوم قصبہ دھانے پور گونڈہ چلا گیا۔

انہیں دنوں میں ایک بار حضور بدر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور نے حالات دریافت کر کے فرمایا کہیں رہو، کہیں پڑھو، تعلیم ہونی چاہئے، مگر بدعقیدہ لوگوں سے بچتے رہنا، پھر فرمایا میری سائیکل لے جاؤ۔ اس سے مہینہ ڈیڑھ مہینہ میں یہاں آتے رہنا، میں تمھارے تعلیمی اخراجات کا کچھ نہ کچھ انتظام کر دیا کروں گا۔

استاذ الاستاذ کی شفقت:

۱۴۱۳ھ میں میں دار العلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڈھ میں زیر تعلیم تھا، اس وقت حضور بدر ملت کا وصال ہو چکا تھا۔ ایک بار آپ کے استاذ محترم شیخ القراء، حضور قاری یحیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے مجھ سے دریافت فرمایا، مولانا بدر الدین صاحب کا مزار کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا، حضور بدر ملت آپ کے

شاگرد تھے؟ تو آپ نے فرمایا، ہاں! میں ان کا استاذ ہوں۔ میں نے عرض کیا ان کا مزار شریف بڑھیا میں ہے۔

قصبہ مبارکپور میں محلّہ کٹرہ کی ایک مسجد میں میں امامت کے فرائض انجام دے رہا تھا، قریب ہی میں تقریباً آدھ کلو میٹر کی دوری پر محلّہ نوادہ میں مدرسہ سراج العلوم ہے، اس وقت اس کے ناظم حضور شیخ القراء تھے۔ آپ مدرسہ جاتے وقت اکثر میری مسجد میں تشریف لاتے۔ میں نے عرض کیا حضور! میں آپ کی بارگاہ میں بغرض زیارت حاضر ہوتا ہوں پھر بھی آپ کی مجھ پر خاص نوازش ہے کہ آپ تشریف لا کر مجھ پر خصوصی کرم فرماتے ہیں۔ حضور نے فرمایا میں مولانا بدر الدین صاحب کا استاذ ہوں اور تم ان کے شاگرد ہو اس لئے میں تم سے ملنے چلا آتا ہوں۔

پیشین گوئی:

ایک بار حضور بدر ملت نے مجھ سے دریافت فرمایا، شہادت اللہ تم لوگوں کو مرید کرو گے؟ میں نے عرض کیا حضور! میں مرید ہونے کے قابل نہیں۔ دوسروں کو کیسے مرید کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تمھیں خلافت و اجازت کی نعمت میرے برادر عزیز مولانا حکیم صاحب سے ملے گی۔ پھر ایک بار فرمایا کہ تمھاری گاڑی بہت تیز چل رہی ہے بہت سنبھل کر قدم رکھنا۔

بشارت:

حضور بدر ملت کے وصال کے کچھ دنوں بعد جب حضور شمس الحکما کی طبیعت زیادہ ناساز ہوئی اور زندگی سے نا امیدی نظر آنے لگی، اس وقت میں الجامعۃ الاسلامیہ روناہی فیض آباد میں زیر تعلیم تھا۔ ایک دن بہت رنج کی حالت میں تھا، رات میں خواب میں حضور بدر ملت کی زیارت نصیب ہوئی، میں نے عرض کیا،

حضور دعا فرمائیں، تا کہ حضور شمس الحکما کی طبیعت بحال ہوجائے۔ حضرت نے فرمایا میں نے تم سے کہا تھا کہ مولانا حکیم صاحب سے آپ کو باطنی نعمت (خلافت واجازت) حاصل ہوگی۔ ابھی تمھیں یہ نعمت حاصل نہیں ہوئی ہے۔ فکر نہ کرو وہ تندرست ہوجائیں گے۔

الحمدللہ کہ حضور بدر ملت کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی، اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اپنے حبیب رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں خاص فضل فرمایا، حضور شمس الحکما کو صحت کاملہ حاصل ہوئی، اور تقریباً ۸/سال تک صحت حاصل رہی۔

دوبارہ آپ جب علیل ہوئے اور ۱۴۲۲ھ میں مجھے اور کئی حضرات کو اجازت وخلافت سے نوازا تو ہم لوگ آپ کی زندگی سے نا امید ہوگئے، یہاں تک کہ کچھ دنوں کے بعد آپ کا وصال ہوگیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

از: مولانا صوفی زبیر احمد

حضور بدر ملت کچھ یادیں کچھ باتیں

غالباً ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۰ء کی بات ہے۔ میں جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرام پور (یوپی) میں زیر تعلیم تھا، یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند سیدی حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ علیہ الرحمہ وہاں شیخ الحدیث تھے۔ اور محسن قوم وملت عالی جناب ڈاکٹر عبدالمجید خاں صاحب نور اللہ مرقدہ ادارہ کے صدر اعلیٰ تھے۔ گویا روحانی وجسمانی دونوں طرح کے امراض کے معالج وحکیم وہاں موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف سیدی جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے منظور نظر چہیتے مرید تھے۔ بڑے ہی نیک دل مخلص فی الدین اور علماء نواز تھے۔ آپ کا سینہ ملت کے درد سے معمور تھا۔ کبھی کبھی حالات حاضرہ کے بعض دینی پہلوؤں کی زبوں حالی پر اس انداز میں گفتگو کرتے کہ درد کی ٹیس صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔

حضور حافظ ملت کی دعاؤں اور آپ کے اخلاص عمل کی برکت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست شفا بخشا تھا۔ آپ کی ڈسپنسری میں مریضوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ جبکہ اونچی ونچی ڈگریاں رکھنے والے شہر کے بہترے ڈاکٹروں کے یہاں سناٹے کا ماحول رہتا تھا۔ دور دراز سے عوام وخواص علاج کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے۔ علما وطلبا کا علاج زیادہ تر خالصاً لوجہ اللہ کرتے تھے۔

انھیں ایام میں ایک روز میں نے دیکھا کہ جامعہ کے جس روم میں میری رہائش تھی، اس میں دو عالمِ دین فروکش ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کمرہ خوب ہوادار روشن

تھا۔اس لئے موسم کا لحاظ کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کے آرام وقیام کا انتظام اسی میں کیا گیا تھا۔

کرتا وشلوار اور صدری میں ملبوس سر پر فرشتوں کا شعار، سنت عمامہ کا تاج کرامت آثار بڑا ہی دلکش وروشن تھا۔ان دونوں حضرات کے چہرہ سے بزرگی کے آثار نمایاں تھے،ایک صاحب فراش دوسرے تیماردار۔دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ جو صحت مند ہیں وہ فیض الادب کے مصنف حضرت علامہ مولانا بدرالدین احمد صاحب قبلہ ہیں۔اور جو بیمار وعلیل ہیں وہ آپ کے بھائی حضرت علامہ حکیم محمد نعیم الدین صاحب قبلہ ہیں۔ یہ حضرات ڈاکٹر صاحب سے علاج کرانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔

بہر حال ان حضرات کی وضع قطع تسبیح وتہلیل اور زبان کو یادِ خدا میں مشغول رکھنے سے اس حد تک عقیدت ومحبت دل میں پیدا ہوئی کہ ان کی خدمت سعادت نظر آئی۔ اس لئے کبھی کبھی ہاتھ پاؤں دبانے اور سر پر تیل رکھنے کے لئے پہونچ جاتا۔

ایک بار بدر ملت علیہ الرحمہ کے سر پر تیل کی مالش کر رہا تھا اسی اثنا میں حضرت نے ناصحانہ کلام شروع فرمایا۔درمیان کلام استفسار فرمایا۔

علم دین حاصل کر کے کیا کرو گے تمہارا ارادہ اور مقصد علم حاصل کرنے سے کیا ہے؟ میں نے جواب دیا۔دین کی خدمت کرنا۔مگر لب ولہجہ نرم تھا۔اس پر سرور آمیز انداز میں زور دے کر فرمایا کہ ایسا عظیم مقصد اور ایسی مَریل آواز۔فخر کے ساتھ کہو۔خدمتِ دین کے ارادہ سے علم حاصل کرتا ہوں۔اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔کہ اس نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل تم کو خدمتِ دین کے لئے علم حاصل کرنے کی توفیق بخشی۔اس کے بعد تحصیل علم کی غرض وغایت پر پند وموعظت سے بھرپور ایسی نفیس اور پرجوش گفتگو

فرمائی کہ ایک طالب علم کا ذوق علمی فزوں سے فزوں تر ہو جائے،اس ملاقات کے علاوہ بدر ملت علیہ الرحمۃ کے ساتھ کسی گہرے تعلق کا اتفاق نہ ہو سکا،بس یوں ہی دو چار بار سرسری ملاقاتیں ہو سکیں۔البتہ ۲۵ر شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۶ر مئی ۱۹۸۵ء کو آبائی وطن بلہا سے پچپڑوا ہجرت کرنے کے بعد ایک ایسے مخلص فی الدین مرد مومن سے رفاقت ومواخات کی نعمت حاصل ہوئی جو اس زمان ومکان میں اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کا مظہر ہے۔اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ جس کے اوصاف میں نمایاں وصف ہے۔وہ سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کے لئے موم سے زیادہ نرم اور وہابی دیوبندی بدمذہب گستاخانِ رسول کے لئے فولاد سے زیادہ سخت ہے۔اور یہ سب کچھ صدقہ ہے اس والہانہ عقیدت ومحبت کا جو آپ کو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکات کے ساتھ ہے، بہت سے لوگ اپنے اسماء کے فیضان سے محروم رہتے ہیں۔مگر آپ واقعۃً ایسے موسوم باسم اور نگ زیب ہیں جس کے نام وکام سے وہابی دیوبندی جلتے ہیں۔

آپ کے بچپن کے ایک دوست جناب ماسٹر محمد ادریس صاحب ہیں جو حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے زیر سایہ آپ کے ادارہ بڑھیا میں تعلیمی خدمات انجام دے چکے ہیں۔مدرسہ غوثیہ کے سامنے جو خوشنما پھول کا سایہ دار چتور نما درخت ہے وہ آپ ہی کا لگایا ہوا ہے۔

ایک بار کسی الیکشن کے موقع پر ایک بدمذہب نیتا کو کسی نے اس کے سایہ تلے بٹھا دیا تھا تو حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ ماسٹر محمد ادریس صاحب نے اس لئے نہیں لگایا تھا کہ آپ دشمنان رسول کو اس کے سایہ میں بٹھائیں۔آج کے بعد ایسی حرکت نہ ہونی چاہئے۔

یہ دونوں دوست شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت مولانا محمد صدیق عرف خلیفہ

صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کے مرید خاص تھے۔ مگر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کے بھی ایسے چہیتے معتقد تھے کہ ان کی اکثر تعلیم وتربیت حضرت ہی کے فیض صحبت سے ہوئی ہے۔ اوران کے ظاہر وباطن میں جو چاندنی نظر آرہی ہے وہ حضور بدر ملت ہی کے جمال وکمال کا پرتو ہے۔

انھیں دونوں حضرات کی روایت سے میں کچھ واقعات ذیل میں قلمبند کر رہا ہوں، ممکن ہے کہ بدر ملت علیہ الرحمہ کی زندگی کے کچھ ایسے گوشے قارین کے سامنے آسکیں جوان کے لئے مشعلِ راہ ہوں۔

وعظ وتقریر بمنزلۂ دوا اور انجکشن ہے علما، خطبا بمنزلۂ حکیم وڈاکٹر۔ جن کا فرض یہ ہوتا ہے کہ مریض کے مرض کی تشخیص کرنے کے بعد اس کے مطابق علاج کریں۔ مگر آج اس کی قطعی پرواہ نہیں کی جاتی ہے بلکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ بسا اوقات قوم بے بنیاد عقیدہ وعمل حتی کہ صلحکلیت وبدعملی کے مرض میں گرفتار ہوتی ہے، اور خطبا شفاعت وفضائل اور رحمت پر تقریریں کر کے حلوہ وشربت پیش کرتے ہیں، جس سے اگر ایک طرف کچھ ایمانی تلطف حاصل ہوجاتا ہے تو دوسری طرف قوم ڈھیٹ ہوتی چلی جارہی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ان موضوعات پر تقریریں نہ ہونی چاہئیں، مگر کیا حکمت قرآن کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہولِ قیامت قہاری گرفت اور وعیدات الٰہیہ کا بیان بھی پورے گھن گرج کے ساتھ ضروری ہے تاکہ تنذیر وتبشیر، خوف ورجاء دونوں پہلوؤں کو سن کر لوگ اصلاح حال کے لئے آمادہ ہوں۔

مولائے کائنات سیدنا علی مرتضی رضی اللہ وتعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جاہلوں سے یہ سوال نہ فرمائے گا کہ تم نے پوچھا کیوں نہیں۔ ہاں! علما سے ضرور یہ محاسبہ کرے گا کہ تم نے علم کی روشنی ان تک پہونچائی کیوں نہیں۔

اس تناظر میں ہم حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی حیات کا جائزہ لیتے ہیں تو بجا طور

پر کہنا پڑتا ہے کہ آپ ایک عظیم انفرادی شخصیت کے مالک تھے جس کے شب وروز تقاضائے حال کے مطابق تبلیغ وارشاد اور لوگوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح کے لئے وقف تھے۔

جناب اورنگ زیب بھائی نے بارہا تذکرہ کیا کہ حضرت کا معمول تھا کہ ادارہ کے تعلیمی اوقات کے علاوہ صبح، دوپہر، شام جب موقع پاتے قریب کے گاؤں میں سائیکل سے چلے جاتے اور لوگوں کو اسلام وسنیت کی تعلیم وتربیت سے فیضیاب فرماتے، غسل ووضو، صوم وصلوٰۃ کا طریقہ عملی طور پر سکھاتے اور ہر زاویے سے ان پر صبغۃ اللہی رنگ چڑھانے کی کوشش کرتے۔ کبھی کبھی بطور ترغیب فرماتے اورنگ زیب بھائی وہ دیکھو چھت پر میری سائیکل کے کتنے ٹائر پڑے ہوئے ہیں۔ جو چلتے چلتے گھس گئے ہیں۔

سب سے بڑا مبلغ آدمی کا اپنا کردار ہوتا ہے، میرے دوست جناب محمد اورنگ زیب بھائی یار علوی نے متعدد بار بیان فرمایا کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ آپ جب کبھی سائیکل کھڑی کرتے تو قبلہ کی طرف اس کی پشت کر کے نہیں کھڑی کرتے بلکہ اس کا اگلا حصہ ہی قبلہ کی طرف رکھتے۔ **من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب**۔ جو اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔ حضرت کا یہ رنگ آپ کے معتقدین پر بھی نظر آتا ہے۔ کم از کم اورنگ زیب بھائی کو تو مکمل طور پر میں نے اس میں رنگا ہوا پایا۔

بات بظاہر معمولی نظر آتی ہے لیکن اگر اس کا تقابل کیا جائے ان گستاخ بے ادب نجدیوں کی اہانتِ قبلہ سے جو خاص مسجد حرام شریف میں عین کعبہ کے سامنے ٹانگیں پھیلائے بیٹھے اور لیٹے نظر آتے ہیں اور ان کو ذرا احساس نہیں ہوتا کہ ان کی یہ حرکت حرمتِ کعبہ کے خلاف ہے، تو اس کا صحیح اندازہ ہوگا کہ حضور بدر ملت علیہ

الرحمۃ عشق وعرفان کے اس مقام پر فائز تھے جہاں عاشق کو معشوق سے منسوب چیز کی بھی ایسی حرمت منظور ہوتی ہے کہ ہزاروں لاکھوں پردے حائل ہونے کے باوجود اپنی تو اپنی کسی غیر جان دار چیز کی پشت بھی بے ضرورت اس کی طرف کرنا گوارہ نہیں ہوتا، اگر چہ یہ بے ادبی نہیں تاہم نظر عشق میں کمال ادب کے ضرور خلاف ہے۔ **ذلک فضل اللہ یعطیہ من یشاء**

دینی جلسوں کا اسٹیج ممبر رسول ہوتا ہے۔ جہاں سے قال اللہ وقال الرسول کا لاہوتی پیغام نشر کیا جاتا ہے اس پر وہی لوگ تشریف فرما ہو سکتے ہیں جو اس کے اہل ہوں۔ کسی فاسق معلن داڑھی منڈے یا حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والے کو ہرگز اس کی اجازت نہیں کہ بزم علما میں ان کے برابر بیٹھے۔ حدیث پاک میں ہے جب کسی فاسق کی تعظیم کی جاتی ہے تو عرش الٰہی کانپ اٹھتا ہے۔

آج کل تو عام طور پر اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے اور دینی تقریب کے اسٹیجوں پر علما وطلبہ کے علاوہ بھی طرح طرح کے لوگ براجمان رہتے ہیں مگر بدر ملت علیہ الرحمہ کبھی بھی اس کو برداشت نہ کرتے تھے۔

جناب اورنگ زیب بھائی کی روایت کے مطابق ایک بار براؤں شریف کے سالانہ جلسہ میں ایک نعت خواں شاعر اسٹیج پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنانے لگے اس وقت وہ داڑھی نہ رکھے تھے حضرت کو معلوم ہوا تو فوراً ایک آدمی بھیج کر اسٹیج سے نیچے زمین پر کھڑا ہو کر نعت شریف پڑھنے کی ہدایت کی۔ سنانے کے بعد وہ اپنی قیام گاہ کو جانے لگے تو آپ ایسی جگہ جا کر ٹھہر گئے جہاں سے ان کو گذرنا تھا۔ ملاقات ہوئی۔ سلام کیا۔ حضرت شفقت کے ساتھ پیش آئے اور اپنے حجرہ میں لے گئے، میٹھائی پانی پیش فرمایا۔ چائے نمکین سے ضیافت کی۔ اور اس حکمت وموعظت سے ان کی اصلاح فرمائی کہ موصوف کے دل سے غبار دور ہو گیا توبہ کی اور شرع کے

مطابق داڑھی رکھنے کا عہد و پیمان کیا۔

درشتی ونرمی بہم در بہ است
چوں فاصد کہ جرّاح ومرہم نہ است
(گلستاں باب ہشتم ص ۲۱۷)

برادرم جناب ماسٹر محمد ادریس صاحب یار علوی سے حضرت کے جو حالات وواقعات ہم کو دستیاب ہوئے ہیں وہ بجائے خود ایک طویل مضمون ہے، جسے موصوف نے اسی انداز میں تحریر فرمایا ہے۔ جس طرح وہ رونما ہوئے تھے۔ اس لئے مناسب ہوا کہ انہیں کے زبان وبیان میں پیش کر دیا جائے تا کہ قارئین کو حضرت کے طرز تکلم اور گفت وشنید کے انداز سے بھی زیادہ بہتر طور پر واقفیت حاصل ہو۔

پہلی ملاقات:

ہمارے گاؤں رمنگرہ میں حضرت مولانا بدر الدین احمد صاحب قبلہ کا آنا جانا اس وقت سے شروع ہوا جب کہ حضرت علیہ الرحمہ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں پڑھا رہے تھے، حضرت کا قیام پہلے ہمارے گاؤں میں محمد نعیم صاحب کے یہاں ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت انھیں کے گھر تشریف فرما تھے۔ گاؤں کے بہت سے لوگ حضرت کے پاس بیٹھے تھے میں بھی وہیں بیٹھا تھا، حضرت نے میرے بارے میں پوچھا یہ کس کے یہاں رہتے ہیں، تو نعیم بھائی کے بڑے والد نے کہا ان کے ماں باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اب حضرت کیا بتاؤں کس کے یہاں رہتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ حضرت پہلے ایسے ویسے تھے لیکن فی الحال گاؤں میں سب سے زیادہ ٹھیک ٹھاک ہیں۔

تب حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا تو ان کے لئے بڑا خطرہ ہے۔ میں ڈرا اور حضرت سے کہا کہ حضرت کا ہے کا خطرہ ہے، حضرت نے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر ڈاکو اس گاؤں میں ڈاکہ ڈالنے کے لئے آئیں تو وہ کسی امیر کے یہاں ڈاکہ ڈالیں گے یا غریب کے یہاں؟ میں نے کہا حضرت امیر کے یہاں۔ حضرت نے فرمایا تو سنئے دین وایمان کا ڈاکو ابلیس ہے۔ ابلیس بھی اس گاؤں میں ڈاکہ اسی کے گھر میں ڈالے گا جو دین میں سب سے زیادہ آگے ہوگا اور جب لوگ آپ کی تعریف کر رہے ہیں تو ابلیس آپ کے پیچھے ضرور پڑے گا۔ حضرت علیہ الرحمہ کی یہ باتیں سن کر میں گھبرا گیا۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت میں کیا کروں؟ حضرت نے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں میں اس خبیث کے مکر سے بچنے کی تدبیر بتا رہا ہوں۔

آپ آج ہی سے ٹھان لیجئے کہ میں روزانہ سو مرتبہ کلمہ شریف اور سو مرتبہ درود شریف پڑھا کروں گا لیکن ادریس بھائی آپ کو ایک کام یہ کرنا ہے کلمہ شریف اور درود شریف تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جائیں اور جو تعداد بڑھ جائے اس سے کم پڑھنا نہیں ہے۔ اگر اس پر عمل کریں گے تو آپ پر اللہ اور اس کے رسول کی نظر کرم ہوگی۔ اور ابلیس کا داؤں نہیں چلے گا میں نے کہا کہ حضرت میں ضرور پڑھوں گا۔

حضرت علیہ الرحمہ کے تشریف لانے سے پہلے گاؤں کا کوئی مسلمان لفظ اعتکاف سے بھی واقف نہ تھا۔ غلے کی پیداوار پر عشر کی جگہ چالیسواں دیا جا رہا تھا۔ مروجہ تعزیہ داری کے لوگ قائل تھے۔ وہابیوں دیوبندوں کے بارے میں جو حکم شرع ہے اس سے واقف نہ تھے۔ نماز، روزہ، غسل، وضو وغیرہ کے موٹے موٹے مسائل سے بھی لوگ آگاہ نہیں تھے۔ حضرت جب تک مدرسہ پر رہتے تو طلبہ کو پڑھاتے اور جب مدرسہ کے چندہ یا اور غرض سے کسی جگہ جانا ہوتا تو وہاں کے مسلمانوں کو نماز، روزہ، غسل، وضو، کپڑے کی پاکی وغیرہ دین کی ضروری باتوں

سے آگاہ فرماتے۔ ہم لوگ پہلے سے سوال تیار رکھتے کہ جب حضرت آئیں گے تو فلاں فلاں مسئلہ پوچھا جائے گا۔ حضرت رات کے دو، دو بجے تک بیٹھے رہ جاتے اور دینی باتیں کرتے رہے۔ کبھی بھی یہ نہیں فرمایا کہ اب آپ لوگ جائیں اور ہمیں آرام کرنے دیں۔ حضرت علیہ الرحمہ کے تشریف لانے کے بعد مظہر شعیب الاولیاء حضرت خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ حضرت ہی کی کوششوں پر سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔

ہمارے حضرت علیہ الرحمہ بڑھیا سے بھانبھر علاقے میں اکثر سائیکل سے تشریف لاتے رہے۔ بڑھیا سے پچپڑوا کی دوری تقریباً ۴۵ کلومیٹر ہوگی۔ ایک مرتبہ موتی پور گاؤں کے مسلمانوں میں اختلاف ہوا۔ مجھے کرایہ دے کر بھیجا گیا کہ حضرت کو یہاں لایا جائے۔ میں بڑھیا پہونچا۔ حضرت سے پوری بات بتائی پھر حضرت نے مجھ سے کہا جو پیسہ آپ کے آنے پر خرچ ہوا ہے اس کو چھوڑ کر باقی پیسہ واپس کر دیجئے گا۔ میں خود سائیکل سے چلوں گا اور آپ ہماری دوسری سائیکل لے لیں۔ میں نے حضرت کو یہ فرماتے سنا کہ مجبوری میں بس پر سفر کرتا ہوں بس میں کوئی گالی بک رہا ہے تو کوئی جانگھ ہی کھولے بیٹھا ہے اور کوئی بیڑی سگریٹ ہی اڑا رہا ہے۔

ایک مرتبہ میں نے حضرت سے کہا کہ ہمیں برکت کے لئے مرید کر لیجئے۔ حضرت نے فرمایا آپ خلیفہ صاحب اور مجھ میں جنگ کرانا چاہتے ہیں۔ آخر خلیفہ صاحب میں کیا کمی ہے؟ چھنار عورتوں کی طرح للچاؤ نہ۔ بلکہ جس کا دامن تھام لیا ہے اسی کا دامن مضبوطی سے تھامے رہو۔ اپنے بچوں کو مرید کرنے کے لئے کہا لیکن انکار کرتے رہے اور ہمیشہ یہی رائے دیا کہ خلیفہ صاحب سے بیعت کراؤ۔ حضرت علیہ الرحمہ کے اندر لالچ نہیں تھی۔ جیسا کہ آج کل کے بعض پیر صاحبان میں ہے کہ دوسرے پیر کے مرید کو بہت جلد مرید کر لیتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں حضرت کے لئے کرتا کا کپڑا خریدا اور اپنے گاؤں کے ماسٹر نوری صاحب سے کہا کہ آپ حضرت کے کرتے کا ناپ لے لو۔ وہ حضرت کے پاس ناپ لینے گئے حضرت نے کہا کہ ارے بھائی میں نے کرتے کا کپڑا خریدا ہی نہیں ہے پھر آپ ناپ لے کر کیا کروگے؟ تو انھوں نے پوری بات بتائی پھر حضرت نے مجھے بلایا اور فرمایا ادریس بھائی آپ کو مجھ پر کیوں ترس آ گیا۔ آخر میں کہاں پھٹا پرانا کپڑا پہنے تھا۔ خیر آپ محبت میں کپڑا خرید لئے ہیں تو میں آپ کا دل رکھنے کے لئے قبول کئے لیتا ہوں لیکن آئندہ مجھ سے رائے لئے بغیر کوئی کام نہ کرنا۔ آپ کہاں امیر آدمی ہیں اپنے بال بچوں کو دیکھئے۔

ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک جگہ جانا ہوا ایک مولانا صاحب جو کہ دینی و دنیاوی اعتبار سے ایک عظیم گھرانے کے تھے۔ وہ عالم دین ہونے کی سند لے کر حضرت علیہ الرحمہ کے پاس آئے اور حضرت سے کہا کہ حضرت تصدیق کر دیا جائے۔ حضرت نے کہا کہ میں کہاں تصدیق کرتا ہوں۔ اسی بیچ ان صاحب کے والد ماجد علیہ الرحمہ بھی تشریف لے آئے اور حضرت سے فرمایا کہ حضرت تصدیق کر دیا جائے۔ حضرت نے مولانا موصوف سے مخاطب ہو کر فرمایا بابو! تم کو فیصلہ کرنا ہے تم اپنی سند پر تصدیق کراؤ گے یا مجھ سے دعا لوگے؟ اگر سند پر تصدیق کراؤ گے تو دعا سے محروم رہوگے۔ بولو! کیا چاہتے ہو۔ بہت سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ تو وہ مولانا صاحب بولے حضرت ہمیں آپ کی دعا چاہئے۔ تب حضرت نے کہا ٹھیک ہے میں آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا، مولانا صاحب اور ان کے والد ماجد خوشی خوشی تشریف لے گئے۔ اس واقعہ میں ان مولانا صاحب کا نام اور ان کے والد ماجد کا نام میں نے اس لئے ظاہر نہیں کیا کہ کہیں ان صاحب کا دل نہ دکھے۔

یہ رہا ہمارے حضرت علیہ الرحمہ کا عمل اور آج کل کے اکثر مولانا مولوی مفتی

کہلانے والے حضرات کا حال یہ ہے۔ عالم، مولوی کا فارم کوئی اور بھر رہا ہے اور امتحان کوئی اور دے رہا ہے۔ جب ایسی صریح مکاری کراتے ہوئے ان کو ڈر نہیں لگ رہا ہے تو بھلا کسی کی سند پر تصدیق کرنے کی بات میں انھیں کیا ڈر ہو سکتا ہے؟

آیئے لگے ہاتھوں یہ واقعہ بھی سنتے چلیں بمبئی کا کوئی دین دار سیٹھ ایک مولانا صاحب کو دس ہزار روپیہ ہر سال چندہ دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس اللہ کے نیک بندے نے مولانا صاحب سے کہا کہ حضرت میری فلاں بیٹی فلاں درجہ میں پڑھ رہی تھی لیکن امتحان نہیں دے پائی کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ سند مل جائے تو وہ مولانا صاحب بولے کہ سند مل جائے گی۔ پھر وہ مولانا موصوف فرضی سند بنوا کر لے جا کر سیٹھ صاحب کو دے دیا۔ جب سیٹھ صاحب اپنے ہاتھ میں پا گئے تو مولانا موصوف سے کہا حضرت میں نہیں جانتا تھا کہ آپ بھی فریب کاری کرتے ہیں اب میں آپ کو چندہ نہیں دوں گا پھر اس سیٹھ نے واقعی چندہ دینا بند کر دیا۔ یہ واقعہ جن مولانا صاحب کا ہے وہ بہترین عالم دین کہلاتے ہیں۔ ان کے سینے میں سنیت کا درد ہے مگر وہ دھوکا کھا گئے۔ تھوڑی سی غفلت نے نقصان پہونچایا۔ اس واقعہ سے وہ مولانا، مولوی مفتی حضرات عبرت حاصل کریں جو کہ اندھا دھند نا اہلوں کے سر پر دستار لپیٹ کر اور فرضی سند دلوا کر ایک سوا ایک کا نوٹ حاصل کر رہے ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمہ اورنگ زیب بھائی کے یہاں تشریف فرما تھے۔ اسی بیچ دو مولانا حضرات بھی تشریف لے آئے سلام و مصافحہ کے بعد گفتگو شروع ہوئی حضرت نے کہا میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ آپ حضرات وہابیوں سے بھی ملتے جلتے ہیں۔ اس پر ایک مولانا صاحب بولے حضرت یہ سوچ کر ملتا ہوں کہ شاید وہ سُدھر جائیں۔

حضرت نے فرمایا ارے بھائی کوئلہ کے ٹکڑے پر ایک بٹی رین صابن لگا دیا

جائے تو کیا اس کوئلہ کے ٹکڑے میں سفیدی پیدا ہو جائے گی؟ جواب میں وہ مولانا موصوف مسکرا کر بولے کہ حضرت سفیدی پیدا نہیں ہوگی، پھر حضرت نے فرمایا اور اگر دس بٹی گھس دیا جائے تو سفیدی آئے گی؟ وہ بولے کہ حضرت سفیدی نہیں آئے گی۔ تو حضرت نے فرمایا آپ حضرات کے اس عمل سے عام مسلمانوں کا نقصان ہوگا۔ جو وہابی ہو چکا وہ راہ پر آنے والا نہیں۔

ایک مرتبہ ایک مولانا صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت براؤں شریف کا مدرسہ بھی تو الحاق ہے۔ حضرت نے فرمایا تو کیا تم بھی براؤں شریف کی نقل کرو گے؟ پھر حضرت نے ایک لطیفہ سنایا۔

مینڈک نے دیکھا کہ گھوڑے کے نال ٹھکا ہوا ہے اور وہ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کرتا ہوا دوڑتا ہوا جا رہا ہے۔ مینڈک کے دل میں خیال آیا کہ آخر میں بھی کیوں نہ نال ٹھکوالوں۔ یہ سوچ کر مینڈک بھی نال ٹھوکنے والے کے پاس پہونچا اور اپنے خیال کو ظاہر کیا۔ نال ٹھوکنے والے نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ مانا نہیں۔ آخر کار اس نے مجبور ہو کر جیسے ہی ایک نال ٹھونکا تو مینڈک چاروں پاؤں اوپر کر کے چت ہو گیا۔

ایک مرتبہ حضرت نے ایک اور لطیفہ سنایا کہ پرانے زمانے میں بندر پھنسانے والے بندر کو جال لگا کر نہیں پھنساتے تھے بلکہ وہ صراحی کی طرح کا ایک برتن بنواتے اور اس صراحی کا منہ اتنا رکھتے کہ اگر بندر صراحی میں سے دونوں ہاتھ ڈال کر کچھ نکالنا چاہے تو ہاتھ نہ نکلتا اور اگر سامان چھوڑ دیتے تو ہاتھ نکل جاتا۔ وہی برتن لے کر بندر پھنسانے والے جنگل پہونچتے جس پیڑ پر زیادہ بندر نظر آتے اسی پیڑ کے نیچے برتن رکھ کر ہر برتن میں بندروں کو دکھا دکھا کر لڈو، جلیبی، سیب، امرود وغیرہ رکھ دیتے۔ اور پھر خود دور جا کر بیٹھ جاتے۔

بندر پیڑ سے نیچے اتر کر ایک ہاتھ ڈال کر جو سامان ہاتھ میں آتا اسے نکال کر

چکھتے اور جب انھیں مزہ آتا تو دونوں ہاتھ ڈال کر سامان نکالنے کی کوشش کرتے لیکن سامان سمیت ہاتھ نکلتا نہیں تب بندر پھنسانے والے ڈنڈا اور رسی لے کر پہونچتے اور بندر کے گلے میں پھنسری (پھندا) لگا کر پیڑ میں باندھ دیتے لیکن دوسرے بندر اب بھی لڈو چھوڑ کر بھاگتے نہیں اس طرح سبھی بندر بندی بنا لئے جاتے، بھلا اب ان کو چھٹکنے، کودنے سے کیا ہونے والا، اب تو گلے میں رسی پڑ چکی ہے۔ یہ لطیفہ حضرت نے اس پر سنایا تھا کہ اندرا گاندھی کے زمانے میں یہ قانون جاری ہوا تھا کہ گورنمنٹ سے ملحق جو اسکول، مدرسے ہیں ان میں جو مدرس ماسٹران پڑھانے والے ہوں وہ خود نسبندی کرائیں یا اپنے نام پر کسی دوسرے آدمی کو پیش کریں۔ حضرت کا کہنا تھا کہ الحاق کی وجہ سے شریعت کے خلاف حرام کام کرنے پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے اور آنکھیں نہیں کھل رہی ہیں چاہے جو کرنا پڑے۔ لڈو چھوڑیں گے نہیں۔

ایک مرتبہ ہمارے حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ادریس بھائی اگر کوئی آدمی آپ کو کہے کہ آپ لکھ پتی ہیں تو آپ کو کیا خوشی ہوگی؟ کیوں کہ آپ لکھ پتی ہیں نہیں اور اگر کوئی یہ کہے کہ تم بہت بڑے دلدّر (لالچی) ہو تو تمہیں کیا غم کیونکہ تم لالچی ہو نہیں، لیکن ادریس بھائی یاد رکھئے گا کہ ایسے موقع پر نفس ضرور پھڑکے گا۔ اس وقت اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔ حضرت کے اس بیان سے آج بھی فائدہ حاصل کر رہا ہوں کسی کے بے جا توہین کرنے سے کچھ بگڑنے والا نہیں، اللہ و رسول راضی رہیں تو دنیا والے راضی رہیں یا نہ رہیں کوئی پرواہ نہیں۔

ایک مرتبہ میں نے حضرت علیہ الرحمہ کو ایک پرچہ لکھ کر دیا کہ حضرت کچھ عنایت فرمائیں تاکہ وہابیوں سے مقابلہ کیا جائے۔ حضرت نے وہ پرچہ پڑھنے کے بعد مجھ سے کہا کہ کیا آپ کو اپنے علاقہ کے وہابیوں سے بڑا خطرہ ہے اور بڑا وہبیہ (بڑا وہابی) جو تمہارے ساتھ ہے اس سے خطرہ نہیں ہے، پہلے اس بڑ کے وہبیوا

سے نپٹ لو اور زیادہ مقابلہ نہ کر سکو تو کم سے کم اتنا ضرور کر لو کہ تم اس کے بس میں نہ رہو تو یہ وہابی دیوبندی تم سے خود دب جائیں گے۔

پھر آگے فرمایا کہ اگر کوئی چھوٹا لڑکا اپنے باپ سے کوئی قیمتی چیز مانگے تو کوئی لائق دار باپ اپنے نادان بیٹے کو قیمتی چیز دے گا؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا جب وہی بچہ سمجھ بوجھ والا ہو جائے گا تو باپ بغیر بیٹے کے مانگے وہ قیمتی چیز بیٹے کے حوالے کر دے گا۔

حضرت علیہ الرحمہ سے قریب ہوئے چھ ماہ کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے پے در پے روزہ رکھنا شروع کیا اور تین ماہ سے زائد روزہ رکھتا رہا ایک دن حضرت کے ساتھ سائیکل سے جا رہا تھا تو حضرت علیہ الرحمہ نے مجھ سے کہا ادریس بھائی اب آپ روزہ رکھنا بند کر دیں۔ اس لئے کہ جب تک گھوڑا بد معاشی کرتا ہے تب تک اس کا دانہ پانی بند رکھا جاتا ہے اور جب سواری کرنے دیتا ہے تب اسے کھلایا پلایا جاتا ہے اس کے بعد حضرت نے فرمایا اللہ کی ایک بندی آپ کے ساتھ لگا دی گئی ہے اس کے حق کا بھی خیال رکھنا ہے روزہ شہوت کو توڑنے والا ہے اگر آپ اسی طرح روزہ رکھتے رہے تو آپ حق ادا نہیں کر پائیں گے اور پھر آپ رب کی بارگاہ میں مجرم ہوں گے۔

ایک مرتبہ میرا اپنے بہنوئی ظہیر الحسن خاں جونیئر انجینئر (جو کہ مہاراشٹرا میں رہ رہے ہیں) کہ ساتھ بڑھیا جانا ہوا حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے گھر سے چائے منگوائی، اس وقت حضرت مدرسہ غوثیہ کے آنگن میں بیٹھے تھے، نماز عصر کے بعد کا یہ واقعہ ہے، حضرت نے چائے پہلے ہم کو دیا میں نے پینا شروع کر دیا حضرت نے فرمایا میں نے ادریس بھائی کو پہلے چائے اس لئے دیا تھا کہ ابھی یہ چائے ظہیر بھائی کو دیں گے تو میں اعتراض کروں گا کہ مہمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ کھانے پینے کی

چیز میزبان کی بغیر اجازت کے دوسرے کو دے، لیکن ادریس بھائی صحبت میں رہ چکے ہیں، اس لئے مسئلہ سے واقف ہیں، آج کل اکثر مہمانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ میزبان کی اجازت کے بغیر دوسروں کو چائے وغیرہ دیدیتے ہیں اور دوسرے کو کھانے کے لئے بلاتے ہیں جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

کون غالب آیا:

جب میں بڑھیا پڑھا رہا تھا، مدرسہ پر ایک آنے والے مہمان کے لئے گدے کی جگہ رضائی بچھا دیا، مدرسہ کا گدا پھٹا ہوا تھا، مولانا عبد الجبار اشرفی صاحب نے چارپائی پر رضائی بچھا دیکھا تو مجھ پر سخت ناراض ہوئے، میں نے یہ ارادہ کر لیا کہ اب میں یہاں نہیں پڑھاؤں گا اور جیسے پہلے حضرت سے ملنے کے لئے آتا تھا ویسے آتا رہوں گا، پھر میں نے اپنا بستر وغیرہ سائیکل پر رکھ کر حضرت سے ملنے گیا، میں نے کہا کہ حضرت گھر جا رہا ہوں۔ السلام علیکم۔ حضرت نے سلام کا جواب دے کر مجھے گھر جانے کی اجازت دے دی، اسی بیچ کسی طالب علم نے اشرفی صاحب سے جا کر کہہ دیا کہ ماسٹر ادریس صاحب جا رہے ہیں، وہ اب یہاں نہیں پڑھائیں گے، اشرفی صاحب میرے پاس آئے اور بولے ماسٹر صاحب میں آپ کو جانے نہیں دوں گا اور میری سائیکل لے جا کر کھڑی کر دیئے، میں نے کہا کہ اب میں یہاں پڑھانے کے لئے نہیں رکوں گا۔

پھر مولانا اشرفی صاحب حضرت کے پاس پہنچے اور حضرت سے کہنے لگے کہ حضرت ماسٹر ادریس بھانبھر والے گھر جا رہے ہیں۔ اب وہ یہاں نہیں پڑھائیں گے، حضرت انہیں جانے نہ دیا جائے، مدرسہ کا نقصان ہوگا۔ پھر حضرت نے مجھے بلوایا، میں حضرت کے پاس پہونچا، میں نے کہا کہ حضرت اشرفی صاحب مجھ سے

بہت بداخلاقی کے ساتھ پیش آئے ہیں، اس لئے اب میں یہاں سے جارہا ہوں اور حضرت کے پاس بیٹھ کر رونے لگا، مولانا اشرفی صاحب بار بار کہے جارہے ہیں کہ حضرت ماسٹر صاحب کو جانے نہ دیا جائے، تب حضرت نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ شخص اب ایک منٹ بھی یہاں رکنا نہیں چاہتا، اور آپ بار بار کیا رٹ لگائے ہیں کہ روکا جائے، پھر حضرت کچھ دیر تک خاموش رہے، پھر مجھ سے کہا ادریس بھائی ایسا کریں کہ آج آپ مہمان کی حیثیت سے رک جائیں۔ اور یہاں رہنا ہے کہ نہیں اس کا فیصلہ نفس اور قلب کے حوالے کردیجئے اور دونوں کو لڑنے دیجئے دیکھیں کون غالب آتا ہے اگر قلب غالب آئے تو الحمدللہ! آپ رک جایئے گا اور اگر نفس غالب آئے معاذ اللہ رب العلمین تو آپ چلے جایئے گا۔ میں کل نماز فجر کے بعد آپ سے پوچھوں گا۔

دوسرے دن نماز فجر پڑھنے کے بعد جب حضرت سے ملاقات ہوئی تو حضرت نے کہا ادریس بھائی کوئی غالب آیا؟ میں نے کہا حضرت ''قلب'' حضرت مسکرائے اور پھر اللہ پاک کی حمد بجالائے پھر مجھ سے کہا کہ اب آپ پڑھائیں۔

تصور کے بارے میں:

ایک مرتبہ میں حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا حضرت نماز پڑھتے وقت رب العلمین کے اسم ذات کے جلوہ کا تصور کرنا کیسا ہے حضرت علیہ الرحمہ نے مسکرا کر جواب دیا اگر اس جلوہ تک رسائی ہے تو جائز ہے۔

رسم بسم اللہ خوانی:

جب عزیزم نورانی شاہ سلمہ رسم بسم اللہ خوانی کی عمر کو پہنچے، تو حضرت نے مسجد غوثیہ کے اندر محفل قائم کی، پھر حضرت نے مجھ سے کہا ادریس بھائی! آیئے، آپ

بسم اللہ کرادیجئے، اس وقت صوفی امام بخش صاحب بھی بڑھیا میں پڑھا رہے تھے، وہ بھی اس محفل میں موجود تھے، میں نے کہا حضرت صوفی صاحب سے بسم اللہ کروایا جائے تو حضرت نے فرمایا میں آپ سے یہ کہوں کہ ادریس بھائی وہ چار پائی اٹھا لائیں تو آپ کی طرف سے یہ جواب ہو کہ حضرت صوفی امام بخش صاحب سے اٹھوا لیا جائے، بھلا یہ بھی کوئی جواب ہے، پھر میں نے آگے بڑھ کر بسم اللہ کرایا۔ حضرت نے مجھے ۱۵/روپئے بطور نذرانہ دیا۔

کیا بابو، بابو، لگا رکھا ہے:

ایک مرتبہ حضرت سے دوران گفتگو میں نے ایک شخص کو اس کے نام کے ساتھ لفظ ''بابو'' لگا کر کئی بار بول دیا کہ فلانے بابو، حضرت، فلانے بابو فلانے بابو کی رٹ کو سن کر جلال میں آگئے اور فرمایا کیا بابو بابو لگا رکھا ہے، اس فاسق و فاجر کو۔ میں شرما گیا اور چپ ہوگیا، پھر میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت اب میں گھر جاؤں گا، حضرت نے فرمایا اچھا کچھ دانہ پانی کر لیجئے پھر چلے جایئے گا۔ حضرت اپنے گھر گئے اور پھر نورانی شاہ سلمہ کو بھیجا کہ ماسٹر صاحب کو بلا لاؤ پھر میں حضرت کے کمرے میں پہونچا، چار پائی پر ناشتہ رکھا تھا، حضرت نے اپنے برابر چار پائی پر بٹھا کر ناشتہ کروایا۔ پھر سلام و مصافحہ کر کے گھر کے لئے روانہ ہوگیا۔ یہ واقعہ میں نے اس لئے لکھا کہ آج کل کے اکثر بڑے لوگ صرف ڈانٹنا ہی جانتے ہیں۔ دل تو ہر کوئی توڑ سکتا ہے لیکن ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنا سب کے بس کی بات نہیں اور نہ لوگوں کو اس کی پرواہ ہے۔ دیکھئے جب میں نے کھلم کھلا حکم شرع کی نافرمانی کرنے والے شخص کو بابو کہہ دیا تو حضرت نے ہمیں ڈانٹا لیکن پھر فوراً اس طرح کے حسن اخلاق کا مظاہرہ کر کے میرے دل کو خوش بھی کردیا۔

سوچا تھا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے کرامت کا بھی تذکرہ کروں گا لیکن ایسا ہو نہیں پایا۔ اخیر میں بدر ملت کی شان میں یہ کہہ کر رخصت ہو رہا ہوں۔

تم نے بد مذہبوں سے بچا کر ہمیں
تم نے قائم رکھا سنیت پر ہمیں
عظمت مصطفیٰ ڈال دی قلب میں
سیدی بدر ملت پہ لاکھوں سلام

بدر ملت ملے، انھیں کے صدقے میں شعیب الاولیاء، سرکار اعلیٰ حضرت، سرکار خواجہ، سرکار غوث اعظم و سرکار اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملے۔ اور اللہ عزوجل ملا۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے میں حضرت کے شہزادوں خصوصاً حضرت مولانا محمد رابع عرف نورانی شاہ کو حضرت علیہ الرحمہ کا مظہر بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے معتقد و ہی ماسٹر ادریس صاحب یار علوی مزید اپنی آپ بیتی نصیحت آموز پند و نصائح بیان کرتے ہیں اسے بھی افادۂ عام کے لیے ضبط تحریر میں لایا جا رہا ہے بیان کرتے ہیں:

سینڈو بنیائن پہننے پر تنبیہ:

میں جب مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں پڑھا رہا تھا، گرمی کا زمانہ تھا، میں نے سینڈو بنیائین خرید لیا اور ایک روز بعد نماز عصر وہی سینڈو بنیائین اور تہبند پہن کر باہر نکلا، حضرت علیہ الرحمہ نے مجھے دیکھ لیا، ہاتھ سے اشارہ کر کے مجھے بلایا۔ میں جب حضرت سے قریب ہوا تو حضرت نے فرمایا آپ جب یہاں آئے ہیں تو ان

چھوٹے بچوں کی نقل کرنے لگے، اس سے بہتر تو یہی تھا کہ آپ اپنے گھر پر رہتے۔ میں نے حضرت سے وعدہ کیا کہ حضور اب آئندہ یہ لباس اپنی زندگی میں کبھی نہ پہنوں گا۔ یہ رہا حضرت کا معمول کہ آپ اپنے چاہنے والوں کو بھی اس لباس میں دیکھنا پسند نہیں فرماتے تھے جو شریعت میں ناپسندیدہ ہے۔ اور اب تو ایسے حضرت بھی پیدا ہو گئے ہیں کہ پینٹ اور بوشرٹ کے بارے میں لکھ رہے ہیں کہ مسلمانان عالم اس لباس کو اچھا سمجھ کر خود پہنتے ہیں اور اپنے بچوں کو پہناتے ہیں اور اب تو اس لباس کو علماء بھی پہننے لگے ہیں۔ حالانکہ مسلمانان عالم میں بہت سے ایسے مسلمان ابھی موجود ہیں نہ خود اس لباس کو پہنتے ہیں اور نہ اپنے بچوں کو پہناتے ہیں۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بہار شریعت جلد ١٦/ص ٤٣۔ پر تحریر فرماتے ہیں کہ فقہا، علما کو ایسے کپڑے پہننے چاہئے کہ وہ پہچانے جائیں، تاکہ لوگوں کو ان سے استفادہ کا موقع ملے اور علم دین کی وقعت لوگوں کو ذہن نشین ہو۔

میں کہہ رہا ہوں کہ علما پینٹ بوشرٹ میں رہیں گے تو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ دین کے رہبر ہیں یا عام آدمی۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ ہمیں اسلامی لباس خود زیب تن کرنے اور اپنے اہل وعیال و متعلقین کو پہنانے کی توفیق بخشے اور رضائے الٰہی اور خوشنودیٔ سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں زندگی گزارنے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

اسی طرح دوسرا واقعہ ہمارے گاؤں رمنگرہ کا ہے،

جمعہ کے دن ظہر کی نماز با جماعت:

جب میں نے بہار شریعت کا مطالعہ کیا، تو معلوم ہوا کہ دیہات میں جمعہ کے روز مع اذان واقامت با جماعت ظہر ادا کریں۔ تو میں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے اس مسئلہ کے بارے میں پوچھا تو حضرت نے فرمایا ہاں! مسئلہ صحیح ہے دیہات کے

بارے میں یہی حکم ہے، حضرت نے فرمایا کہ اس علاقہ کے مفتی حضرت مولانا محمد حفیظ اللہ خاں صاحب نعیمی ہیں، ان سے استفتاء کر کے حکم شرع معلوم کر لیجئے، دیکھئے! وہ کیا جواب دیتے ہیں؟ پھر میں نے استفتاء تیار کر کے اپنے گاؤں کے ایک آدمی کی معرفت جواب حاصل کیا، اس وقت مفتی صاحب قبلہ دار العلوم فاروقیہ مدھ نگر میں پڑھا رہے تھے، مفتی صاحب نے بہار شریعت اور فتاویٰ عالمگیری کا حوالہ دے کر جواب دیا کہ ''دیہات میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز با جماعت پڑھیں اور جہاں جمعہ قائم ہوا سے بند نہ کیا جائے کہ عوام جس طرح بھی اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے''۔

اس کے بعد ہم لوگوں نے ظہر کی نماز بعد نماز جمعہ پڑھنا شروع کر دیا، پھر رفتہ رفتہ دوسرے گاؤں کے مسلمانوں نے بھی جمعہ کے بعد ظہر کی نماز با جماعت شروع کر دیا جیسے بہوتی، ہڑکھڑی، کوہر گڈی، سسنہ، موتی پور، پیپری جمگڑھوا، بان گڑھ، مدھ نگر وغیرہ۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد مدھ نگر، موتی پور وغیرہ میں ظہر کی نماز پڑھنا بند کر دیا۔

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فتاویٰ رضویہ ج۔۳ ص ۱۲۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ''تمام ہندوستان سرحد کابل سے منتہائے بنگالہ تک سب دار الاسلام ہے تو یہاں جتنے شہر وقصبات ہیں جن کو شہر وقصبہ کہتے ہیں اور وہ ضرور ایسے ہی ہوتے ہیں جن میں متعدد محلے، متعدد دائمی بازار ہیں وہ پرگنہ ہیں، ان کے متعلق دیہات ہیں، ان میں کوئی حاکم فیصل مقدمات کے لئے مقرر ہوتا ہے، جسے ڈگری ڈسمس کا اختیار ہے نہ فقط تھانہ دار کہ وہ کوئی حاکم نہیں صرف حفاظت وتحقیقات یا چالان کا مختار ہے وہ ضرور اسلامی شہر ہیں اور ان میں جمعہ فرض ہے اور انہیں میں جمعہ صحیح ہے ان کے علاوہ جتنی آبادیاں ہیں گاؤں ہیں اگر چہ مکانات پختہ اور مسلمان ومساجد بکثرت ہوں ان میں نہ جمعہ فرض نہ جائز نہ صحیح یہ حق تحقیق وتحقیق

حق ہے جس سے سر مو حق متجاوز نہیں''

امام اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس فتوے سے صاف ظاہر ہے کہ جمعہ صرف شہر وقصبات میں صحیح ہے اور باقی جتنی آبادیاں ہیں گاؤں ہیں نہ ان میں جمعہ فرض ہے نہ جائز۔

بعض گنوار مولوی یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں ایک مصلے پر دو نمازیں کیسے پڑھ سکتے ہیں۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ سرکار اعلیٰ حضرت نے یہ حکم دیا ہے کہ دیہات میں جہاں جمعہ قائم ہے اسے بند نہ کیا جائے کہ عوام جس طرح بھی اللہ ورسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ پہلی جماعت کی وجہ یہ تھی اور دوسری جماعت جب جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوئی تو ظہر کی جماعت قائم کی گئی، اس طرح سے ایک ہی وقت میں جمعہ وظہر کی جماعت کیسے ہوئی؟ اس فرق کو نہیں سمجھتے اور بلا سمجھے بوجھے اعتراض کر کے جہاں دیہات میں جمعہ کے بعد ظہر کی جماعت ہوتی ہے اسے بند کروا دیتے ہیں۔ مولائے کریم ایسے مولویوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین

ایک مرتبہ میں حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان سے کہا ایک وہابی ملا تھا، اس سے اس طرح بحث ومباحثہ ہوا حضرت نے فرمایا کہ وہابیوں سے بحث ومباحثہ نہ کیا کیجئے، میں آپ لوگوں کو مباہلہ کرنے کی اجازت دے رہا ہوں۔ بڑے بڑے وہابی جان چھڑا کر بھاگ جائیں گے اور مباہلہ کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں ہوں گے۔

فتاویٰ رضویہ جلد نہم ص ۱۷۸ر سرکار اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں ''مباہلہ یہ کہ دو فریق جمع ہو کر اپنا اپنا دعویٰ بیان کریں اور ہر فریق دعا کرے کہ ان دونوں میں جو جھوٹا ہو اس پر لعنت الٰہی ہو، جائز ہے اور اب تک مشروع ہے کما نص علیہ فی رد المحتار مباہلہ ہر اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ اپنے قول کی حقانیت پر یقین قطعی ہو مشکوک یا

مظنون بات پر مباہلہ سخت جرأت ہے مثلاً ہم کسی شافعی المذہب سے اس امر پر مباہلہ نہیں کر سکتے کہ قراءت خلف الامام ناجائز ہے نہ شافعی ہم سے مباہلہ کر سکتا ہے کہ واجب ہے اور ہم اور وہ دونوں غیر مقلدوں سے اس پر مباہلہ کر سکتے ہیں کہ امام اعظم امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ائمہ دین ہیں ان کی تقلید جائز ہے''

ایک مرتبہ میں بمبئی جا رہا تھا پچپڑ وا اسٹیشن سے گونڈہ تک جانے کے لیے ریل گاڑی میں اس ڈبے میں کئی وہابی آ کر سوار ہو گئے، میں تنہا تھا وہ کئی لوگ تھے، ان وہابیوں میں ایک لڑکا دہلی جامعہ ملیہ میں پڑھ رہا تھا۔ بہترین اردو زبان بولتا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک وہ لڑکا سنی مسلمانوں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتا رہا۔ اپنی باتیں کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ میں نے مبارکپور دارالعلوم اشرفیہ میں تعلیم حاصل کی لیکن اسلام کے الف سے بھی واقف نہیں ہو پایا۔ ہاں جب جامعہ ملیہ میں پہونچا تب جان پایا کہ اسلام کسے کہتے ہیں۔ میں یہ سوچ کر چپ چاپ بیٹھا رہا کہ خبیثوں سے بحث مباحثہ کرنے سے فائدہ کیا حاصل ہوگا۔ لیکن جب اس وہابی لڑکے نے ڈینگ مارتے ہوئے یہ کہا کہ یہ بریلوی دور رسالت کے منافقین سے بھی بدتر ہیں تو مجھے تاؤ آ گیا اور میرا بدن کانپنے لگا۔ میں جا کر اس وہابی کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ تم پچپڑ وا اسٹیشن سے یہاں تک بولتے ہوئے آئے ہو۔ اب مجھ سے بھی کچھ سن لو۔ اس نے کہا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا ابھی تم نے یہ جملہ کہا کہ یہ بریلوی دور رسالت کے منافقین سے بھی بدتر ہیں، وہ بولا ہاں میں نے کہا ہے۔ میں نے اپنے سینہ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا الحمد للہ میں بریلوی اور امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت کا شیدائی ہوں۔ آ جاؤ ہمارا اور تمہارا مباہلہ ہو جائے۔ ہم دونوں میں جو حق پر ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو باطل ہوگا خدائے قہار و جبار اسے اسی ڈبّے میں کوڑھی، اندھا، لولا،

لنگڑا کر دے گا۔ اس پر اپنا قہر و غضب نازل فرمائے گا۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے؟

ہمارا یہ مطالبہ سن کر اس مولوی کی حالت خراب ہو گئی اور مباہلہ کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں کسی قیمت پر مباہلہ نہیں کروں گا۔ میں نے دوسرے وہابیوں کو مباہلہ کے لیے للکارتے ہوئے دعوت دیا مگر کوئی وہابی مباہلہ کے لیے تیار نہیں ہوا۔ پھر میں نے بہت زور سے ڈانٹتے ہوئے ان وہابیوں سے کہا اب تم لوگ چپ چاپ بیٹھے رہو مذہب اسلام کے بارے میں کچھ بولنا نہیں۔ تم لوگوں کو مذہب اسلام کے بارے میں کچھ بولنے کا کوئی حق نہیں۔ یہ سن کر سارے کے سارے وہابی سنّاٹے میں آ گئے اور بالکل خاموش ہو گئے۔ اور گونڈہ اسٹیشن تک ان کی زبانیں بالکل بند رہیں۔ اور میں اپنے سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ جب گاڑی گونڈہ اسٹیشن پر رکنے لگی تو وہ وہابی لڑکا میرے پاس آیا اور مجھ سے السلام علیکم کہنے لگا۔ میں نے کہا ابھی تو کیا بک رہا تھا۔ اب آئے ہو سلام کرنے جاؤ میں تمہارے جیسے مرتد وہابی سے سلام دعا نہیں کرتا۔ پھر وہ بولا آپ ہمارے لیے دعا کرنا۔ میں نے کہا اللہ پاک تجھے سیدھے راستے کی ہدایت عطا فرمائے کہ سیدھے راستے کی ہدایت مل جانا اللہ پاک کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس کے بعد وہ وہابی لڑکا ڈبّے سے اتر کر چلا گیا۔ یہ مکالمہ لکھ دیا گیا تاکہ دوسرے سنی مسلمانوں کو وہابیوں سے مقابلہ کرنا آسان ہو جائے۔

(ماخوذ معارف بدر العلماء ص: ۲۷۰)

از: مولانا محمد آدم صاحب قادری

میری نگاہوں نے جو دیکھا

بریلی شریف کا ایک تربیتی سفر:

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت کے عرس کے موقع پر ایک دینی بھائی جن کا نام سمیع اللہ تھا، جو غالباً بھاؤپور کے رہنے والے تھے، حضور بدر ملت کی خدمت میں بڑھیا مدرسہ غوثیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میں اس سال عرس رضوی میں بریلی شریف بس لے جا رہا ہوں، میری دلی خواہش ہے کہ آپ ہماری بس سے بریلی شریف چلیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں آپ کی بس سے ان شاء اللہ تعالیٰ چلوں گا مگر میری کچھ شرطیں ہیں اگر آپ منظور کریں تو میں چلنے کے لیے تیار ہوں۔ سمیع اللہ بھائی نے عرض کیا کہ حضور آپ کی شرطیں کیا ہیں؟ حضور بدر ملت نے ارشاد فرمایا، پہلی شرط تو یہ ہے کہ اس بس میں کوئی عورت نہیں جائے گی۔ دوسری شرط یہ کہ بس کا ڈرائیور مسلمان ہو اور تیسری شرط یہ کہ بس میری مرضی کے مطابق چلے گی، مذکورہ بالا شرطوں کو سننے کے بعد موصوف نے عرض کیا حضور ہمیں آپ کی ساری شرطیں منظور ہیں، اس پر آپ نے ارشاد فرمایا پھر کیا ہے جایئے اپنی تیاری کیجئے، ہم وقت مقررہ پر اٹوا جامع مسجد ان شاء اللہ تعالیٰ پہونچ جائیں گے، وہیں بس کھڑی رکھئے گا۔ یہ خبر جب مدرسہ غوثیہ کے طلبہ کو معلوم ہوئی تو کئی طلبہ بھی تیار ہو گئے، حضرت کے شاگرد مولانا سید افروز صاحب بھی تیار ہو گئے۔ شدہ شدہ

یہ خبر بھانبھر علاقہ تک پہونچ گئی، بھانبھر کے بھی کئی لوگ آپ کی معیت میں بریلی شریف حاضری کے لیے تیار ہو گئے۔ وقت مقررہ ۲۱ر صفر کو مدرسہ غوثیہ کے چند طلبہ آپ کی معیت میں یہاں سے سنی جامع مسجد قبل نماز ظہر پہونچ گئے، تھوڑی دیر بعد اذان ہوئی، سب لوگوں کو حضور بدر ملت نے شریعت کا حکم بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سبھی زائرین عرس مسافر ہو چکے ہیں، لہٰذا مسافر امام کے پیچھے ظہر کی فرض نماز چار کی بجائے دو ہی رکعت ادا کرنی ہوگی، ہاں! جو لوگ مقیم مقتدی ہیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو رکعت پوری کر لیں گے۔ اس کے بعد زائرین کے آنے کا سلسلہ شروع ہو گیا، یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت شروع ہو گیا۔ اذان دی گئی اور نماز عصر بھی باجماعت ادا کی گئی، نماز عصر ادا کرنے کے بعد حضور والا نے قافلے کا ایک امیر منتخب فرمایا، تمامی زائرین کو متنبہ فرما دیا کہ کہیں آنے جانے کے لیے امیر قافلہ کو مطلع کرنا ضروری سمجھیں، بعدہ آپ کے حکم سے تمامی لوگ بس میں بیٹھ گئے۔ ڈرائیور کو حکم فرمایا کہ اب بس لے کر سیدھے بہرائچ شریف سیدنا سرکار غازی پاک کے آستانہ پر چلو۔ جیسے ہی بس کھلی حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے تمامی لوگوں کو سفر کی دعا پڑھوائی، تمامی زائرین خوشی میں جھومتے ہوئے کلمہ و درود کا ورد کرتے ہوئے بہرائچ شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستے میں نماز مغرب کا وقت ہوا۔ آپ نے ڈرائیور کو حکم فرمایا جہاں سڑک کے کنارے کشادہ جگہ نظر آئے وہیں بس روک دینا تاکہ ہم لوگ نماز مغرب ادا کر سکیں۔ ڈرائیور نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بس کو روکا۔ ہم سب بس سے نیچے اترے، اذان دی گئی، بعدہ نماز مغرب باجماعت ادا کی گئی۔ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد سب لوگ بس میں بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے دعا پڑھائی، ڈرائیور بس لے کر روانہ ہوا، تقریباً دس بجے رات میں مدینۃ الشہداء یعنی بہرائچ شریف زنجیری گیٹ کے سامنے پہونچے۔ تمامی حضرات بس سے نیچے

اتر آئے ہم زائرین کا نورانی قافلہ حضور کی معیت میں زنجیری گیٹ کو پار کئے اور چلتے ہوئے سیدھے قلعہ کے نعل دروازے پر پہونچا۔ اس وقت آستانۂ پاک کا دروازہ قانوناً بند ہو چکا تھا۔ آپ نے دربان سے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے لیے قلعہ کا دروازہ کھول دو تاکہ ہم لوگ اندر جا کر مسجد میں نماز عشاء ادا کر سکیں اور بارگاہ غازی سے قریب حاضر ہو کر خراج عقیدت پیش کر سکیں۔ دربان نے عرض کیا کہ حضور ہم نوکر ہیں قانون کے مطابق قلعہ کا دروازہ ہمیں کھولنے کی اجازت نہیں ہے۔ دربان سے گفتگو کے بعد حضرت قبلہ نے سبھی زائرین سے فرمایا آپ لوگ یہیں ٹھہریں، میں ابھی تھوڑی دیر میں آتا ہوں۔ حضور والا نے مجھ ناچیز اور چند طلبہ کو ساتھ لے کر زنجیری گیٹ سے باہر نکل کر سیدھے اکبر بھائی کے مکان پر پہونچے اس وقت ان کا دروازہ بھی بند ہو چکا تھا۔ نیچے ہی سے حضور والا نے اکبر بھائی کو آواز دی۔ آواز سن کر وہ چھت کے اوپر سے جھانک کر دیکھے تو حضور بدر ملت نظر آئے۔ اکبر بھائی آپ کو دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھے اور دوڑتے ہوئے نیچے آ کر سلام مصافحہ کے بعد عرض کیا۔ حضور حکم فرمائیں کیسے تشریف لانا ہوا؟ آپ نے فرمایا ہم لوگ عرس رضوی میں بریلی شریف حاضری کے لیے جا رہے ہیں۔ قلعہ کے اندر مسجد میں نماز عشاء ادا کرنے کے بعد بارگاہ غازی میں حاضری دے کر فاتحہ وغیرہ پڑھنا ہے مگر قلعہ کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ دربان دروازہ کھولنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اتنا سن کر انہوں نے کہا حضور آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں۔ ہم لوگ آپ کے ساتھ چلتے ہوئے قلعہ کے دروازہ کے پاس پہونچے۔ دربان نے جیسے ہی اکبر بھائی کو دیکھا، سلام عرض کیا اور بغیر کچھ کہے سنے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور حضرت کے قدموں پر گر گیا اور عرض کرنے لگا۔ حضور میں آپ کو پہچانا نہیں حضور والا! اگر پہلے ہی اکبر بھائی کا نام بتا دیئے ہوتے تو آپ کو اتنی زحمت نہ اٹھانی پڑتی۔ اس کے بعد

آپ نے اکبر بھائی سے فرمایا آپ تشریف لے جائیں۔ میرا مقصد حاصل ہو گیا، یعنی قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔ اب ہم لوگ اندر جا کر باطمینان نماز عشاء ادا کریں گے اور بارگاہ غازی میں حاضر ہو کر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے نذر و نیاز پیش کریں گے بعدہ بریلی شریف کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ اس پر اکبر بھائی نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم فرمائیں تو آستانہ غازیٔ پاک کا بھی دروازہ کھلوا دوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ نہیں سرکار غازی علیہ الرحمۃ والرضوان کا دروازہ کھلوانے کی ضرورت نہیں ہے بس قلعہ کا دروازہ کھلنا ہی کافی ہے۔ اس کے بعد سبھی لوگ حضور والا کے ہمراہ قلعہ کے اندر داخل ہو کر مسجد میں پہونچے اور نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی بعدہ بارگاہ سرکار غازی قدس سرہ کی بارگاہ سے قریب ہی پہونچ کر حاضری دی گئی اور نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا۔ اس وقت منقبت کے وہ اشعار پیش کئے گئے جسے حضور والا کے برادر اصغر حضور شمس الحکماء علامہ نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ سابق شیخ الحدیث دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف نے بارگاہ غازی میں خراج عقیدت کے طور پر قلم بند فرمایا تھا۔

چند اشعار یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

السلام اے سید سالار غازی السلام
مجھ سے بیکس پر تیری ذرّہ نوازی السلام

خود کو قرباں کر کے زندہ کر دیا اسلام کو
اس جہاں کی زندگی سے بے نیازی السلام

حضرت مولیٰ علی شیر خدا کے لاڈلے
ابن حنفیہ کے نور چشم غازی السلام

حکیم صاحب ہی کی لکھی ہوئی رباعی بھی پیش کی گئی:

از طفیل سید سالار مسعود زماں
شیر حق شاہ شہیداں فاتحِ ہندوستاں
فاتح وغالب کنم بر ہر یکے از دشمناں
ہم مرا خوش حال گرداں اے خدائے مہرباں

بارگاہ سرکار غازی میں خراج عقیدت اور نذر و نیاز پیش کرنے کے بعد حضور بدر ملت کے حکم پر ہم سب لوگ سیدھے بس میں آکر بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا ہر شخص اپنے بغل والے کو دیکھ لے کوئی چھوٹا تو نہیں؟ اس پر سبھوں نے جواب دیا کہ سبھی لوگ آگئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے سب لوگوں کو پھر سواری پر سوار ہونے کی دعا پڑھائی اور ڈرائیور کو چلنے کا حکم فرمایا۔ بس رات بھر چلتی رہی، صبح صادق طلوع ہونے کے بعد آپ نے ڈرائیور کو آگاہ فرمایا کہ تھوڑی دیر میں جہاں سکون کی جگہ ملے جہاں پانی بھی ہو تو بس روک دینا تاکہ ہم لوگ بآسانی اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر نماز فجر باجماعت ادا کر سکیں۔ ڈرائیور نے حکم کی تعمیل کی اور ایک جگہ میدان میں بس کو روک دیا، سب لوگوں نے بہ آسانی اپنی ضرورتیں پوری کیں بعدہ نماز فجر باجماعت ادا کی گئی۔ فالحمدللہ رب العلمین

بعد نماز فجر پھر سب لوگ بس میں سوار ہوئے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے ارشاد فرمایا سب لوگ آگئے ہیں، جواب ملا، ہاں! حضور ہم سب لوگ آگئے ہیں۔ حسب سابق پھر سبھوں کو آپ نے دعا پڑھوائی اور ڈرائیور کو حکم دیا کہ بس لے کر چلو۔ بس وہاں سے چل کر تقریباً ظہر کے وقت ایک بجے دن میں پیلی بھیت شریف آستانہ حضور شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت پر پہنچی۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر ہم لوگوں نے مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ آگے آگے اور ہم سب لوگ پیچھے پیچھے چلتے ہوئے بارگاہ شیر رضا میں حاضر

ہوئے، نذرانۂ عقیدت پیش کیا، فاتحہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مجھ ناچیز کو صاحب سجادہ حضرت مولانا مفتی مشاہد رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں روانہ کیا اور فرمایا حضرت کو میرا سلام پیش کرنا اور بتانا کہ مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے بدرالدین احمد آئے ہوئے ہیں۔ میں جیسے ہی صاحب سجادہ کو حضور والا کا سندیسا پہونچایا۔ فوراً شہزادۂ شیر رضا نے خادم کو حکم فرمایا۔ جلد جاؤ بڑھیا سے بڑے حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں ان کے قیام کے لیے جو مکان منتخب کیا گیا ہے وہاں بصد احترام پہنچاؤ اور خوب غور سے دیکھ لینا کہ کمرے میں ضرورت کی چیزیں موجود ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی کمی ہو فوراً پوری کرنا۔ اب ہم سب لوگ حضور کی معیت میں قیام گاہ پر آئے سامان وغیرہ رکھا گیا۔ اس کے بعد آپ نے بتاکید شدید ارشاد فرمایا اب آپ لوگ جائیں اور اس قدیم شہر میں آرام فرمانے والے مخصوص بزرگان دین کی بارگاہوں میں حاضری دیں اور نمازوں کی پابندی کرتے رہیں، خبردار کسی کی کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے، حتی الامکان جماعت کی پابندی کی کوشش کرنا اور شام کو جہاں کہیں لنگر کا انتظام ہو کھانا کھا لینا۔ رات میں بعد نماز عشاء جلسہ گاہ میں پہونچ کر علمائے کرام کے بیانات سننا اور بعد اختتام جلسہ قیام گاہ پر آکر آرام کرنا۔ ۲۳ر صفر المظفر کو یہاں قل شریف کی محفل ختم ہونے کے بعد نماز ظہر ادا کی جائے گی، پھر ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ بس بریلی شریف کے لیے روانہ ہوگی۔

آپ کی ہدایتوں پر عمل کرتے ہوئے ہم لوگ وقت مقررہ پر آکر بس میں بیٹھ گئے۔ آپ نے سب لوگوں کو پھر سواری والی دعا پڑھائی اس کے بعد ڈرائیور کو حکم فرمایا کہ اب بس سیدھے بریلی شریف کے لیے لے چلو۔ راستے میں نماز عصر اذان واقامت کے ساتھ ادا کی گئی اور مغرب کے وقت بس بریلی شریف پہونچ گئی۔ دار العلوم منظر اسلام کی دوسری منزل کمرہ نمبر ایک میں حضور والا کے لیے قیام کا انتظام

پہلے سے تھا وہاں پہونچ کر سامان وغیرہ رکھا گیا۔ بعدہ مسجد رضا میں آ کر نماز مغرب باجماعت ادا کی گئی، نماز سے فارغ ہوکر حضور بدر العلماء کی معیت میں بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری دی گئی اور خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے نذر و نیاز پیش کیا گیا بعدہ تھوڑی دیر آرام کیا گیا اتنے میں نماز عشاء کے لیے اذان ہوئی۔ ہم لوگ مسجد رضا میں پہونچ کر نماز باجماعت ادا کئے۔ نماز سے فارغ ہوکر پھر بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری دی گئی۔ حضور والا فاتحہ سے فارغ ہوکر روضۂ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سرہانے سر جھکائے ہوئے اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ جیسے اپنے پیر و مرشد سے راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوں اور فیضان مفتی اعظم سے فیضیاب ہو رہے ہوں۔ راقم الحروف کافی دیر تک آپ کے پیچھے کھڑا انتظار کرتا رہا کہ حضور والا حاضری سے فارغ ہوکر قیام گاہ پر تشریف لے چلیں مگر حضرت کو کافی مشغول اور مستغرق دیکھ کر میں قیام گاہ پر آ کر سو گیا۔ تقریباً ۱۲/ بجے رات کو حضرت قیام گاہ پر تشریف لائے اور مجھ ناچیز کو بیدار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا محمد آدم! اٹھو بیدار ہو جاؤ یہ بڑا قیمتی وقت ہے اس کو ضائع نہ کرو، جاؤ وضو کر کے روضۂ سرکار مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے سرہانے بیٹھ کر قرآن عظیم کی تلاوت کرو اور سرکار کی بارگاہ میں عرض کرو یا سیدی مرشدی سرکار مفتی اعظم کرم فرمائیں میں تلاوت قرآن پاک کر رہا ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ میری تلاوت کو سن رہے ہیں میری تلاوت میں جو غلطی ہو اس کی روحانی طور پر اصلاح فرما دیں۔ تاکہ میری نماز صحیح طریقہ پر ادا ہو سکے۔ الحمد للہ رب العلمین میں نے حضور والا کی ہدایتوں پر عمل کیا اور فیضان مفتی اعظم سے مالا مال ہوا۔

پروگرام کے مطابق ۲۴/ صفر کو بعد نماز فجر حضور والا کی معیت میں مارہرہ شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ بس تقریباً ۲/ بجے دن میں وہاں پہنچی، سب سے

پہلے نماز ظہر ادا کی گئی بعدہ جملہ بارگاہوں میں حاضری اور نذر و نیاز پیش کیا گیا۔ اخیر میں صاحب سجادہ حضور احسن العلماء سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ گیٹ پر دربان کرسی لگائے بیٹھا تھا۔ حضرت قبلہ نے دربان سے اندر جانے کی اجازت مانگی تو دربان نے اندر جانے سے روک دیا اور بولا پہلے آپ اپنا نام بتائیں۔ ہم جا کر صاحب سجادہ سے عرض کریں گے اجازت ملنے پر آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اندر جا سکتے ہیں۔ آپ نے اسے اپنا نام بتاتے ہوئے فرمایا کہ میرا نام بدر الدین احمد ہے۔ دربان اندر جا کر صاحب سجادہ سے آپ کے نام کا ذکر کیا اور کہا حضور بدر الدین احمد صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں۔ صاحب سجادہ نے آپ کا نام سن کر کہا۔ کون بدر الدین احمد؟ دربان نے آ کر حضرت سے عرض کیا کون بدر الدین احمد؟ وضاحت فرمائیں! اس پر آپ تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گئے مگر قربان جایئے آپ کے معتقد ببّو ماسٹر پر کہ انہوں نے فوراً حاضر جوابی سے کام لیتے ہوئے برجستہ جواب دیا۔ مصنف سوانح اعلیٰ حضرت۔ اس کے بعد دربان جا کر صاحب سجادہ سے عرض کیا۔ حضور مصنف سوانح اعلیٰ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں۔ صاحب سجادہ کی اجازت پا کر دربان نے فوراً آ کر دروازہ کھول دیا اور حضور سے چلنے کے لیے عرض کیا۔ آپ علیہ الرحمہ آگے آگے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں۔ دیکھا کہ صاحب سجادہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بلند مقام پر تشریف فرما ہیں اور علمائے کرام کا نورانی قافلہ حضرت کے ارد گرد موجود ہے انہیں میں فیض الرسول براؤں شریف کے ناظم اعلیٰ و سجادہ نشیں علوی صاحب قبلہ بھی موجود تھے۔ حضور بدر ملت کو دیکھ کر صاحب سجادہ نے استقبال فرمایا۔ اور وہاں پر موجود سارے علمائے کرام نے آپ کا استقبال کیا۔ سلام و مصافحہ سے فارغ ہوکر تھوڑی دیر صاحب سجادہ سے محو

گفتگو رہے اس کے بعد اجازت لے کر وہاں سے سیدھے مسجد آئے اور نماز عصر پڑھ کر بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگئے۔ نماز مغرب راستے میں باجماعت ادا کی گئی، رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد بس بریلی شریف پہونچی، یہاں پہونچنے کے بعد خورد ونوش اور ضروریات سے فارغ ہوکر سب سے پہلے نماز عشاء باجماعت ادا کی گئی پھر قیام گاہ پر پہونچ کر چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد روضۂ اعلیٰ حضرت پر حاضری کا شرف حاصل کیا گیا۔ بحمدہ تعالیٰ ہم سب ذکر واذکار ہی میں مشغول تھے کہ نماز فجر کا وقت شروع ہوگیا۔ مسجد رضا میں پہونچ کر باجماعت نماز فجر ادا کی گئی، اس کے بعد ہم سب قرآن خوانی کے لئے بیٹھ گئے۔ صبح ۷:۳۰ بجے سے ۸:۰۰ بجے تک قرآن خوانی ہوئی اس کے بعد ناشتہ چائے وغیرہ کا دور چلا اور دس بجے علمائے کرام کے بیانات سننے کے لیے ہم لوگ جلسہ گاہ میں روانہ ہوگئے اور وہیں ۲/بجکر ۳۸/منت پر قل شریف کی محفل میں شرکت ہوئی۔ محفل قل شریف کے اختتام کے بعد ہم لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کئے پھر بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضری سے فارغ ہوکر بس میں سوار ہوئے۔ اخیر میں حضور والا تشریف لائے اور بس میں سوار ہونے کے بعد معمول کے مطابق سب کو دعا پڑھوائی اس کے بعد ڈرائیور کو حکم فرمایا کہ اب بس لے کر سیدھے دیوئی شریف کے لیے چلو۔ راستے میں نماز عصر ومغرب اور عشاء باجماعت ادا کرتے ہوئے نماز فجر کے وقت دیوئی شریف وارث پاک علیہ الرحمۃ والرضوان کے آستانے پر پہونچے۔ یہاں پہونچ کر ضروریات سے فارغ ہوکر نماز فجر ادا کی گئی پھر روضۂ وارث پاک پر حاضر ہوکر نذرانۂ عقیدت پیش کیا گیا اور فاتحہ وغیرہ سے فارغ ہوکر ہم تمامی لوگ اٹوا کے لیے روانہ ہوگئے۔ اس طرح الحمدللہ یہ سہانا سفر پورا ہوا کہ راستے میں کہیں کوئی نماز قضا نہیں ہوئی بلکہ باجماعت نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا یہ سب حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے

فیضان کرم اور معیت کا اثر تھا۔

ملاح کو بصد اصرار کرایہ دیا:

عرس شعیب الاولیاء کے موقع پر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ سائکل سے براؤں شریف جانے کے لئے تیار ہوئے، مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے چند طلبا بھی تیار ہوگئے، راقم الحروف بھی تیار ہوگیا، برسات کا موسم تھا، جب ترموہنیاں گھاٹ پر پہونچے تو اس پار جانے کے لئے کشتی پر بیٹھے، اس وقت ملاح کشتی پر بیٹھے ہوئے اور لوگوں سے کرایہ وصول کرنے لگا تو بدر ملت علیہ الرحمہ اپنا اور تمام طلبا کا کرایہ دینے لگے تو ملاح نے عرض کیا حضور ہم آپ لوگوں سے کرایہ نہیں لیں گے ہم آپ سے صرف دعا چاہتے ہیں، آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا ہماری دعائیں تمھارے ساتھ ہیں، مولیٰ تعالیٰ تمھیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمھاری روزی میں برکت عطا فرمائے مگر کرایہ تم کو لینا ہوگا اس لئے کہ تمھارے بچے ہیں، تم غریب بھی ہو، تمھارے بچوں کی روزی روٹی اسی سے چلتی ہے، ہم جیسے لوگ آتے رہیں، اور اُنھیں تم بغیر کرایہ لیے اتارتے رہو تو تمھارے بچے کیا کھائیں گے؟ لہٰذا تم کرایہ ضرور لے لو، ملاح انکار پر انکار کرتا اور آپ اصرار پر اصرار کرتے رہے آخر میں حضور بدر ملت نے ارشاد فرمایا دیکھو میرے ساتھ میں جو طلباء ہیں ان کا کرایہ نہ لو اس لئے کہ یہ پڑھتے ہیں ان کے پاس آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، لیکن میں تو پڑھاتا ہوں مجھے تنخواہ ملتی ہے میرا کرایہ ضرور لے لو، ملاح ناچار بادل نخواستہ صرف حضرت علیہ الرحمہ کا کرایہ لیا، بعدہ ہم لوگ براؤں شریف پہونچے، حضرت علیہ الرحمہ کے قیام کے لیے دار الاقامہ میں ایک کمرے کا انتخاب کیا گیا تھا، حضرت قیام گاہ پر پہونچے، ہم لوگ نماز وغیرہ سے فارغ ہوکر جلسہ گاہ میں گئے، فارغ ہونے والے طلبہ کی دستار بندی ہوئی، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ اپنی قیام گاہ پر تشریف فرما تھے، فارغ ہونے والے

سارے طلبہ اپنی اپنی سند فراغت لے کر حضرت کی قیام گاہ پر پہونچے اور بصد خلوص وادب عرض کرنے لگے حضور ہم لوگوں کی سند فراغت پر دستخط فرمادیں، حضرت نے ارشاد فرمایا میرا آپ لوگوں سے ایک سوال ہے جو بھی میرے سوال کا جواب دے دے گا اس کی سند پر ہم دستخط کردیں گے، سارے طلبہ نے عرض کیا حضور وہ سوال کیا ہے؟ آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا آپ لوگوں میں سے کون ایسا ہے؟ جس نے بہار شریعت کا مکمل گہری نظر سے مطالعہ کیا ہو، سب لوگوں نے نفی میں جواب دیا، آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ جب آپ لوگوں نے بہار شریعت کا مطالعہ نہیں کیا ہے تو عالم کیسے ہوگئے، اس کے بعد محبت بھرے انداز میں ارشاد فرمایا بابو دیکھو، صرف منطق وفلسفہ وغیرہ پڑھ لینے سے آدمی مکمل عالم نہیں ہوتا، جب تک کہ اسے فقہ کا علم نہ حاصل ہو، شریعت کے علم کی جانکاری بہت ضروری ہے، ابھی تک آپ لوگ طالب علم تھے، آپ کی غلطیوں کو نظر انداز کردیا جاتا تھا، مگر اب آپ لوگوں کو عالم دین ہونے کی سند مل گئی ہے، اب اگر آپ لوگوں سے کوئی غلطی ہوگی تو معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر آپ لوگوں کی سخت گرفت کی جائے گی، تو جب آپ لوگوں نے بہار شریعت کا مطالعہ نہیں کیا ہے تو عوام کے سوالوں کا کیسے جواب دیں گے؟

صدقہ بلاؤں کو ٹال دیتا ہے:

ایک دن میرے مرشد، عالم باعمل حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ نے مجھ سے فرمایا میرے ساتھ چلو ایک بیمار کی تیمارداری کے لیے چلنا ہے، مرشد کامل کا حکم تھا، ہم حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور اس گھر میں پہونچے جہاں بچہ سخت بیماری میں مبتلا تھا۔ بچہ ایک بڑی بلا ومصیبت میں گھرا ہوا تھا۔ بچہ موت کے منہ میں تھا دیکھنے والے پریشان تھے۔ حضور بدر ملت نے بچے کی عیادت فرمائی اور گھر والے کو حکم فرمایا کہ دفع بلاء کے لیے جانور صدقہ

کرو، حضور والا کے فرمان کے مطابق ایک تندرست بکرا حاضر کیا گیا۔ بچہ کا ہاتھ بکرے پر لگایا گیا اور حضور بدر ملت قدس سرہ کے روبرو بکرا ذبح کیا گیا۔ ادھر بکرا ذبح ہوا، اُدھر بچہ پرسکون ہوکر مسکرانے لگا پھر وہ بچہ مکمل تندرست ہوگیا۔

(انوار البیان جلد سوم ص ۸۳)

یتیم کا مال مدرسہ کے لئے قبول نہ کیا:

راقم الحروف (محمد آدم قادری) کی جماعت حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی درسگاہ میں پڑھ رہی تھی کہ اتنے میں ایک آدمی اپنی گود میں ایک بچہ لیکر اس حال میں حاضر ہوا کہ اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کے قطرے جھلملا رہے تھے، درد بھری آواز میں عرض کرنے لگا حضور میری بیوی کا انتقال ہوگیا ہے یہ اس کے کچھ زیورات ہیں جو میں مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے بطور چندہ مدرسہ غوثیہ میں دینا چاہتا ہوں حضور ان زیورات کو اپنے مدرسہ میں قبول فرمالیں، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے تنہا صرف آپ اپنی مرضی سے ان زیورات کو مدرسہ میں نہیں دے سکتے، اس لئے کہ ان زیورات میں مرحومہ کے سارے وارثین کا حق ہے، جب تک مرحومہ کے سارے وارثین اپنی رضا وخوشی سے اجازت نہیں دیں گے اس وقت آپ کو اس میں تصرف کا حق نہیں ہوگا، مرحومہ کے شوہر نے عرض کیا حضور ہم ہم گھر جا کر سارے ورثہ سے اجازت لے لیتے ہیں، اجازت لے کر تھوڑی ہی دیر کے بعد حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا حضور مرحومہ کے سبھی ورثہ نے بخوشی اجازت دے دی ہے کہ ان زیورات کو مرحومہ کے ایصال ثواب کے لئے مدرسہ میں دے دیا جائے، حضور بدر ملت علی الرحمہ نے ارشاد فرمایا آپ کی گود میں یہ بچہ کس کا ہے؟ مرحومہ کے شوہر نے عرض کیا حضور اسی مرحومہ کا بیٹا ہے، فرمایا یہ بچہ بھی مرحومہ کا وارث ہے ان زیورات میں اس نابالغ بچے کا بھی حق

ہے اور اس کا حق مدرسہ میں قبول نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ یہ نابالغ ہے مرحومہ کے شوہر نے عرض کیا حضور میں اس بچے کا باپ ہوں، میں اس بچے کی طرف سے اجازت دیتا ہوں کہ اس کا حق مدرسہ میں قبول کرلیا جائے، آپ علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا اس نابالغ بچے کے حق کی آپ حفاظت تو کر سکتے ہیں مگر اپنی طرف سے اس بچے کا حق آپ کسی کو نہیں دے سکتے۔

لہٰذا ان زیورات کو مرحومہ کے سارے وارثین پر تقسیم کیا جائے گا اور اس بچے کا جو حق نکلے اس کو نکالنے کے بعد ہی ان زیورات کو مدرسہ میں قبول کیا جائے گا۔

(اس سے ان حضرات کو سبق لینا چاہئے جو لوگ مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کے نام پر کسی طرح کا پیسہ لے لیتے ہیں، یہ لحاظ نہیں کرتے کہ لینا جائز ہے یا ناجائز)

بدر ملت کا کشف باطنی:

حضرت علیہ الرحمہ کے ایک مرید جو بیلہا ضلع بلرامپور کے رہنے والے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میری اہلیہ دونوں حضرت سے بیعت ہیں، ایک مرتبہ میں نے حضرت کی دعوت کی اور مرغ ذبح کر کے گھر میں دیا تا کہ حضرت کے شایان شان کھانا تیار ہو سکے، میری شریک حیات بھی چونکہ حضرت کے دامن سے وابستہ ہیں اس لیے انہوں نے نہایت عقیدت و محبت کیساتھ کھانا بنانے کی تیاری کی اسی درمیان انہیں عارضۂ نسواں لاحق ہوا اور انہوں نے گمان کیا کہ حالت ناپاکی میں پیر و مرشد کے لیے کھانا بنانا مناسب نہیں (عورت اگر حالت ایام میں ہو تو اس کا کھانا بنانا ناجائز نہیں، نہ اس کا بنایا ہوا کھانا کھانے میں کوئی شرعی حرج، یہ محض اس مریدہ کا حسن عقیدت تھا)

انہوں نے اپنی عقیدت اور محبت کی بنا پر مناسب سمجھا کہ پڑوسن سے کھانا بنوالیں حالانکہ وہ وہابیہ تھی، اہلیہ کے کہنے پر اس نے کھانا تیار کر دیا، جب کھانا تیار

ہو گیا تو میں نے پیر و مرشد حضور بدر ملت سے عرض کیا حضور کھانا تیار ہے تشریف لے چلیں، یہ سنکر حضرت نے فرمایا کیا وہابیہ کا بنایا ہوا کھانا کھاؤں؟ حضرت کے منہ سے لفظ وہابیہ سنکر حیرت بھی ہوئی اور تکلیف بھی کہ میں بھی حضرت کا مرید و غلام اور بیوی بھی مریدہ اور سنیہ پھر حضرت ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ میرے چہرے کی کیفیت کو پڑھنے میں حضور کو دیر نہ لگی، فرمایا ناراض نہ ہو، گھر میں جا کر معلوم کرو، میں نے گھر جا کر اہلیہ سے جب دریافت کیا تو بات صحیح ثابت ہوئی، جس کی خبر مجھے نہ تھی وہ بات حضرت کو کشف باطنی سے معلوم ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے وہابیہ کے ہاتھ کا کھانا کھانے سے حضرت کو محفوظ فرما دیا۔

نذرانہ قبول کرنے میں احتیاط:

دو دینی بھائی حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ سے ملاقات کی غرض سے بڑھیا شریف حاضر ہوئے، سلام و مصافحہ کے بعد کچھ دیر دینی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ دونوں بھائیوں کو سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا پیغام سناتے رہے اور وہابیوں، دیوبندیوں و دیگر بد مذہب گروہوں سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں نے جانے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت عطا فرما دی ان میں سے ایک نے اپنی جیب سے دو ہزار روپیہ نکال کر حضرت کی خدمت میں بطور نذر پیش کیا۔ حضرت نے بغل میں رکھی ہوئی مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے لیے دو ہزار روپیے کی رسید کاٹ کر دے دی۔ وہ صاحب عرض گذار ہوئے حضور میں نے یہ روپیہ آپ کو بطور نذر پیش کیا تھا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ روپیہ دیتے وقت آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ نذرانہ ہے۔ پھر اس شخص نے ایک ہزار روپیہ آپ کی خدمت میں پیش کیا دوسری مرتبہ بھی آپ نے مدرسے کی رسید کاٹ دی۔ اس پر اس نے عرض کیا سرکار میں نے چندہ نہیں دیا تھا بلکہ آپ کو نذر

پیش کیا تھا آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ روپیہ دیتے وقت آپ نے زبان سے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ نذرانہ ہے، اچھا چلو بابو! یہ سنی ادارہ ہے، اس میں آپ کا روپیہ لگ جائے گا تو ضائع نہیں جائے گا بلکہ آپ کو اجر عظیم ملے گا۔ پھر تیسری مرتبہ اس شخص نے اپنے ساتھی سے پانچ سو روپیہ لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا حضور یہ نذرانہ ہے آپ قبول فرمالیں۔ آپ نے اپنی ذات پر دینی ادارہ کو ترجیح دیا۔ آپ جانتے تھے کہ نذرانہ خاص میرے لیے ہوگا اور ادارہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے محافظین کی تربیت گاہ ہے۔

شادی میں شرکت سے بہتر ہے آپ تعلیم حاصل کریں:

میرے تایا زاد کی شادی تھی، بڑے والد صاحب نے خبر بھیجی کہ شادی میں آپ کی شرکت ضروری ہے، حضرت سے تین دن کی رخصت طلب کی، حضرت نے ارشاد فرمایا بابو! اگر آپ شادی میں نہ جائیں تو کیا آپ کے بڑے بھائی کی شادی نہیں ہوگی؟ میں نے عرض کیا حضور شادی تو ہو جائے گی مگر میرا شریک ہونا ان لوگوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بیٹا! شادی میں شریک ہونے سے گھر والے خوش ہوں گے اور علم دین حاصل کرنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوش ہوں گے، لہٰذا میری خوشی اسی میں ہے کہ آپ علم دین حاصل کرنا چھوڑ کر شادی میں نہ جائیں، اس لئے کہ عموماً لوگ شادی کی خوشی میں اتنا مست ہو جاتے ہیں کہ انھیں نماز وغیرہ تک کی فکر نہیں رہتی اور قضا کر بیٹھتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ تین دن جو آپ کی تعلیم کا نقصان ہوگا اس کی بھرپائی کیسے ہوگی۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ آپ کا شادی میں شریک ہونا نہ ہونا برابر ہے تو طلب علم دین کا ناغہ کرنے سے کیا فائدہ؟ اور اگر شادی میں آپ کے شریک نہ ہونے سے کچھ کمی آسکتی ہو تو آپ

بخوشی جاسکتے ہیں۔ حضرت کے ان ناصحانہ کلمات کو سن کر میں نے شادی میں شریک ہونے کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک مرتبہ میں نے رمضان کی چھٹی کے موقع پر حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ حضور امسال میں رمضان شریف میں بمبئی جانا چاہتا ہوں، اجازت مرحمت فرمائیں، اس پر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بابو! بمبئی کیا کرنے جائیں گے، میں نے عرض کیا حضور کوئی کام نہیں ہے، صرف گھومنے اور تفریح کا ارادہ ہے۔ فرمایا بمبئی کوئی تفریح کی جگہ تو ہے نہیں۔ ابھی تک آپ دیہات میں رہ کر صرف چھوٹے چھوٹے مکانات دیکھے ہیں، اکثر کچی دیواریں اور چھپر کے مکانات نگاہوں سے گزرے ہیں ابھی آپ کا دل بالکل سادہ ہے، علم دین کی طرف مائل ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بمبئی جا کر وہاں کی رنگین دنیا دیکھیں، اونچی اونچی بلڈنگیں نگاہوں سے گزریں تو آپ کے اندر کا چھپا ہوا شیطان اُچھال مارنے لگے اور کہنے لگے کہ عالم مولانا بننے سے کیا فائدہ ہے؟ چلو بمبئی کی دنیا میں سیر کرو اور اونچی اونچی بلڈنگوں میں رہنے کا سپنا پورا کرو، اس لئے کہ عالم مولانا بننے سے غربت میں زندگی بسر ہوگی۔ اور بمبئی میں رہو گے تو خوب پیسہ کماؤ گے۔ سیٹھ کہلاؤ گے تو، بیٹا! اگر نفس امارہ حاوی ہو گیا تو آپ طلب علم دین چھوڑ کر طلب دنیا کے چکر میں پڑ جائیں گے اس طرح آپ کا مستقبل خطرے میں پڑ جائے گا۔ آپ کے غریب والدین کی تمنا ہے کہ میرا بیٹا عالم دین بنے۔ دین کا مبلغ بنے۔ نائب رسول بنے، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان بنے، ان کی یہ ساری تمنائیں چکنا چور ہو جائیں گی۔ لہٰذا اگر آپ نفس امارہ پر قابو پا سکیں تو بمبئی جائیں ورنہ ارادہ ترک کر دیں اسی میں آپ کے لئے بھلائی ہے۔ حضرت کی ان باتوں کو سن کر میں نے بمبئی جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

چوری شدہ بھینس مل گئی:

راقم الحروف (محمد آدم قادری) کی پوری جماعت حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی درس گاہ میں حاضر تھی کہ درمیان درس ہی میں ایک کمھار (مٹی کا برتن بنانے والا) پریشان حال حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا، حضور! ہماری ایک بہت قیمتی بھینس تھی، باہر دروازے پر بندھی ہوئی تھی۔ رات میں اس کو کوئی چرا لے گیا۔ سرکار کرم فرمائیں کہ ہماری گمشدہ بھینس مل جائے، حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ اس شخص کی باتیں سن کر تھوڑی دیر تک سر جھکائے آنکھیں بند کئے ہوئے تھے اس کے بعد اس شخص کو ایک تعویذ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ تعویذ لے جا کر اسی کھونٹے میں باندھ دینا جس میں بھینس بندھی ہوئی تھی اور رات میں کسی وقت بھی کھونٹے کی طرف نظر نہ کرنا جب صبح ہو جائے گی تو اپنے معمول کے مطابق اس کو چارہ دینے کی نیت سے کھونٹے کے پاس جانا۔ وہ شخص تعویذ لے کر گیا اور ہدایت کے مطابق کھونٹے میں باندھ دیا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے کیا دیکھا کہ بھینس اسی کھونٹے میں بندھی ہوئی ہے، وہ شخص حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ کی یہ زندہ کرامت دیکھ کر خوشی میں مچل اٹھا۔ اور ایک طشت میں شرینی لے کر خوشی خوشی حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ علیہ الرحمہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس شخص سے فرمایا، لے جاؤ، یہ شرینی بچوں میں تقسیم کر دو، اس کے بعد اس شخص سے فرمایا، کہ آپ مٹی کا برتن بنا لیتے ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں! حضور میں مٹی کا برتن بنا لیتا ہوں۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا میرے لئے ایک مٹی کی ایسی بندھنی بناؤ جس کی ٹونٹی لمبی ہو، اس لئے کہ عموماً مٹی کی بندھنی کی ٹونٹی چھوٹی ہوتی ہے اور وضو بنانے میں پریشانی ہوتی ہے اور جب ٹونٹی لمبی ہوگی تو وضو بنانے میں آسانی ہوگی۔ اس کمھار نے عرض کیا سرکار مٹی کی بندھنی کی ٹونٹی ہم لوگ

چھوٹی اس لئے بناتے ہیں کہ ٹوٹنے سے محفوظ رہے۔ لیکن حضور آپ کی بات ہے آپ کی بات ہم ٹال نہیں سکتے، اس لئے میں اپنی کاریگری کی انتہا کوشش کر کے لمبی ٹونٹی والی بندھنی بنا کر آپ کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بندھنی بنانے سے پہلے یہ بتاؤ کہ اس بندھنی کی قیمت کیا لوگے، قیمت کی بات سن کر وہ شخص شرمندہ ہو کر عرض کرنے لگا سرکار آپ نے تعویذ دیا، میرا اتنا بڑا کام ہو گیا اور آپ نے مجھ سے کچھ لیا بھی نہیں۔ اور میں ایک مٹی کی بندھنی کی قیمت آپ سے لے لوں یہ ہم سے نہیں ہو سکتا، اس پر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیمت نہیں لینی ہے تو بندھنی نہیں بنانا اس لئے کہ میں تعویذ کے بدلہ میں تجھ سے بندھنی نہیں لوں گا، اگر میں نے تجھے تعویذ نہ دیا ہوتا تو تم اس کی قیمت ضرور لیتے۔ لہٰذا اگر قیمت لینی ہوگی تو بندھنی بنانا۔ ورنہ نہیں بنانا۔

بدر ملت کی خاکساری:

راقم الحروف (محمد آدم قادری) کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کا قدم پاک میرے غریب خانہ پر پڑ جائے تو اسے میں اپنے لئے خوش نصیبی کی معراج سمجھوں گا۔ یہی سوچ کر کئی مرتبہ چاہا کہ حضرت سے عرض کروں مگر ہمت نہ ہوئی، اس لیے کہ ٹھہرانے کا معقول انتظام نہیں تھا۔ چھپر کا مکان تھا، غریبی تھی بیت الخلا بھی نہیں بنا تھا۔ پھر بھی حضرت کی خاکساری وانکساری دیکھ کر بارگاہ عالیہ میں بصد ادب واحترام حاضر ہوا، دعوت دینے کے لئے زبان کو جنبش دینا چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں پڑتی تھی، کہ حضرت علیہ الرحمہ سے کچھ عرض کروں، ابھی میں اسی پس وپیش میں تھا کہ حضرت علیہ الرحمہ کی نگاہ کرم میرے چہرے پر پڑی اور خود ہی ارشاد فرمایا بیٹا! مولوی محمد آدم آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی زبان مبارک سے یہ محبت بھرا جملہ سن کر میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا، خوشی میں میری

آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور آنسوؤں کے قطرے میری آنکھوں میں نمودار ہوگئے، دبی آواز اور لجاجت بھرے انداز میں عرض کیا، حضور میری دلی خواہش ہے کہ آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لے چلیں، میرے والدین کریمین کی بہت دنوں سے تمنا ہے کہ حضرت جب ہمارے یہاں تشریف لائیں گے تو ہم میلاد شریف کا اہتمام کریں گے اور داخل سلسلہ بھی ہوجائیں گے۔ مگر حضور میرے والدین بہت غریب ہیں، بیت الخلا بھی نہیں بنا ہے، اس لئے دعوت دینے کی ہمت نہیں کر پا رہا تھا۔ بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بابو! ہمارے بزرگان دین نے تبلیغ دین کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کیا ہے، آپ اس کی فکر نہ کریں، ہاں! اتنا ضروری ہے کہ استنجا وغیرہ کے لئے ایک چھوٹا سا گڈھا کھود کر اس پر دو پٹرے رکھ دیں اور چاروں طرف سے ٹٹیا وغیرہ سے آڑ کر دیں بس اتنا کافی ہے۔ اس وقت حضرت کے خادم خاص حافظ محمد یار علی صاحب تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ حضرت کو کس سواری سے لے کر آئیں گے، انھوں نے کہا کہ آپ تھوڑی دیر رُکیں، میں ابھی حضرت سے پوچھ کر بتاتا ہوں، حافظ محمد یار علی صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور مولوی محمد آدم صاحب کے گھر کس سواری سے تشریف لے چلیں گے، حضرت نے ارشاد فرمایا، پرائیوٹ سواری مہنگی پڑے گی۔ بیچارے غریب پر خواہ مخواہ بار پڑے گا، لہٰذا آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ہم لوگ سواری گاڑی سے اٹوا، اور اٹوا سے بانسی جانے والی گاڑی سے چل کر بھِٹیا اتر جائیں گے اور بھِٹیا سے بیل گاڑی کا انتظام کرلیں۔ حضرت کے جملے سن کر بڑا اطمینان ہوا۔ میرے گھر پر بیل گاڑی تھی والد صاحب بیل گاڑی لے کر بھِٹیا گئے اور حضرت کو لے کر قریب چار بجے شام کو غریب خانہ پر پہونچ گئے، حضرت نے عصر ومغرب کی نماز میرے چھپر کے مکان میں ادا فرمائی۔ بعد نماز مغرب میں نے لاؤڈ اسپیکر

سے اعلان کیا کہ اے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں! آپ لوگوں کو یہ جان کر بڑی خوشی ہوگی کہ ابھی تک آپ حضرات جس مقدس ہستی کے منتظر تھے، وہ بابرکت ہستی تشریف لا چکی ہے لہٰذا آپ حضرات بلا کسی تاخیر کے جلد از جلد تشریف لائیں اور حضرت کی زیارت سے مشرف ہوں نیز حضرت کے نورانی، عرفانی، حقانی بیان کو سن کر اپنے دین وایمان کو جلا بخشیں۔ میرا اتنا اعلان کرنا تھا کہ حضرت نے مجھے بلوایا اور ارشاد فرمایا، بیٹا! منبر رسول سے اس طرح کا اعلان نہ کریں جس میں جھوٹ کا ذرہ برابر بھی شائبہ ہو۔ آپ نے اعلان کیا کہ آپ لوگ ابھی تک جس ہستی کے منتظر تھے وہ تشریف لا چکی ہے، لہٰذا آپ حضرات جلد از جلد تشریف لائیں تو بابو آپ یہ بتائیں کہ جو منتظر رہے گا اس کو بلانے کی ضرورت پڑے گی؟ کہ وہ پہلے ہی سے موجود رہے گا، اس پر میں نے اپنی کمی محسوس کی اور اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ بعد نماز عشاء حضرت کا عشق رسول میں ڈوبا ہوا نورانی بیان شروع ہوا بد مذہبوں، وہابیوں، دیوبندیوں کے کفریات سے لوگوں کو آگاہ فرما رہے تھے، اتنے میں دوران تقریر ہی میرے خاندان کے ایک بڑے بزرگ جو رشتے میں بڑے باپ لگتے تھے۔ بول پڑے کہ حضور آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم لوگوں کے سینے میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھر دیا اور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تعلیمات سے آگاہ فرمایا مگر یہی قرآن وحدیث یہ عقیدہ وہابی دیوبندی بھی پڑھتے ہیں تو ان کا سینہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خالی کیوں ہے؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا حاجی صاحب آپ تھوڑا قریب آئیں، آپ نے کوئلہ دیکھا ہوگا، کوئلے کا ایک بڑا ٹکڑا آپ لے لیں اور اس میں سب سے بہترین کمپنی کا ایک بٹی صابن لے کر لگائیں تو کیا وہ کوئلے کا ٹکڑا سفید ہوسکتا ہے؟ حاجی صاحب نے عرض کیا حضور اس میں ذرہ برابر بھی سفیدی نہیں آسکتی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا

صابن کی ایک بٹی نہیں بلکہ کمپنی کے تمام صابن لگا دیں تو کیا وہ کوئلے کا ٹکڑا سفید ہوسکتا ہے؟ حاجی صاحب نے عرض کیا پھر بھی سفید نہیں ہوگا۔ وہ کالا کا کالا ہی رہے گا۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا حاجی صاحب اب آپ بہ آسانی سمجھ جائیں گے ان وہابیوں دیوبندیوں کا دل بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں گستاخی و بے ادبی کرنے کی وجہ سے کوئلے کی طرح بالکل کالا ہو چکا ہے اس لئے ان کے دلوں پر قرآن وحدیث کی باتوں کا قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ سبحان اللہ! حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو افہام وتفہیم کا ملکہ حاصل تھا۔ حضرت کے نورانی، عرفانی بیان سے پورا مجمع محظوظ ہو رہا تھا اور جو لوگ اعتقاداً پلپلے تھے وہ کٹر سنی بن گئے تقریباً ۱۲/ بجے شب میں بیان ختم ہوا، صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت کی دعاؤں پر محفل کا اختتام ہوا، بعدہ حضرت قیام گاہ پر تشریف لائے۔

بیعت سے پہلے اتباع شریعت کی تنبیہ:

راقم الحروف نے حضرت سے عرض کیا، حضور! میرے والد صاحب آپ سے مرید ہونا چاہتے ہیں، انھیں داخل سلسلہ فرمالیا جائے۔ اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا، بابو! آپ اپنے والد صاحب کو بلائیں، ہمیں ان سے چند باتیں دریافت کرنی ہیں۔ والد صاحب حاضر خدمت ہوئے، حضرت نے ارشاد فرمایا آپ نماز پابندی کے ساتھ پڑھتے ہیں؟ والد صاحب نے عرض کیا ہاں، حضور! الحمد للہ میں نماز پابندی کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کب سے نماز کی پابندی کر رہے ہیں؟ عرض کیا، جب سے انھوں نے (راقم الحروف محمد آدم قادری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) نماز کی پابندی کی تاکید کی ہے، ارشاد فرمایا اور اس سے پہلے نماز کی پابندی نہیں کر رہے تھے؟ عرض کیا نہیں۔ ارشاد فرمایا، بالغ ہونے کے بعد سے اب تک جتنی نمازیں قضا ہوگئی ہیں ان سب نمازوں کو جلد از جلد ادا کرنے کا پکا وعدہ

کریں، عرض کیا، حضور! آپ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ساری قضا نمازیں جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا، ارشاد فرمایا نماز کی طرح روزہ بھی فرض ہے، تو کیا آپ رمضان شریف کا فرض روزہ پابندی کے ساتھ رکھتے ہیں؟ عرض کیا، ہاں! حضور فرض روزہ پابندی کے ساتھ رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا اگر کوئی فرض روزہ چھوٹ گیا ہو تو اس کو بھی ادا کرنے کا پکا وعدہ کریں، عرض کیا، ہاں حضور! اس کو بھی ادا کروں گا۔ اس کے بعد حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا، آپ کھیتی کرتے ہیں، عرض کیا، ہاں حضور! میں کھیتی کرتا ہوں، ارشاد فرمایا کھیت کی پیداوار میں سے عشر نکالتے ہیں؟ عرض کیا، ہاں عشر نکالتا ہوں، ارشاد فرمایا، کب سے عشر نکالتے ہیں؟ عرض کیا، جب سے انھوں نے (راقم الحروف محمد آدم قادری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عشر نکالنے کی تاکید کی ہے، ارشاد فرمایا اس سے پہلے جو عشر آپ نہیں نکالے ہیں اس کو بھی بذریعہ حیلۂ شرعی جلد از جلد ادا کرنے کی کوشش کریں، عرض کیا، ہاں حضور! ادا کرنے کا پکا وعدہ کرتا ہوں، اس کے بعد آخر میں ارشاد فرمایا، آپ نے کسی کی حق تلفی تو نہیں کی ہے؟ عرض کیا، حضور میں نے کسی کا کوئی حق نہیں مارا ہے، ارشاد فرمایا، آپ نے حق تلفی کی ہے، جایئے، میں آپ کو آدھے گھنٹے کا موقع دیتا ہوں، سوچ کر آیئے، آپ نے کسی کا حق دبایا ہے، والد صاحب آدھے گھنٹے کے بعد آئے اور عرض کیا حضور میں نے خوب غور وفکر کر لیا، مگر میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں نے کسی کا حق دبایا ہے ارشاد فرمایا آپ دوبارہ جایئے اور دس منٹ کے بعد سوچ کر آیئے۔ دس منٹ کے بعد پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا، سرکار میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں نے کسی کا حق غصب کیا ہے، ارشاد فرمایا، آؤ بیٹھو، میں بتاتا ہوں کہ آپ نے کس کا حق دبایا ہے۔ آپ کے کتنے بھائی بہن ہیں، عرض کیا حضور ہم دو بھائی اور تین بہنیں ہیں، ارشاد فرمایا، والد صاحب کے انتقال کے بعد جائیداد کو کتنے

حصوں میں تقسیم کیا؟ عرض کیا حضور دو حصوں میں تقسیم کیا۔ آدھا میں نے لے لیا اور آدھا ہمارے چھوٹے بھائی نے لے لیا۔ ارشاد فرمایا بہنوں کو حصہ نہیں دیا؟ عرض کیا حضور بہنوں کو حصہ نہیں دیا۔ ارشاد فرمایا یہی بہنوں کا حق آپ دونوں بھائیوں نے دبایا ہے اس لئے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا بھی حق ہوتا ہے۔ یہی بہنیں بھیگی بلی بنی ہوئی آپ کے سامنے آتی ہیں اور کل میدان محشر میں شیرنی بن کر آئیں گی اور اپنے حق کا مطالبہ کریں گی اس وقت آپ سے کچھ نہ بن پڑے گا وہ اپنے حق کے بدلے میں آپ کی نیکیاں لے کر چلی جائیں گی اور آپ افسوس کر کے رہ جائیں گے۔ لہٰذا جلد از جلد اپنی بہنوں کو باپ کی جائیداد میں سے حصہ دو، یا تو کچھ دیکر معاف کرالو، تبھی آخرت میں چھٹکارے کی صورت ہوگی۔ عرض کیا، ہاں حضور! میں بہنوں کو حصہ دینے کا پکا وعدہ کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا، جایئے جن باتوں کا آپ نے وعدہ کیا ہے، سب کی ادائیگی کے بعد میرے پاس آیئے گا، میں آپ کو سلسلے میں داخل کرلوں گا۔

علامہ سید محمد ہاشمی صاحب کی مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں آمد:

مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے طلبہ نے مشترکہ طور پر ایک جلسے کا انعقاد کیا، جس میں مقرر خصوصی کی حیثیت سے غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی میاں کو مدعو کیا۔ غازی ملت سید محمد ہاشمی میاں خلاف معمول بعد نمازِ ظہر ہی بڑھیا پہونچ گئے۔ مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے طلبہ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے غازی ملت کو استقبالیہ پیش کیا اور سلام ومصافحہ کے بعد عرض کیا حضور آپ بہت جلد تشریف لے آئے۔ ارشاد فرمایا میں یہاں پر مقرر کی حیثیت سے نہیں آیا ہوں بلکہ حضور بدر ملت کی زیارت وملاقات کی نیت سے آیا ہوں، اسی بہانے حضور بدر ملت سے کچھ گفت وشنید کا موقع ملے گا، اسی لئے میں جلدی چلا آیا۔ حضور غازیٔ ملت کے قیام کا انتظام مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے بالائی منزل حضرت مولانا مفتی شہاب الدین صاحب کے کمرے میں کیا گیا تھا،

اس پروگرام میں متعدد علمائے کرام کو مدعو کیا گیا تھا۔ چند قابل ذکر نام یہ ہیں۔ مفکر ملت، شہزادۂ حضور شعیب الاولیاء حضرت علامہ الحاج غلام عبد القادر صاحب قبلہ علوی ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول وسجادہ نشین خانقاہ یار علویہ براؤں شریف ومولانا ادریس بستوی صاحب نائب ناظم تعلیمات الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور غازی ملت کی آمد چونکہ ظہر کے بعد ہو چکی تھی، آپ کا قیام مدرسہ کے بالائی منزل پر تھا، بدر ملت عصر کے بعد غازی ملت سے ملاقات کی غرض سے مدرسہ کی بالائی منزل پر تشریف لائے، جیسے ہی غازی ملت کی نظر بدر ملت پر پڑی فوراً کھڑے ہو گئے اور چاہا کہ چین والی گھڑی اتار کر جیب میں رکھ لیں کہ بدر ملت نے غازی ملت کے ہاتھوں کو تھام لیا، آپ کچھ کہتے کہ اس سے پہلے ہی غازی ملت نے فرمایا کہ اب میں چین والی گھڑی نہیں استعمال کروں گا، بدر ملت نے فرمایا، بلکہ اسی وقت اسے اتار دیجئے، اور مدرسہ کے ایک طالب علم کو اپنی گھڑی کا پٹہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا لے جاؤ میرا یہ پٹہ غازی ملت کی گھڑی میں لگا دو، طالب علم نے غازی ملت کی گھڑی سے چین نکال کر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کا دیا ہوا پٹہ ان کی گھڑی میں لگا دیا اور غازی ملت حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی اس بات پر نہ ناراض ہوئے اور نہ ہی پیشانی پر بل لائے بلکہ بے چوں وچرا حق بات قبول فرمالیا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین

غازی ملت نے نذرانہ میں ایک روپیہ لیا:

سب سے آخر میں تقریباً ۲/ بجے غازی ملت مدظلہ العالی کرسی خطابت پر جلوہ بار ہوئے، حمد وصلوٰۃ کے بعد غازی ملت نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا میرے دینی بھائیو! میں نے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ باہر ممالک میں بھی بڑے بڑے جلسوں میں بڑی ہستیوں کے سامنے خطاب کیا ہے مگر میں نے کبھی اپنے دل میں یہ خیال نہیں کیا کہ میرے سامنے کون موجود ہے اور نہ ہی کسی عظیم ہستی

سے مرعوب ہوا، لیکن آج جب میں بڑھیا کے اسٹیج پر حاضر ہوا تو میرے دل میں اس بات کا خیال آیا کہ یہ اسٹیج کوئی عام اسٹیج نہیں بلکہ یہاں پر ایک عظیم ہستی موجود ہے جو شریعت کا پہاڑ ہے، جس کے تقویٰ وطہارت اور علمی دھمک کو پورے ہندوستان میں محسوس کیا جاتا ہے، جس نے اپنی تحریر، تقریر اور تبلیغی خدمات سے بہت سے پژمردہ دلوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مالا مال فرمایا ہے، لہٰذا ایسی عظیم ہستی کی موجودگی میں خطاب کرنا سب کے بس کی بات نہیں۔ اس کے بعد غازی ملت نے قرآن پاک کی آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم کی تلاوت فرما کر پُر مغز خطاب فرمایا۔ صلوٰۃ وسلام پر محفل کا اختتام ہوا۔ صبح بعد نماز فجر غازی ملت مدظلہ العالی کو رخصت کرنے کے لئے مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا کے سبھی طلبہ اکٹھا ہوئے اور بند لفافے میں دس ہزار ایک روپیہ نذرانہ پیش کیا، غازی ملت نے نذرانہ لینے سے انکار کر دیا۔ اور بولے میں یہاں نذرانہ لینے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ حضور بدر ملت کا فیضان لینے آیا ہوں۔ سبھی طلبہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے حضور غازی ملت نذرانہ نہیں لے رہے ہیں، یہ سن کر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نذرانے کا لفافہ لیکر خود غازی ملت کے پاس پہونچے اور ارشاد فرمایا مولانا آپ بچوں کا دل نہ توڑیئے بلکہ یہ نذرانہ قبول فرمالیں۔ حضور غازی ملت بار بار نذرانہ لینے سے انکار کرتے رہے اور حضور بدر ملت بار بار اصرار کرتے رہے آخر کار غازی ملت نے نذرانہ کے لفافہ سے ایک روپیہ یہ کہتے ہوئے لے لیا کہ یہ بدر ملت کی بارگاہ کا تحفہ ہے اور بقیہ دس ہزار روپیہ مسجد غوثیہ بڑھیا کی باہری فرش کو پختہ بنانے کے لئے عطا فرمادیا۔ سبحٰن اللہ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بدر ملت سادات کرام سے کتنی محبت فرماتے تھے اور غازی ملت اپنی جماعت کے اکابرین کا کتنا لحاظ رکھتے تھے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے کشادہ ظرفی کا مظاہرہ کریں۔

مولانا ادریس بستوی کا رجوع:

بعد نماز عشاء پروگرام کا سلسلہ شروع ہوا، ابتداء کچھ نعت ومنقبت پیش کئے گئے، خطاب کرنے کے لئے سب سے پہلے مولانا ادریس صاحب کا اعلان ہوا، مولانا ادریس بستوی نے بہت ہی پر مغز خطاب فرمایا، سیاست پر آپ بولتے ہوئے جارہے تھے کہ دورانِ تقریر آپ کی زبان سے ایک جملہ نکلا ہندو مسلم بھائی بھائی، جب پروگرام ختم ہوگیا تو مولانا ادریس بستوی بدر ملت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، اس وقت بدر ملت اپنے کمرے میں موجود تھے۔ اور کافی لوگ آپ سے ملاقات کے لئے حاضر تھے۔ مولانا ادریس بستوی کے پہونچنے پر بدر ملت نے سب لوگوں سے کمرہ خالی کرادیا۔ کمرے میں صرف بدر ملت ومولانا ادریس بستوی اور راقم الحروف (محمد آدم قادری) موجود تھے۔ بدر ملت نے مولانا بستوی کو مخاطب کرتے ہوئے بڑے پیار بھرے انداز میں ارشاد فرمایا، حضرت دوران تقریر آپ کی زبان سے یہ جملہ نکلا، ''ہندو مسلم بھائی بھائی'' جو شرع کے خلاف ہے، آپ اس جملہ کو واپس لے لیں اور بارگاہ رب العزت میں توبہ کرلیں، اس پر مولانا ادریس بستوی نے عرض کیا، حضور! مجھے یاد نہیں آرہا ہے کہ اس طرح کا جملہ میری زبان سے نکلا ہے، بدر ملت نے راقم الحروف (محمد آدم قادری) سے فرمایا، جاؤ، دیکھو! اگر کسی نے حضرت کی تقریر ریکارڈ کیا ہو تو بلا لاؤ۔ خادم دوڑ کر باہر گیا، معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ایک آدمی نے مولانا ادریس بستوی کی پوری تقریر ریکارڈ کیا تھا۔ اس آدمی کو میں نے ٹیپ ریکارڈ کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ ریکارڈنگ سنی گئی تو یہ بات سامنے آئی کہ مولانا کی زبان سے یہ جملہ ہندو مسلم بھائی بھائی نکلا ہے اس پر مولانا ادریس بستوی نہ ناراض ہوئے اور نہ ہی اپنی ہتک محسوس کی بلکہ اس جملہ کو واپس لیا۔ اور بارگاہ رب العزت میں توبہ واستغفار کیا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین

گانا باجا کی وجہ سے کھانا نہیں کھایا:

طالب علمی کے زمانے کی بات ہے، میری جماعت کے ایک طالب علم جن کا نام نور محمد تھا، وہ بھانبھر علاقہ کے رہنے والے تھے، ان کی شادی مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے تقریباً تین کلومیٹر دور موضع دھوبہی سے ہونا طے پائی، مولوی نور عالم صاحب نے اپنی شادی میں حضور بدر ملت و جملہ طلبۂ مدرسہ غوثیہ بڑھیا کو مدعو کیا۔ اس وقت رات والی بارات ہوتی تھی۔ مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے مطبخ میں اطلاع کر دی گئی کہ آج شام کو بچوں کا کھانا نہیں بنے گا۔ شام کو بعد نماز عشاء حضور بدر ملت علیہ الرحمہ جملہ طلبہ کو لے کر موضع دھوبہی کے لئے روانہ ہو گئے، جب گاؤں کے قریب پہنچے، تو گانے باجے کی آواز سنائی دی، حضرت باجے کی آواز سن کر فوراً گاؤں کے باہر روڈ پر ہی رک گئے اور ایک طالب علم غالباً سید افروز صاحب کو بھیجا کہ جاؤ معلوم کرو کہ یہ گانا باجا کہاں ہو رہا ہے، سید صاحب نے جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی والے کے گھر پر بج رہا ہے، نیز یہ بھی دیکھا کہ گاؤں والے کھانا کھا رہے ہیں، جس میں ایک بد بو دار وہابی بھی کھانا کھا رہا ہے، سید صاحب کے پہونچنے پر گاؤں والوں کو معلوم ہو گیا کہ حضرت گاؤں کے باہر رُکے ہیں۔ اس پر گاؤں کے کئی لوگ جس میں موضع دھوبہی کے ایک با اثر شخص جو حضور بدر ملت علیہ الرحمہ سے حد درجہ محبت وعقیدت رکھتے تھے جن کا نام نائب بابا تھا، اور لڑکی کے باپ دوڑتے ہوئے حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے حضور ہم لوگوں نے گانا باجا والے کو نہیں بلایا ہے بلکہ ایک رشتے دار نے بلایا ہے، حضرت نے ارشاد فرمایا جس دروازے پر گانا بج رہا ہے اس دروازے پر میں ہرگز نہیں جا سکتا اس لئے کہ گانا بجوا کر تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے۔ اور دوسرا جرم بالائے جرم یہ کیا ہے کہ اپنے دسترخوان پر گستاخِ رسول بدعقیدہ بے دین کو بلا کر کھانا کھلایا ہے۔ اس لئے اب ہم

لوگ یہاں سے واپس جا رہے ہیں اس پر نائب بابا حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے سامنے دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ واپس نہ جائیں، بلکہ ہمارے گھر تشریف لے چلیں، ہم اپنے گھر پر کھانا بنوا کر کھلائیں گے، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا بابا آپ کی محبت وعقیدت اپنی جگہ مگر آج آپ اصرار نہ کریں بلکہ ہم لوگوں کو واپس جانے دیجئے۔ الغرض حضور بدر ملت علیہ الرحمہ طلبہ کو ساتھ لے کر مدرسہ غوثیہ واپس آ گئے اور باورچی کو بلا کر ارشاد فرمایا جاؤ اسی وقت بچوں کے لئے کھانا بناؤ اور کھلاؤ۔ اس لئے کہ شرعی مجبوری کی وجہ سے بچے کھانا کھائے بغیر واپس آ گئے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لئے چار کیلو میٹر پیدل چل کر گئے

جامعہ اہلسنت امداد العلوم مٹھنا پوسٹ کھنڈسری ضلع سدھارتھ نگر کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں صاحب قبلہ ازہری کی آمد متوقع تھی، تاریخ مقررہ پر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا کے طلبہ کو اکٹھا کر کے ارشاد فرمایا کہ آج جامعہ مٹھنا کے جلسہ میں حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کے خاندان کے چشم و چراغ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی تشریف لا رہے ہیں، لہٰذا ان کے استقبال کے لئے نیز ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے سب کو بعد نماز عشاء مٹھنا چلنا ہے۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر سارے طلبہ بعد نماز عشاء مسجد غوثیہ بڑھیا کے سامنے جمع ہو گئے، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نماز عشاء سے فارغ ہو کر باہر تشریف لائے اور سارے طلبہ کو ساتھ لے کر جامعہ مٹھنا کے لئے روانہ ہو گئے، آگے آگے حضور بدر ملت اور پیچھے پیچھے مدرسہ کے سبھی طلبہ۔ جب مدرسہ مٹھنا کے قریب پہنچے تو ایک طالب علم کو بھیجا کہ جاؤ معلوم کر کے آؤ کہ حضور تاج الشریعہ تشریف لائے ہیں یا نہیں؟ طالب علم نے جا کر

جامعہ کے ذمہ دار سے پوچھا کہ حضور تاج الشریعہ کہاں تشریف فرما ہیں۔ ذمہ دار شخص نے بتایا کہ حضرت کی طبیعت ناساز ہے اس لئے تشریف نہیں لائے ہیں، طالب علم نے واپس آکر بتایا کہ حضور تاج الشریعہ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے تشریف نہیں لائے ہیں، اتنا سننے کے بعد حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے آنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی سے ملاقات ہو جائے گی، لیکن جب حضرت تشریف نہیں لائیں گے تو چلو ہم لوگ واپس چلتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بدر ملت کو اعلیٰ حضرت کی نسبت اور خاندان سے کتنا لگاؤ تھا کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ سے ملنے کی غرض سے مدرسے کے جملہ طلبہ کو لے کر آمد و رفت تقریباً چار کیلو میٹر کا پیدل سفر فرمایا۔

بدر ملت کو دیکھ کر
وہابی مولوی مناظرہ گاہ سے رفو چکر ہو گئے

موضع جمہنا پوسٹ کھنڈسری بازار ضلع سدھارتھ نگر کے وہابیوں، دیوبندیوں نے ایک جلسہ کیا، جس میں بڑے بڑے وہابی مولویوں کو مدعو کیا، وقت مقررہ پر بہت سارے وہابی مولوی اسٹیج پر پہونچے۔ پروگرام شروع ہوا، یکے بعد دیگرے وہابی مولوی مائک پر آتے رہے اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف بکواس کرتے رہے، نیز اہل سنت و جماعت کو مناظرہ کا چیلنج دیتے رہے، جس کو اطراف و جوانب کے سنیوں نے سنا۔ جب صبح ہوئی اہل سنت کے چند افراد جامعہ امداد العلوم مٹھنا پہونچے اور حضرت علامہ کیفی صاحب علیہ الرحمہ سے عرض کیا حضور رات بھر وہابی مولوی سنی مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف بکواس اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے رہے اور ہر آنے والا وہابی مولوی چیلنج مناظرہ بھی کرتا رہا۔ سرکار ہم لوگوں کے برداشت سے باہر ہے۔ لہٰذا آپ لوگ

تشریف لے چلیں اور آج کی رات ان سے مناظرہ ہوگا۔

علامہ کیفی صاحب نے فرمایا آپ لوگ اطمینان رکھیں میں اسی وقت بڑھیا حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں جارہا ہوں صورت حال سے مطلع کروں گا پھر جیسا حضرت کا حکم ہوگا اس پر ہم لوگ عمل کریں گے، علامہ کیفی صاحب آناً فاناً حضور بدر ملت کے یہاں گئے، عرض کیا، حضور! موضع جمہنا کے وہابی مولویوں نے مناظرہ کا چیلنج کیا ہے، لہٰذا سرکار آپ تشریف لے چلیں اور آج ان سے مناظرہ ہوگا، حضور بدر ملت نے مولانا کیفی صاحب سے فرمایا، مولانا مناظرہ کوئی آسان کام نہیں ہے، اس کے لئے پہلے سے تیاری ہونی چاہئے، اس لئے کہ اس میں صرف ایک شخص کی عزت کی بات نہیں ہوتی بلکہ پوری جماعت اہل سنت کی عزت کا سوال ہے۔ اس پر علامہ کیفی صاحب نے عرض کیا حضور کھونٹے کے بل بچھڑا کودتا ہے۔ حضور آپ ہی کے بھروسے ہم لوگوں نے وہابیوں کے چیلنج مناظرہ کو قبول کر لیا ہے لہٰذا آپ ضرور تشریف لے چلیں۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے مناظرہ سے متعلق کتابوں کی ایک فہرست تیار فرما کر مولانا کیفی صاحب کو دیا اور فرمایا جاؤ ان کتابوں کو اکٹھا کرو۔ مولانا کیفی صاحب فہرست کے مطابق کتابوں کی تیاری میں لگ گئے ادھر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ایک طالب علم کو بذریعہ سائکل موضع مہوا جو بڑھیا سے تقریباً ۱۵ کلو میٹر کی دوری پر ہے مولانا عارف اللہ صاحب کو بلانے کے لئے بھیجا۔ مولانا عارف اللہ صاحب نے جیسے ہی خبر سنی کہ موضع جمہنا میں وہابیوں، دیوبندیوں سے مناظرہ ہے، اس لئے بدر ملت علیہ الرحمہ نے یاد فرمایا ہے فوراً تیار ہو کر بڑھیا حاضر ہو گئے۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ سارے طلبہ کو لے کر بعد نماز عصر موضع جمہنا کے لئے روانہ ہو گئے۔ موضع جمہنا کے باغ میں وہابیوں کا اسٹیج لگا ہوا تھا۔ ٹھیک اسی کے سامنے اہل سنت و جماعت کا بھی اسٹیج لگا دیا گیا۔ مغرب کی نماز اسی باغ میں ہی اذان

واقامت کے ساتھ ادا کی گئی بعد نماز مغرب مٹھنا و بڑھیا کے طلبہ اسٹیج پر جمع ہو گئے ابھی بدر ملت اسٹیج پر تشریف نہیں لائے تھے بلکہ اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ اہل سنت کے جلسے کی خبر پا کر وہابی مولویوں کو بڑی فکر ہوئی کہ خواہ مخواہ ہم لوگوں نے مناظرہ کا چیلنج کر دیا انہیں اندیشہ تھا کہ اہل سنت کی طرف سے بڑھیا کے مولانا بدر الدین احمد صاحب آئے ہوں گے۔ اس لئے وہابی مولویوں نے اپنے جلسہ کے صدر کو بلا کر کہا کہ جایئے معلوم کیجئے کہ بڑھیا کے مولانا آئے ہیں یا نہیں؟ صدر نے آ کر اہل سنت کے اسٹیج کو بغور دیکھا جب حضور بدر ملت علیہ الرحمہ اس کو نظر نہیں آئے تو جا کر وہابی مولویوں سے بتایا کہ بڑھیا کے مولانا اسٹیج پر نظر نہیں آ رہے ہیں، اس پر ان کے مولویوں نے جشن منانا شروع کر دیا کہ اب تو ہم لوگ مناظرہ جیت جائیں گے اور سارے وہابی مولوی اسٹیج پر جمع ہو گئے اور اپنی چرب زبانی سے کام لیتے ہوئے لاف گزاف بکنا شروع کر دیا۔

ادھر اہل سنت کی طرف سے ان کا جواب دینے کے لئے مولانا عارف اللہ صاحب کھڑے ہوئے اور مائک پر آتے ہی اپنی گفتگو کا آغاز اس طرح سے فرمایا میرے دینی سنی بھائیو! السلام علیکم وغیر سنی **لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ** مولانا عارف اللہ صاحب کی گھن گرج آواز سن کر وہابی مولوی سکتے میں آ گئے مولانا عارف اللہ صاحب نے تھوڑی دیر تک نہایت فصیح و بلیغ گفتگو فرمائی جس سے وہابی مولوی خاموش ہو گئے تھوڑی دیر بعد وہابیوں کا صدر مائک پر آیا اور مولانا عارف اللہ صاحب سے کہنے لگا کہ اب آپ اپنی تقریر بند کریں اور مناظرہ کے لئے تیار ہو جائیں، نیز آپ سنیوں کی طرف سے مناظر کون ہوگا اس کو سامنے لایئے۔ اس پر مولانا عارف اللہ صاحب نے مولانا کیفی صاحب کو بھیجا کہ جاؤ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو بلا لاؤ۔ مولانا کیفی صاحب فوراً گئے اور حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو لے کر اسٹیج

پر حاضر ہو گئے۔ جیسے ہی حضور بدر ملت علیہ الرحمہ اسٹیج پر تشریف لائے اور وہابی مولویوں کی نظر پڑی تو ان کے ہوش اُڑ گئے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور آپس میں کہنے لگے اب تو بھاگنے ہی میں عافیت ہے اس لئے کہ بڑھیا والے مولانا سے مناظرہ کرنا آسان نہیں ہے، پھر کیا تھا یکے بعد دیگرے سارے وہابی مولوی اسٹیج چھوڑ کر بھاگ گئے۔

وہابی مولویوں کی یہ حالت دیکھ کر گاؤں کے چند وہابی ذمہ دار حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے پاس آئے کہنے لگے کہ حضور ہمارا کوئی بھی مولوی مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔

لہٰذا آپ اپنے تمام لوگوں کو لے کر چلے جائیں، اس پر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ خود سے نہیں آئے ہیں بلکہ آپ کے ہی مولویوں نے مناظرہ کا چیلنج دے کر بلایا ہے اس لئے آپ لوگ اپنے مولویوں کو مناظرہ کے لئے تیار کریں۔ گاؤں کے لوگوں نے کہا حضرت ہمارے مولوی کسی بھی صورت میں مناظرہ کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ لوگوں کی جیت ہو گئی اور ہم لوگ ہار گئے۔

جیت کی خبر سن کر اہل سنت کے اسٹیج پر خوشی کا ماحول تھا اور وہاں پر جو سنی عوام موجود تھے سب جشن منانے لگے اور اہل سنت کے اسٹیج پر نعت و منقبت کا سلسلہ شروع ہو گیا خطاب کرنے کے لئے سب سے پہلے مولانا عارف اللہ صاحب مائک پر تشریف لائے آخر میں حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کا پر مغز خطاب ہوا نیز صلوٰۃ و سلام پر محفل کا اختتام ہوا۔ تقریباً بارہ بجے شب ہم سب لوگ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی معیت میں جمہنا سے چل کر بڑھیا پہنچے۔

۱۱ر صفر (ماہ اعلیٰ حضرت) ۱۴۳۸ھ

از: مفتی غلام محی الدین قادری مرحوم

دین کا کام اللہ و رسول کی رضا کے لئے کریں

تلمیحات رضا کئی سال قبل مکمل ہو چکی تھی مگر چھپ نہ سکی، غائب ہوگئی، اس لیے دوبارہ لکھی گئی اور لکھنے میں کئی سال لگ گئے۔ واقعہ یوں پیش آیا کہ میرے استاذ، میرے کرم فرما، میرے محسن، بدر ملت حضرت علامہ شاہ بدرالدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ نے زمانۂ طالبعلمی میں ایک تقریر فرمائی، پھر لم یات نظیرك پڑھ کر اس کی شرح بیان فرمائی، بعد میں ہم نے اسی نعت کی شرح لکھ کر حضرت کو دکھائی تو حضرت مسرور ہوئے۔ کچھ اصلاح فرمائی مزید لکھنے کا حکم دیا۔ حضرت نے کئی بار حکم فرمایا مگر ہمت نہ ہوتی تھی۔ بہرائچ شریف فیض العلوم میں مدرس ہوا تو کچھ لکھ کر حضرت کو دکھایا۔ حضرت نے کچھ مشورہ دیا۔ طریقہ بتایا اور کام بڑھانے کو کہا، ہم نے مزید کام شروع کیا، بحمدہ تعالیٰ کتاب مکمل ہوگئی۔ کاپی کے صفحات سے تقریباً ۵۰۰/ صفحات تھے۔ اس وقت میں مدرسہ سراج العلوم برگدہی ضلع گورکھپور میں تدریسی خدمت انجام دے رہا تھا۔ شعبان میں وہاں سالانہ جلسہ ہوا اور صبح میں اپنے گھر کے لئے چل پڑا۔ مسودہ اور مبیضہ دونوں کاپیاں ایک ہی بیگ میں تھیں۔ شہرت گڑھ اور بڑھنی بازار کے درمیان میں نیند لگ گئی اور ٹرین سے کسی نے میرا بیگ غائب کر دیا۔ ہم نے بہت کوشش کی مگر وہ بیگ نہیں مل سکا۔ اب ذرا یہ دل چسپ واقعہ سننے میں بہت پریشان اور اداس ہو کر حضرت استاد گرامی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے خیریت پوچھی اور میں نے سارا واقعہ عرض کیا۔ پوری توجہ اور غور سے سننے کے بعد حضرت قبلہ نے بڑی سنجیدگی سے فرمایا۔ اگر آپ نے اس لیے لکھا تھا کہ آپ کا نام ہو، شہرت ہو تو اچھا ہوا غائب

ہی ہو جانا چاہئے اور اگر آپ نے رضائے الٰہی کے لئے لکھا تھا تو پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آپ کا مقصد حاصل ہے، کیا وہ کتاب چھپتی تب ہی رضائے الٰہی حاصل ہوتی ایسا تو نہیں؟ (اوکما قال) حضرت علیہ الرحمہ کا یہ مبارک ارشاد سن کر میں مطمئن ہوگیا اور میرا غم ختم ہوگیا۔ پھر حضرت علیہ الرحمہ نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں نے پہلی کتاب جو لکھی وہ رد وہابیہ کے موضوع پر تھی جس کا نام ''تازیانۂ عبرت'' تھا اسے لے کر رمضان شریف کے مہینے میں بریلی شریف سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنانے کی نیت سے پہونچا۔ شام ہو چکی تھی اس لیے اپنے قدیم ساتھی حضرت مولانا مفتی جہانگیر خاں صاحب علیہ الرحمہ کی مسجد کے حجرہ میں پہونچا کہ وہیں قیام کروں اور صبح مرشد برحق سرکار حضور مفتی اعظم کے حضور پیش ہوں گا۔ کوئی چور میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔ میں نماز عشاء اور تراویح پڑھنے مسجد میں گیا اور حجرے سے میرا بیگ غائب ہوگیا۔ حضرت مولانا جہانگیر خاں صاحب قبلہ نے بہت کوشش کی مگر وہ بیگ نہ مل سکا۔ صبح حضور مرشد برحق کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو پہلے تو حضرت ناراض ہوئے کہ آپ ہمارے مہمان تھے تو وہاں کیوں ٹھہرے، اس کے بعد وہی تسلی بخش جملے ارشاد فرما کر مجھ بینوا کو مطمئن کیا اور عید تک مجھے اپنے دولت کدہ پر مہمان رکھا عید کے روز حضور والا کی خدمت میں جو بھی نذرانے آئے وہ کل مجھے عطا فرما دیا اور پھر دوبارہ اس کتاب کو تیار کرنے کا حکم فرمایا مگر مصروفیات اور کثرت کار کے باعث یہ کام نہ ہو سکا۔ (اوکما قال) مفتی غلام محی الدین صاحب لکھتے ہیں پھر میں نے اپنے لیے حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا اب کیا ہونا چاہئے حضرت نے فرمایا نقش ثانی نقش اول سے بہتر ہوتا ہے۔ آپ دوبارہ کام شروع کیجئے۔ حکم والا پر عمل کرتے ہوئے دوبارہ کام شروع کیا اور کتاب مکمل ہو کر حاجی توفیق نائیگاؤں ضلع ناندیڑ کے ذریعہ رضا اکیڈمی ممبئی کے پتے پر بفضلہٖ تعالیٰ طبع ہو کر منظر عام پر آ گئی۔

از: قاری یار علی رضوی بلرامپور

ارشادات عالیہ

فرمان: ایک شخص حضرت شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ روپیوں کی زکوٰۃ کس حساب سے دیں؟ حضرت نے فرمایا شریعت کی زکوٰۃ کی مقدار پوچھتے ہو یا طریقت کی؟ اس شخص نے عرض کی مجھے نہیں معلوم کہ شریعت وطریقت کی زکوٰۃ الگ الگ ہوتی ہے لہٰذا مجھے دونوں بتائے جائیں۔ حضرت شبلی نے فرمایا شریعت زکوٰۃ کی مقدار یہ ہے کہ چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ ادا کرو اور باقی انتالیس روپے اپنے مصرف میں خرچ کرو۔ اور طریقت کی زکوٰۃ کی مقدار یہ ہے کہ چالیس روپے میں سے ایک روپیہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد جو انتالیس روپے بچے انہیں صدقہ کردو یہ کفارہ ہے اس بات کا کہ تم نے مال جمع کیوں کیا؟ (محمد یار علی نوری ۹ رشعبان ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۸ رمارچ ۱۹۸۹ء)

فرمان: ایک بزرگ حضرت مولانا سید عبد الحی صاحب افریقہ کے مغربی علاقے کے ہیں، ان کی چالیس کتب احادیث سرکار اعلیٰ حضرت کے زمانے میں ہی شائع ہو چکی تھیں۔ مگر جب سرکار اعلیٰ حضرت حاضری حرمین شریفین کو گئے اور مدینہ طیبہ پہنچے تو وہ بزرگ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور سرکار اعلیٰ حضرت سے ملاقات کی اور جو کمالِ علم وفضل پہلے سے سنا تھا اس سے کہیں زیادہ پایا۔ تو اس قدر متاثر ہوئے کہ سرکار اعلیٰ حضرت سے جملہ سلاسل واحادیث کی اجازت چاہی امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت نے اجازت دی پھر تشریف لے گئے۔

فرمان: اگر سیدہ لڑکی اپنے ماں باپ کی رضا مندی کے بغیر شیخ برادری کے

کسی آدمی سے اپنا نکاح کر لے تو وہ نکاح درست ہے۔ مگر جب شیخ کے علاوہ کسی دوسری برادری کے آدمی سے کرے گی تو یہ نکاح درست نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ماں باپ اپنی رضامندی سے کسی غیر شیخ کے ساتھ نکاح کر دیں تو یہ نکاح ہو جائے گا۔

ایک بار علاقہ بھانبھر کے ایک مہتو صاحب سے بحالت غضب حضور بدر ملت نے فرمایا آپ مجھے خوش رکھ کر پہاڑ بھی ٹال سکتے ہیں لیکن ناراض رکھ کر نہیں۔

فرمان: آج ابھی ابھی درس گاہ میں قالوا اٰمنا لکھنے میں قالوا کا الف جمع رہ گیا۔ حضور والا نے فرمایا یہ ایک ترمیم ہے لہٰذا آپ پر توبہ واجب ہے۔ بتوفیق الٰہی میں نے فوراً توبہ کی۔ اور فرمایا اگر جان بوجھ کر کوئی قرآن میں ترمیم کرے تو کفر ہے۔ مگر یہاں نافہمی سے ایسا ہوا ہے اس لیے کفر نہیں، حرام ہے۔ (محمد یار علی نوری ۲۳ ربیع الغوث ۱۴۱۰ھ تقریباً ساڑھے نو بجے)

۲۷ رویں رجب ۱۴۱۰ھ محفلِ شبِ معراج میں سرکار اعلیٰ حضرت کے قصیدۂ معراجیہ کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ حدائق بخشش کی شرح لکھنے کے لیے ایسا متبحر عالم چاہئے جو کئی علوم کا حامل ہو مثلاً قرآن وحدیث کا تیراک، ان کے رموز واوقاف کو سمجھنے والا، ریاضی کا ماہر، منطق وفلسفہ سے مکمل آشنا، پھر بھی شارح یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے شرح لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ نیز فرمایا کہ سرکار اعلیٰ حضرت کے نعتیہ کلام میں اردو زبان کی بلندی کے سامنے آسمان بھی شرمندہ ہوگا۔ اور معنیٰ کی گہرائی کے اعتبار سے تحت الثریٰ بھی حیران ہوگا۔

فرمان شعیب الاولیاء

بزبان حضور بدر ملت

لوگ مجاہدہ کرتے ہیں، ریاضت کرتے ہیں کہ ہمارا باطن پاک ہوجائے، قلب صاف ہوجائے، میں کہتا ہوں، کوئی شخص صرف پنج وقتہ نماز باجماعت کی پابندی تکبیر اولیٰ کے ساتھ کرلے، اس کے باطن کی ذمہ داری میں لیتا ہوں اگر اس پر عمل کے بعد باطن نہیں سنور گیا تو میرے نام پر تھوک دے۔

فرمان بدر ملت: میرا نظریہ یہ ہے کہ دشمنانِ رسول کے بارے میں جو کچھ داؤ پیچ کا شوشہ گوشہ ملے اسے محفوظ رکھا جائے تا کہ کبھی مقابلے میں کام آئے۔

عرض: حضور! **اَلا بِذِکرِ اللّٰہِ تَطمَئِنُّ القُلُوب** میں **تطمئن** کے ہمزہ کا عدد نکلے گا یا نہیں؟

ارشاد: سرکار اعلیٰ حضرت نے فرمایا ہے ہمزہ کی کرسی کا عدد نکلے گا۔ اگر ہمزہ کی کرسی واو ہے تو واو کا عدد نکلے گا اور اگر کرسی یاء ہے تو یاء کا عدد نکلے گا۔ یہاں **تطمئن** میں کرسی ی ہے لہٰذا ی کا عدد نکلے گا۔

ملفوظات بدر ملت

عرض: برائے حفاظتِ حمل سوزن والا تعویذ جس میں آیۃ کریمہ لکھی جاتی ہے کیا کافرہ عورت کو دے سکتے ہیں؟

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیا اولیائے کرام کو دین کا دولہا کہہ سکتے ہیں؟

ارشاد: ہاں! یہاں دولہا کا مطلب بادشاہ ہے جیسے کہتے ہیں شاہِ دیں۔

عرض: کسی کی امانت کی رقم سے بغیر اس کی اجازت کے فدیہ ادا کرسکتا ہے؟

ارشاد: نہیں۔

عرض: اولیائے کرام کے مزارات پر جو عرضیاں بطور خط پیش کی جاتی ہیں کیا یہ جائز ہے؟

ارشاد: بیشک جائز ہے۔

عرض: کہاں سے ثابت ہے؟

ارشاد: جہاں سے زبانی عریضہ لگانا ثابت ہے۔ کیوں کہ جہاں جہاں بھی اولیائے کرام سے مدد مانگنے کا ثبوت ہے وہاں یہ نہیں لکھا ہے کہ صرف زبان سے مدد مانگنا، لہٰذا زبانی عرضی ہو یا تحریری عرضی ہو بہر حال جائز ہے۔

عرض: کسی کے پاس اتنی زمین کاشت کے لیے کہ اگر فروخت کردے تو صاحبِ نصاب ہوجائے تو کیا ایسے شخص پر ہر سال زمین کی قیمت کی زکوٰۃ واجب ہے؟

ارشاد: ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر قربانی اور فطرہ واجب ہے۔

عرض: ایک مالدار شخص تھا جسے میں بھی جانتا تھا کہ یہ مالدار ہے مگر اس نے

میرے پاس آ کر کہا میں سفر میں ہوں میری جیب تراشی ہوگئی ہے اور بالکل پیسہ نہیں ہے۔ میں نے زکوٰۃ کی رقم سے نکال کر اسے قرض دیا اس نے کہا میں واپس کردوں گا۔ مگر آج تک اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔

ارشاد: قرض دینے کی کیا ضرورت تھی جب وہ سفر میں تھا اور مجبور تھا تو اگرچہ گھر کا مالدار ہوا سے زکوٰۃ لینا اس وقت جائز تھا اور آپ نے زکوٰۃ ہی کی رقم بھی قرض میں دیا لہٰذا اسی وقت زکوٰۃ کی نیت سے دینا چاہئے تھا آپ کی اتنی رقم زکوٰۃ میں ادا نہیں ہوئی۔

عرض: حضور اب سے نیت کرلوں؟

ارشاد: اب نیت کرنے سے کیا ہوگا اب تو دینا بھی ہے اور نیت بھی کرنی ہے۔ اگر ابھی آپ سے کہوں کہ دل میں نیت کر لیجئے کہ پُلاؤ اور مرغ مسلّم کھا رہا ہوں تو کیا صرف نیت کرنے سے آپ کو پُلاؤ کی ڈکار آجائے گی؟ نہیں۔ تو ایسے ہی سمجھ لیجئے۔

عرض: صبح کو مسجد میں گیا اور دیکھا کہ وقتِ فجر ابھی شروع نہیں ہوا ہے تو اس وقت نفل پڑھنے میں کس وقت کی نیت کریں؟

ارشاد: نفل کبھی بھی پڑھیں تو وقت کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر آپ کو ابھی نفل پڑھنے کا حکم کہاں ہے۔

عرض: کیوں؟

ارشاد: ابھی جب آپ کی قضائے عمری چل رہی ہے تو جب تک فرض پورے نہ ہوجائیں نفل کہاں قبول ہوگی۔ فرض کی اہمیت سن لیجئے۔ جب ستر رکعات نفل نماز ہوگی تب ایک فرض کے مرتبے کو پہنچے گی۔ اس سے اندازہ لگائیے۔ اور جب آپ فرض باقی رہتے ہوئے نفل پڑھ رہے ہیں تو سمجھ لیجئے کتنے نقصان میں ہیں۔

عرض: ہندو کی دی ہوئی چیز پر فاتحہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ارشاد: اس نے بالکل آپ کو مالک بنا دیا تو ملکیت آپ کی ہوئی اور اب فاتحہ دے سکتے ہیں۔

عرض: کوئی امام فاسق معلن تو نہیں مگر فاسق سِرّی یعنی فاسق خفی ہے، اور کسی مقتدی نے اس کے فسق خفی کو دیکھ لیا تو وہ مقتدی امام کے فسق کا اعلان کرے یا تنہا الگ نماز پڑھے؟

ارشاد: اعلان بھی نہ کرے اور تنہا بھی نہ پڑھے اسی فاسق خفی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ نماز فاسق معلن کی اقتدا میں جائز نہیں ہے۔ اور یہ فاسق معلن نہیں۔

عرض: حضور! اذان پڑھتے وقت اگر کان سے انگلی ہٹ جائے تو اذان میں کوئی خرابی آئے گی؟

ارشاد: نہیں۔ اس لئے کہ اذان کے وقت کان میں انگلی ڈالنا سنت ہے اور ترک سنت سے بھی نفس اذان ہوجائے گی۔

عرض: حضور! قضائے عمری نماز پڑھتے وقت تیسری اور چوتھی رکعت میں سبحان اللہ تین بار کہنا چاہتا تھا مگر زبان سے الحمد للہ رب العٰلمین جاری ہوگیا اب یہ ایک آیت پڑھنے سے کیا پوری سورت الحمد شریف مکمل کرنا ضروری ہے یا صرف یہی آیت پڑھ کر رکوع کرسکتا ہے؟

ارشاد: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کا پڑھنا واجب نہیں۔ تین تسبیح کی مقدار خاموش کھڑا رہنے سے بھی فرض ادا ہوجاتا ہے۔ لہٰذا آیت مذکورہ پڑھنے کے بعد رکوع کرے گا پھر بھی نماز ہوجائے گی۔

عرض: حضور! کیا صلوٰۃ بھی اذان ہی کی طرح خارجِ مسجد پڑھنا ضروری ہے؟

ارشاد: ہاں۔

عرض: بزرگان دین کے ملفوظات جو شائع ہوتے ہیں کیا اس میں وہی الفاظ رہتے ہیں جو بزرگوں نے فرمائے؟

ارشاد: نہیں۔ سننے والے ارشادات کے مفہوم ادا کر کے شائع کرتے ہیں، ہاں! بہت سے الفاظ وہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر کسی بزرگ کے ملفوظ اور تحریر میں ٹکراؤ ہو تو وہاں تحریر مقدم کی جائے گی۔

عرض: اَن پڑھ لوگ جو بسبب جہالت کفری الفاظ بول جاتے ہیں کیا اس سے بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

ارشاد: ہاں۔ یہی تو افسوس کی بات ہے کہ آج کل کے اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اور لاعلمی میں کفری الفاظ بول دیتے ہیں اور نکاح بھی نہیں دہراتے جس سے بچے حرامی پیدا ہوتے ہیں۔

از: مفتی عنایت احمد نعیمی، بلرامپور

بدر ملت کا توکل و استغنا

یہ حقیقت ہے کہ خوش عقیدہ اور باعمل علما ہی صحیح معنوں میں وارثین انبیاء ہیں۔ انھیں علماء حق کے سروں پر وراثت نبوت کا زریں تاج رکھا گیا ہے، اگرچہ بظاہر یہ گدائے بوریا نشین ہوں، مگر اس شکستہ حالی میں دنیائے قناعت کے تاجدار ہوتے ہیں۔ حقیقت کی تہہ تک پہونچنے والی نگاہیں تو ان کی مخفی لعل و گہر کو دیکھتی ہیں۔ مگر ظاہر بیں نگاہیں ان کے علوم و عرفان فکر و آگہی، شعور و ادراک کی گہرائی تک پہونچنے میں قاصر و عاجز ہوتی ہیں۔ عالم وہ ہے جو عامل شریعت ہو، جس کی بلند ادائیں محبوب پروردگار کی ترجمان ہوں۔ عالم وہ ہوتا ہے جو صرف قول کا ظاہری لبادہ پوش نہ ہو، بلکہ عمل صالح اور اتباع شریعت کا حسین لباس زیب تن کئے ہو۔ ظاہر کے ساتھ ساتھ جس کا باطن بھی خشیت ربانی، توکل و استغناء کی دولت سے مالا مال ہو۔ اگر کوئی عالم ان صفات عالیہ سے خالی ہو تو اسے ''شجر بلا ثمر'' یا صدف بلا گہر، کہیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ توکل و استغنا کی کمی انسان کے اندر طمع و لالچ کی مذموم صفتیں پیدا کر دیتی ہیں۔ جس کی بنیاد پر انسان معیار شرافت سے گر جاتا ہے کہ وہ اہل دُوَل، صاحبانِ ثروت، مادّی ٹیپ ٹاپ رکھنے والے دروازوں تک پہنچ جاتا ہے جہاں اسے مادی منفعت کے حصول کے لیے حق کا گلا گھونٹنا پڑتا ہے۔ اہل دنیا کی رضا و خوشنودی کی چاہت وہ کہنے یا وہ کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جو مقصد شریعت کے خلاف ہو۔ اسی لیے اسلافِ کرام و علمائے راسخین نے ارباب دولت کے قرب و صحبت کو حیات دین کے لیے سم قاتل قرار دیا ان سے اجتناب و دوری کی تاکید

شدید فرماتے رہے، ہاں! وہ صورت مستثنیٰ ہے جس کے لئے ضرورت شرعی داعی ہو، مگر ایسی صورت میں بھی مداہنت، حق پوشی، خوشامد، چاپلوسی کو حد درجہ قابل اجتناب قرار دیا، فی زمانا آپ کو ایسے برائے نام علماء کی کمی نہیں ملے گی جو محض دنیوی منافع کی خاطر شاطر لیڈروں، ملت فروش رئیسوں کے یہاں بھی جانے سے دریغ نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں خوش کرنے کی غرض سے ان کے سامنے پاپوش بن کر بچھ جانے میں نہ علم دین کی توہین سمجھتے ہیں، نہ ہی اپنی حقارت تصور کرتے ہیں، ایسے انجام فروش لوگوں کے لئے ہادیٔ کائنات، فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث پاک سپرد قلم کرنا ان کی عبرت کے لئے ضروری ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کی ہدایت کا سبب بن جائے۔

عن بن عباس رضی الله تعالیٰ عنه قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ان اناسا من امتی سیتفقهون فی الدین ویقرؤن القرآن یقولون ناتی الامراء فنصیب من دنیاهم ونعتزلهم بدیننا ولایکون ذالك کما لایجتنیٰ من قربهم الا قال محمد بن الصباح کانه یعنی الخطایا۔

(مراۃ المناجیح جلد اول ص ۲۲۳، رواہ ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے وہ کہیں گے کہ ہم امیروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا حاصل کریں مگر اپنا دین ہم ان سے بچائیں گے لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا جیسے کہ ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسے ہی امیروں کے قرب سے کچھ نہیں حاصل ہوگا۔ مگر (ابن صباح نے فرمایا) خطائیں ہی حاصل ہوں گی۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۳۷)

اسی لیے ایک عالم دین پر لازم ہے کہ وہ اپنی ذات میں توکل، استغناء، ترک طمع کی اعلیٰ صفات پیدا کرے، خدا کی ذات پاک اور اس کی رزاقیت پر اسے یقین کامل ہوتا کہ وہ مخلوق سے بے نیازی کی دولت پر فائز ہو جائے۔ اس تناظر میں ہم جب غور کرتے ہیں تو ''بدر ملت'' علیہ الرحمہ کی ذات منفرد و بے مثال نظر آتی ہے، وہ اس طرح کہ انھوں نے اپنے طویل دور ملازمت میں بھی خدائے پاک کی ذات برحق پر توکل و بھروسہ برقرار رکھا انہیں اس حقیقت پر یقین محکم تھا کہ نہ کوئی مدرسہ رزاق ہے نہ ہی کوئی کمیٹی بلکہ بندہ جہاں بھی رہے گا رزاق مطلق جل مجدہ اسے وہیں اپنی رحمت و رزق سے نوازے گا۔ بشرطیکہ بندہ معبود برحق کی بندگی کا پابند رہے۔

بدر ملت علیہ الرحمہ کے ملنے والے اور انہیں قریب سے دیکھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ انہوں نے دین و شریعت کے مقابل کبھی بھی اپنی کسی منفعت کی خاطر دین و شریعت کو ثانوی درجہ نہیں دیا۔ بلکہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر دین و شریعت کو ہی اولیت دی، اسی لیے کچھ حضرات کے نزدیک وہ بہت متشدد، زاہد خشک، مصالح وقتی پر نظر نہ رکھنے والے کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے، مگر راقم الحروف کے خیال میں ہوش و خرد کے دعویدار اس دیوانہ کا حال کیا سمجھ سکتے ہیں جو لذت دیوانگی سے آشنا ہو کر نہ صرف عقل و خرد بلکہ اپنے پورے وجود کو ادائے مطلوب پر قربان کر چکا ہو۔ پھر عشق و محبت نے اسے اس مقام رفیع پر فائز کر دیا ہو جس کی ترجمانی حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

گدائے میکدہ ام، لیک وقت مستی بیں
کہ ناز برفلک و حکم برستارہ کنم!

ترجمہ: یعنی میکدہ کا فقیر ہوں میں لیکن مستی کے وقت تو دیکھ کہ کبھی میرا ناز ہے آسمان پر اور کبھی میرا حکم ستارے پر۔

افسوس صد افسوس کہ حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ سے اس فقیر راقم الحروف کی ملاقات زیادہ نہ رہی، بلکہ گاہے ماہے ہی ملاقات کا شرف حاصل ہوا، مگر فقیر کا قلب جو اعزاز و اکرام ان کے لئے محسوس کرتا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے، فقیر اسے اپنی سعادت جانتا ہے کہ خود تو کچھ نہ بن سکا مگر ایسے کو دیکھنے اور ملنے کا موقع پایا جو بہت کچھ تھا، المختصر یہ کہ بدر ملت عالم باعمل، متقی اجل، فقیہ اکمل، ہادیٔ شریعت، رہبر طریقت، عاشق رسول، تاج الفحول تھے، جن کے چھوڑے ہوئے نقوش بعد والوں کی بہترین رہنمائی کرتے رہیں گے۔ خدائے قدیر ان کے مرقد انور پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم

برادر مخلص محبّ اسعد مولانا عبد الصمد القادری خلیفہ حضور بدر ملت کے اصرار پیہم پر یہ چند سطور معروض تحریر میں آ گئے۔ حق یہ ہے کہ مولانا صاحب کو یہ خوبی بھی حضرت بدر ملت سے بطور وراثت ملی ہے کہ وہ بھی علماء کو کام کے لیے ابھارتے کچھ نہ کچھ کرنے کو کہتے رہتے، جس کی طرف کچھ ارشاد خادم نے نو بہارِ نوازش ترجمۂ حدائق بخشش کے عرض حال میں کیا ہے۔ بالکل حضرت بدر ملت کے انداز پر مولانا صاحب نے خطوط کے ذریعہ اور بالمشافہ بھی بار بار کچھ لکھنے کا تقاضہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں یہ چند سطور سپرد قلم ہوئے۔ یہاں اختصاراً بدر ملت سے صرف ایک ملاقات کا ذکر اس لیے کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے علماء کرام خصوصاً نو فارغین علماء میں یہ خوبی کم سے کم تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ جس کی بناء پر جو عزت واحترام ایک عالم دین کی عوام کی نظر میں ہونا چاہئے اس میں دن بدن گراوٹ آتی جا رہی ہے، اپنی یادداشت کے مطابق واقعہ کچھ اس طرح ہے۔

ایک مذہبی جلسہ کے موقع پر حضرت بدر ملت کی جانب سے وعظ وتقریر کے

لئے راقم الحروف بھی مدعو کیا گیا تھا، جب ملاقات کے لئے آپ کی نشست گاہ پر حاضری ہوئی تو چند دیگر علماء پہلے سے حاضر تھے۔ جو غالباً حضرت ہی کے تلامذہ میں تھے۔ انہیں حاضر باش علماء میں کسی سے آپ محو تکلم تھے۔ ان مولانا صاحب سے آپ پوچھ رہے تھے کہ بمبئی کے فلاں سیٹھ صاحب سے آپ کے گہرے تعلقات اور مضبوط روابط ہیں، کبھی آپ نے ان کی شرعی خامیوں پر انہیں متنبہ اور خبردار کیا، مولانا نے بطور معذرت عرض کیا کہ حضرت ایسا تو میں نے کبھی نہیں کیا، کیوں کہ ان کی جانب سے ایک لمبی اور خطیر رقم بطور تعاون مدرسہ کو ملا کرتی ہے، حضرت بدر ملت کا جلال اس دن دیکھنے میں آیا، آپ نے اپنے کڑک دار آواز میں فرمایا کہ مولانا! آپ کے کہنے کا مطلب صرف یہی تو ہوا کہ آپ کے مدرسہ کا تعاون کوئی کرتا رہے پھر چاہے وہ دین کی بنیاد ہی ڈھاتا رہے۔ تو آپ خاموشی سے اسے برداشت کرتے رہیں گے۔ کیا اس کا کھلا ہوا مطلب یہ نہیں ہوا کہ آپ کے نزدیک مدرسہ کا خیال دین کے خیال پر غالب ہے، آپ نے یہ کیوں نہیں سوچا کہ مدرسہ دین کی نشر واشاعت ہی کے لئے چلایا جاتا ہے، اگر دین ہی نہ رہ جائے تو ایسا مدرسہ چلانے سے کیا فائدہ؟ اس وقت آپ کے دہن مبارک سے جو جواہر پارے بکھر رہے تھے وہ موتیوں سے تولنے کے لائق تھے، وہ جملہ علماء کے لئے تعویذ جان بنانے کے قابل تھے، اسی موقع پر آپ نے ۱۶ رواں پارہ سورۂ طٰہٰ شریف کی ایک آیت تلاوت فرمائی:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ

یعنی اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا، اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لئے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں، اور تیرے رب کا رزق سب سے اچھا اور سب سے دیرپا ہے۔

سبحان اللہ کاش! آج ہمارے علماء قرآن عظیم کی اس نصیحت پر کان دھرتے جو محض دنیوی نفع کے لئے کفار ومشرکین اور شرالاشرار مرتدین سے اس لئے چپکتے ہیں کہ ان سے کچھ منفعت حاصل ہو سکے۔ چنانچہ بعض دنیا طلب مولویوں کو خود راقم الحروف نے دیکھا ہے کہ ان کفار ومشرکین سے بھی بغل گیر ہوتے نظر آئے جن ناپاک گردنوں پر خانۂ خدا کے انہدام کا الزام ہے۔ معاذ اللہ ان ناپاکوں سے گلے ملنے میں کسی شرم وحیا کا احساس تک انہیں نہیں ہے، بلکہ ان کی بغل گیری کو اپنی معراج تصور کرتے ہیں، اس طرح کا کام کر کے دنیا طلب مولوی دین وایمان کی بنیاد گرانے میں مدد کر رہے ہیں لیکن اس غلط فہمی میں شیطان نے انہیں مبتلا کر دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے فلاح و بہبودی کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اب ان سے کون پوچھے کہ جب دین اور اس کے تقاضے ہی باقی نہ رہیں گے تو مسلمان باقی رہ کر کیا کرلے گا، شاید انھیں محسن کائنات سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان یاد نہ رہا کہ فرماتے ہیں:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ

یعنی جس نے کسی بد مذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے دین اسلام کے ڈھانے میں قطعی مدد کی۔ آہ! افسوس صد افسوس کہ جن کی گردنوں پر اسلام وایمان کی حمایت ونصرت کا گراں قدر بار امانت رکھا گیا ہے وہی وقت کے دھارے پر بہتے چلے جا رہے ہیں۔ کاش انہیں کوئی بتاتا کہ دنیا ضروری تو ہے مگر ایسی دنیا لعنت کا طوق ہے جو دین کا سودا کر کے حاصل کی جائے، دنیا ضروری تو ہے مگر مصرع

جدا ہو جو دنیا تو ہو جاتی ہے قارونی

اے کھونے والو! کاش تمہیں احساس ہو جاتا کہ تم نے کیا کھویا پھر کیا پایا، خلاصۂ بحث یہ ہے کہ مولیٰ عزوجل حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کے امثال ہم میں پیدا

فرمائے، اور ایسے ہی لوگوں کے نقش قدم کی اتباع وپیروی ہمیں نصیب فرمائے۔

آمین یا ربنا آمین و بك نستعین علی ارتقاء الصراط المستقیم صراط الذین انعم ربنا علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء الصالحین۔

از: مفتی عابد حسین قادری

حضور بدر ملت اور پابندی شریعت

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم والہٖ الطیبین واصحابہ الطاھرین

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملکۃ** (پ۲۴/ع۱۸)

بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (یہ پیغام لے کر) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ بشارت عظمیٰ دی ہے کہ اللہ و رسول پر ایمان لانا اس پر استقامت ودوام برتنا اور احکام شریعت کی پابندی کرنا ہی دنیا وآخرت کو سنوارنے، خوف وغم کو دور کرنے اور جنت کے حصول کا ضامن ہے، بغیر ایمان اور اس پر استقامت کے ان نعمتوں کا حصول ممکن نہیں۔ لہٰذا ہر فرد کو چاہئے کہ ایمان واعمال پر استقامت و پابندی برتے، استقامت کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ استقامت کہتے کس کو ہیں۔ تو اس سلسلہ میں کئی تفسیریں وارد ہیں، ایک یہ کہ ظاہر و باطن ہر لحاظ سے توحید و رسالت پر اس طرح قائم وثابت رہے کہ اللہ کے اوامر کو پابندی کے ساتھ بجالائے، نواہی سے بچتا رہے اور اسی پر آدمی آخری دم تک ثابت قدم رہے۔

(حاشیہ جلالین، ص۳۹۹ متعلقہ آیت مذکورہ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: **الاستقامۃ ان تستقیم علی الامر والنھی ولاتزوغ زوغان الثعلب** (استقامت یہ ہے کہ تو اللہ و رسول کے امر و نہی پر ثابت قدم رہے اور لومڑی کی طرح مکر وفریب میں دوسری طرف مائل نہ ہو۔ (تفسیر صاوی)

اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''فرائض کے ادا کرنے کا نام استقامت فی الدین ہے''۔ (حاشیہ جلالین ص۳۹۹)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی کئی تفسیروں کو جمع کرتے ہوئے مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ مذکورہ آیت کے تحت رقمطراز ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص پیدا کرے۔ حضرت علی رضی للہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے اور استقامت کے معنیٰ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے''۔

فیروز اللغات میں استقامت کا معنیٰ یہ لکھا ہے استقلال (مضبوطی) راست کرداری، کسی امر پر مضبوط رہنا، سیدھا ہونا۔

ان سب کا حاصل یہ نکلا کہ اتباع رسول میں فرائض وواجبات وسنن کی پابندی کی جائے۔ اور احکام خدا ورسول کو اس طرح بجالایا جائے کہ گناہوں سے اپنے دامن کو داغدار نہ ہونے دیا جائے۔ اخلاص وللّٰہیت اور راست کرداری کے ساتھ شریعت مطہرہ کو مضبوطی سے تھام لے اور تادمِ اخیر اسی پر قائم وبرقرار رہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص زندگی بھر کفر وشرک سے بچتا رہا اور شرائط ایمان کے ساتھ متصف رہا،

شریعت مطہرہ کے احکام کا بخوبی پابند رہا، مگر بعد میں اس کا حال بگڑ گیا تو مذکورہ خوش خبری کا متحمل نہ رہا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے **انما العبرۃ بالخواتیم** (جزیں نیست کہ اعتبار خاتمے کا ہے)

اگر کوئی شخص نماز روزے اور دیگر احکام شریعت کی پابندی کرتا رہا مگر منہیات سے احتراز واجتناب نہ کیا، بے خوف ہوکر گناہ کرتا رہا، غیبت، چغلی، کبر ونخوت، حرام خوری کرتا رہا وہ استقامت کے حدود کو پار کر گیا۔ بلفظ دیگر شریعت کے نزدیک صرف چند دن یا چند سال احکام شرع کی پیروی کر لینا مطلوب نہیں، بلکہ اس پر دوام وثبات مطلوب ہے، اسی لئے بخاری شریف میں وارد ہوا: **احب الاعمال الی اللہ ادومھا**۔ اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگر چہ تھوڑا ہو۔

اگر کوئی اوامر ونواہی پر کاربند ہے، عبادت وریاضت میں لگا رہتا ہے، مگر اس کی نیت میں اخلاص نہیں ہے، ریا وسمعہ ہے، عُجب نفسانیت ہے، وہ شرک اصغر کا مرتکب ہے۔ اس کی عبادتیں اکارت وبرباد ہیں، اس پر بخاری کی سب سے پہلی حدیث متواتر دال ہے: **انما الاعمال بالنیات** (اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے)

خود کو ولی اللہ میں شمار کراتا رہا، پیر مغاں بن کر نگر نگر گھومتا رہا، طریقت کا امام یا پیروکار کہلواتا رہا، مگر اس کی طریقت، شریعت اور اتباع رسول سے ہٹ کر ہے۔ اس کے اندر نماز، روزے اور دیگر فرائض وسنن کی پابندی نہیں ہے تو وہ طریقت کا پیروکار نہیں شیطان کا مسخرہ ہے۔ وہ کھلونا ہے جس سے ابلیس دل بہلاتا ہے۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد آیئے تھوڑی دیر ہم یکسو ہوکر ایک پیکر استقامت اور بدر شریعت کے یادگار نقوش کے جلووں میں گم ہوجائیں، پھر ان جلووں سے سرشار ہوکر جب عملی دنیا میں آئیں تو اخلاص وللّٰہیت، اتباع شریعت، رضائے مولیٰ

کی تڑپ سے ہم خود کو مزین پائیں۔

ہاں! یہ دلنشیں رہے کہ عالم وہ ہے جس کی صحبت سے آخرت یاد آئے، خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت دل میں راسخ ہو، رسول اکرم کا اتباع اور احکام شریعت کی پیروی کی اہمیت کا سکہ دل پہ بیٹھے، عالم وہ نہیں جس کی صحبت میں بیٹھنے سے آدمی آخرت سے غافل ہوجائے، اللہ ورسول کی محبت بڑھنے کے بجائے پہلے سے بھی کم ہوجائے، اتباع رسول اور احکام شریعت دل میں جاگزیں نہ ہوں، وہاں جب جائیں تو نہ کوئی اتباع رسول کا سبق ملے نہ احترام شریعت کی کوئی مثال، نہ کوئی حدیث سننے کو ملے، نہ بزرگوں کے سبق آموز واقعات، صرف اور صرف ہنسی مذاق یا مزاج کے موافق دنیاوی بات، مگر میں تو کسی دل لگی کی بات کرنے والے کا ذکر نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس پیکر شریعت کا ساز بجانے جا رہا ہوں جس کی زندگی شریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلی تھی، جس کی زندگی گناہوں سے بچنے میں کٹی تھی، جس کے لیل ونہار، فرائض تو فرائض، سنن ومستحبات کی ادائیگی میں گزرے تھے، جس کا لمحہ لمحہ احکام خدا ورسول کے پھیلانے میں گزرا تھا، جس کا زاویۂ حیات امت مرحومہ کے درد وکسک اور مسلک اہل سنت وجماعت کی ترویج واشاعت میں گزرا تھا اور جو عشق رسالت کا مست الست تھا۔

ہاں ہاں! وہی قدسی صفات شخصیت کے حسن کارکردگی کو تاجدار اہلسنت مفتی اعظم مصطفیٰ رضا خاں سراہیں، وہی پیکر استقامت ومتصلب فی الدین جس کی مدح سرائی علامہ عبدالمبین نعمانی کریں، وہی ستودہ صفات جس کی دینی مذہبی زندگی کا تعارف آستانۂ عالیہ حضرت شعیب الاولیاء براؤں شریف کے سجادہ نشین مولانا غلام عبدالقادر علوی ان الفاظ میں کرائیں:

''فقیر علوی کو اس اعتراف میں کوئی جھجک نہیں بلکہ اس سعادت پر نازاں ہے

کہ اس کی دینی و مذہبی حیثیت سے شخصیت سازی اور کردار سازی میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کا نمایاں کلیدی کردار رہا ہے''۔

آج ہم اسی ذات کی حیات کے انمٹ نقوش کا گلدستہ لے کر دین وشریعت کے متلاشیوں کے سامنے حاضر ہیں، مگر یاد رہے کہ اس شخصیت کی زندگی تاریخ ساز اور متنوع تھی، اس لئے ہم مختلف خانوں میں اسے بیان کریں گے۔

تصلب فی الدین:

تصلب فی الدین کا مطلب ہے کہ مسلمان دین میں پختہ اور سخت ہو، اپنے مذہب میں متعصب، اس کا حمایتی اور پکا سنی ہو، اپنے دین ومسلک سے محبت والفت رکھے، دوسرے سے نفرت اور بیزاری۔

میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ والرضوان سبع سنابل شریف میں پیر کے شرائط کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

پیر کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں، مذہب اہلسنت وجماعت کے موافق اور متعصب پکا سنی ہو، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہتر فرقوں میں سے ایک کو ناجی فرمایا ہے، اور بہتر فرقوں سے دوری اور بیزاری کا حکم فرمایا ہے۔ (سبع سنابل مترجم ص ۱۱۵)

یہاں فارسی کے نسخہ میں الفاظ ہیں ''سنی متعصب باشد''

بخاری شریف کتاب الایمان میں یہ حدیث مرقوم ہے: **الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان۔**

(اللہ کی خوشنودی کے لئے کسی سے محبت کرنا اور اللہ کی خوشنودی کے لئے اللہ کے دشمنوں سے بغض ونفرت کرنا ایمان سے ہے)

ظاہر ہے کہ ناجی فرقہ (جہنم سے نجات پانے والا جنتی فرقہ) سے اللہ کی محبت

کرنے کا اور اس کے علاوہ بہتر جہنمی فرقے سے دشمنی اور بغض کرنے کا ہم کو شرعاً حکم ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ کسی سے محبت کا اظہار اس وقت تک کمال کو نہیں پہونچے گا جب تک کہ اس کے مخالف کی خامی نہ بیان کی جائے۔ تقابلی جائزہ اسی کا نام ہے لہٰذا وہابیوں، دیوبندیوں، اہل خبیث (اہل حدیث) اور قادیانی سے نفرت کا اظہار بار بار کرنا ہوگا۔ ان سے تال میل اور مداہنت نہیں کرنی ہوگی، اس لئے کہ اللہ ورسول کی محبت بغیر ان کے دشمنوں سے نفرت وبغض کے اظہار کئے ممکن نہیں، جو تمہارے خدا اور رسول کا نہیں وہ تمہارا دوست کیوں کر ہوگا۔

یہیں سے صلح کلیوں کا اعتراض ساقط ہوگیا، جو یہ کہتے ہیں کہ وہابیوں اور دوسرے مذہب والوں کی تردید کی کیا ضرورت ہے؟ سنی لوگ اس کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں۔ اسے صاف طور سے سمجھ لینا چاہئے کہ دن کی تعریف کرنے میں رات کا ذکر لامحالہ آئے گا۔ اجالے کی اہمیت اس وقت تک نہ سمجھ میں آئے گی جب تک کہ اندھیرے سے ہونے والی پریشانیوں کا کامل ادراک نہ ہوجائے، حسن وجمال کی تعریف اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک کہ بدصورتی کو سامنے نہ لایا جائے، حق کو اجاگر کرنے کے لئے باطل کی خرابیوں کو ضرور واضح کرنا ہوگا۔ مشہور قائدہ ہے: **تعرف الاشیاء باضدادھا** (چیزیں اپنے ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں)

چنانچہ حضور بدر ملت اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں:

''وفاداری سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی پہلی منزل یہ ہے کہ پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے نجدی، وہابی، دیوبندی افراد اور تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے دشمن نیچریوں، ملحدوں، دہریوں سے بیزاری کا اعلان ہو۔ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ان سب سے سلام ومصافحہ کا مقاطعہ ہو، ان کے ساتھ محبتانہ نشست وبرخاست سے پرہیز ہو''۔

اس طرح کے بکثرت افعال وتحریریں آپ کے تصلب فی الدین کے لئے شاہد ہیں۔

اسی لئے رضا اکیڈمی کے روح رواں اور ہمارے پیر بھائی جناب سعید نوری صاحب جنرل سکریٹری رضا اکیڈمی ممبئی لکھتے ہیں:

''حضرت کی تحریر پڑھنے کے بعد خوف خدا، تصلب فی الدین، اتباع شریعت اور بزرگوں سے عقیدت واحترام کا جذبہ پیدا ہوتا ہے''۔

اور فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ اپنے ایک تاثر میں رقمطراز ہیں:

''**الحب فی اللہ و البغض فی اللہ**'' ان کا شعار زندگی تھا۔

اور صوفی باصفا، پیر طریقت، حضرت مولانا عبد الصمد قادری رضوی نوری کا حقیقت نگار قلم یوں جنبش میں آتا ہے۔

''عقیدہ ومسلک کے اعتبار سے بہت ہی متصلب سنی اور سنی گر تھے۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ سے غایت درجہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ (مضامین بدر ملت ص ۲۷)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

سوال یہ ہے کہ اتباع رسول اور تصلب فی الدین جیسی عظیم نعمت آپ کو ملی کہاں سے تو اس کا مختصر جواب یہ کہ شخصیت سازی اور کردار سازی میں استاذ مرشد اور سرپرستوں کی تربیت ونگہداشت کا زبردست دخل ہوتا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ حضور بدر ملت نے ایسے لوگوں سے تعلیم حاصل کیا اور صحبت اختیار کی جو اپنے وقت کے علم وعمل کے آفتاب وماہتاب اور فکر وفن کے نابغۂ روزگار تھے، اندازہ کیجئے جس کے

استاذ حضور حافظ ملت جیسے جلالۃ العلم، جس کے مرشد حضور مفتی اعظم جیسے پیکر استقامت وکرامت اور شیر بیشۂ سنت مفتی حشمت علی خاں جیسی متصلب شخصیتیں ہوں، پھر ان کی تعلیم وتربیت، اتباع شریعت اور تصلب فی الدین میں کیا کسر رہ جائے گی، یہی وجہ ہے کہ اس نابغۂ روزگار ہستی کے انگ انگ سے اتباع رسول اور تصلب فی الدین کا سوتا پھوٹتا تھا اور ذخائر تحریر کے لفظ لفظ میں الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے جلوے نظر آتے ہیں۔

تصلب فی الدین کی جلوہ ریزی تو دیکھئے کہ اہل سنت وجماعت کے مدارس میں عربی ادب سے متعلق بدمذہبوں کی بعض کتابیں زیر درس تھیں، کسی سبب سے وہ کتابیں رکھ دی گئیں تھیں۔ مگر حضرت بدر ملت کو گوارہ نہ ہوا کہ بدمذہبوں کی کتابیں اہل سنت کے نونہال پڑھیں اور ان کے ذہن پہ کسی قسم کی چھاپ پڑے۔ آپ نے محسوس کیا کہ جب بدمذہبوں سے دوری کا حکم ہے تو پھر ان کی کتابیں ہم کیوں پڑھیں پڑھائیں؟ اس لئے آپ نے دو حصوں پر مشتمل فیض الادب نامی کتاب لکھی، جو آج بھی داخل درس ہے۔

کتاب مذکورہ اور تعمیر ادب میں آپ نے جابجا ایمان وعقیدہ کی پختگی اور تصلب فی الدین کی جھلکیاں پیش کی ہیں، جن میں سے کم سنی ہی میں طلبہ کا شعور بیدار ہوجاتا ہے اور ان کے عقائد پختہ ہونے لگتے ہیں۔

اللہ اگر توفیق نہ دے، انسان کے بس کا کام نہیں!
فیضان محبت عام سہی عرفان محبت عام نہیں

استقامت علی الصلوٰۃ:

نماز پر استقامت اور اسے وقتوں پر پابندی سے پڑھنا عظیم مجاہدہ اور خاصان خدا کی علامت ہے۔ تاجدار اہل سنت مرشدی حضور مفتی اعظم ہند بریلوی قدس سرہ

نے اپنے شجرہ شریف میں لکھا ہے:

''ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لئے باتباع شریعت کرنا بڑی سعادت عظیم مجاہدہ وریاضت ہے، ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے لوگ ریاضتوں کا ہوس کرتے ہیں، کوئی ریاضت ومجاہدہ ارکان وآدابِ نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں۔خصوصاً پانچوں وقت مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنا''۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان اس خصوص میں بھی بہتیرے پر فائق اور ممتاز نظر آتے ہیں۔آپ پانچوں وقت کی نمازیں ان کے ارکان وآداب کے ساتھ وقتوں پر ادا فرماتے اور باجماعت ادا فرماتے تھے۔کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ آپ نے اپنے ذمہ قضا رکھی ہو۔وہ کیوں کر فرائض وواجبات سے غافل رہتے۔جب کہ نماز چاشت پر اس طرح دوام برتتے کہ سفر وحضر میں بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

آپ کی زندگی کے بعض واقعات ایسے بھی ملتے ہیں کہ ٹرین سے سفر کر رہے ہیں چاشت کا وقت آ گیا، ٹرین ہی میں مصلّی بچھا دیا اور طمانیت کے ساتھ چار رکعت صلوٰۃ الضحیٰ ادا کر لی۔تو جو نماز چاشت جیسی سنت غیر موکدہ پر استقامت اس قدر برتتا ہو اس کا اندازہ کون کر سکتا ہے، اسی لئے تو حضرت علامہ نعمانی صاحب قبلہ کا حقیقت نگار قلم صفحۂ قرطاس پر یوں جوہر آبدار بکھیرتا ہے۔

''پیکر شریعت بدر طریقت حضرت علامہ بدر الدین احمد رضوی علیہ الرحمہ دنیائے اہل سنت کے مقتدر اور باوقار علما میں شمار کئے جاتے ہیں اتباع شریعت اور تقویٰ جیسے آپ کی گھٹی میں پلا دیا گیا تھا۔

ہاں! وہ قضائے حاجات اور حل مشکلات کے لئے صلوٰۃ الاسرار (نماز غوثیہ) کے بھی عامل تھے جس کے ضمن میں اپنے پاک پروردگار کی بارگاہ، اپنے رسول کے حضور اور حضرت بڑے پیر کی درگاہ میں رو رو کر التجائیں، اپنے لئے اور اپنے

مریدین ومتوسلین اور عامۃ المسلمین کی صحت و عافیت اور رحمت ومغفرت کی دعائیں کرتے رہے۔

آج طلبہ اور بہت سے مولویوں کے بارے میں عام لوگوں کے تاثرات یہ ہیں کہ یہ سنن غیر موکدہ اور نوافل نہیں پڑھتے، فرائض وواجبات اور سنن موکدہ پڑھتے ہیں اور بڑی تیزی سے اپنے مسکن کی طرف بھاگتے ہیں، مگر وہ جو معنوی حیثیت سے واقعی بدر العلما اور لقب کے اعتبار سے بدر ملت ہے اپنے کردار وعمل سے ثابت کر دکھایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل پیرا ہونا اور ہزار مصروفیات کے باوجود رعایت ارکان وآداب کے ساتھ بہر صورت اسے ادا کرنا علمائے راسخین کا خاص وطیرہ وطرۂ امتیاز رہا ہے۔

چلتی ٹرین پر مذکورہ نماز پڑھ کر آپ نے ہمیں سبق دیا ہے کہ فرائض وواجبات اور سنت فجر کے علاوہ سنن ونوافل کو پڑھنا جائز ہے۔ادا ہو جائے گی۔البتہ فرائض وواجبات اور سنت فجر پڑھنا درست نہیں، اگر عذر کے سبب پڑھی گئی تو بعد میں اس کا اعادہ ضروری ہے۔

نیز ان لوگوں کے لئے تازیانۂ عبرت ہے جو حضر میں تو نماز کسی طرح ادا کر لیتے ہیں مگر سفر میں نماز ادا کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے بہانے ڈھونڈتے ہیں، بلاشبہ یہی وہ عالم دین ہیں جن کا عمل ہی فقہی مسائل کی عقدہ کشائی کا زریں باب ہے۔

سچا مرید وہ ہے کہ اپنے پیر ومرشد کے رنگ میں رنگ جائے۔آپ کو مرشد ہی ایسے ملے تھے جو ایک طرف مفتئ اعظم تھے تو دوسری طرف زبردست صاحب معرفت اور پیکر استقامت وکرامت، تو کیا وجہ ہے کہ مرید صالح بھی پیکر شریعت نہ بنے اور اتباع شریعت وتقویٰ گھٹی میں پلا نہ دیا جائے۔وہ تو مرید صادق تھے، پیر

ومرشد سے حظ وافر پایا اور ان کے رنگ میں رنگ گئے۔

حضور بدر ملت اور پابندی سنت:

حدیث شریف میں ہے **علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین** تم اپنے اوپر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میری مردہ سنتوں کو زندہ کیا اس نے سو شہیدوں کا ثواب پایا، آیئے دیکھئے کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں سے کس طرح محبت فرماتے تھے اور کیسے اسے لازم پکڑتے تھے۔

جواہر البحار میں ہے کہ نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے کہ سفر میں آپ آئینہ، سرمہ، کنگھا، سوئی، دھاگا اور قینچی ساتھ رکھتے تھے۔

(فیضان سنت ص ۵۰۶)

چنانچہ حضور بدر ملت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع میں سفر وحضر میں آئینہ، سرمہ، کنگھی، سوئی، دھاگہ، عطر، مسواک وغیرہ ساتھ رکھتے تھے۔

سنت سے محبت کی دوسری مثال:

دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سنت بلکہ واجب یہ ہے کہ خرید وفروخت، قرضوں کی مدت مقرر کرنے، زکاۃ کا سال متعین کرنے اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی یعنی ہجری سال کا لحاظ کیا جائے نہ کہ انگریزی سال کا کیوں کہ یہی وہ اسلامی سال ہے جس کو حضور کے مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کی تاریخ سے مناسبت حاصل ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت سے یہ سنت شائع وذائع ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں ہے:

وقد ذکرنا ایات تدل علی ان السنة المعتبرة فی دین محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھی السنة القمریة

نیز اسی میں ص ۴۴۵ پر ہے:

قال اھل العلم الواجب علی المسلمین بحکم ھٰذہٖ الاٰیة ان یعتبروا فی بیوعھم و مدد دیونھم و احوال زکوٰتھم و سائر احکامھم السنة العربیة بالاھلة ولا یجوز لھم اعتبار السنة العجمیة و الرومیة

(تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۴۳)

دین محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں جو سال معتبر ہے وہ قمری عربی سال ہے جو سنہ ہجری کہلاتا ہے۔

علمائے اسلام نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی خرید وفروخت میں اور اپنے قرضوں کی مدت مقرر کرنے میں زکوٰۃ کے سال متعین کرنے میں اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی سنہ کا اعتبار ولحاظ کریں اور ان کے لئے عجمی اور رومی سال کا اعتبار کرنا جائز نہیں۔

اس ہجری سنہ کو آج عام مسلمان بالائے طاق رکھے ہوے ہیں اور اپنے رجسٹروں اور خطوں میں ہر جگہ انگریزی تاریخ لکھا کرتے ہیں مگر بدر ملت ہمیشہ اسلامی تاریخ ہی لکھتے تھے، اور دوسروں کو اس کی تاکید کرتے تھے، مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف کے دوران قیام ایک وقت آیا کہ وہ مدرسہ بورڈ سے ملحق کر دیا گیا اور بورڈ کے قانون کے مطابق تمام رجسٹر انگریزی تاریخ کے موافق کر دیئے گئے، مگر انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر دستخط فرمانے کے لئے آپ آمادہ نہ ہوئے یہاں تک کہ حالات سے بددل ہو کر مدرسہ سے مستعفی ہو گئے۔

سنتوں پر عمل کی تیسری مثال:

کھلے سر نہ رہنا اور برابر تلاوت کلام اللہ کرتے رہنا سنت رسول ہے، اسی طرح درود شریف کثرت سے پڑھنا فرمان رسول ہے۔ حضور بدر ملت کھلے سر نہ رہتے،

کبھی سر پہ عمامہ ہوتا، کبھی ٹوپی ہوتی، کھانا کھاتے وقت، نماز پڑھتے وقت اور استنجا خانہ جاتے وقت سر ڈھک کر ہی جاتے، درود شریف کا ورد کثرت سے کرتے۔ خصوصاً درود غوثیہ کے عامل تھے، روزانہ قرآن مقدس کی تلاوت ضرور کرتے اور نہ صرف ان سنتوں کو تنہا اپنا کر جنت میں جانے پر حریص تھے بلکہ اپنے خویش واقارب ومتوسلین کو بھی سنتوں کا پابند بنا کر مستحق جنت بنانے کیلئے کوشاں رہتے۔ آپ ایک شاگرد کے نام بھیجے ہوئے پیغام میں لکھتے ہیں:

''دوسری شدید تکلیف مجھے یہ پہونچی کہ میں نے جو نماز تلاوت قرآن شریف، قراءت درود شریف کی تعلیم دی تھی اس کو آپ نے پس پشت ڈال دیا۔ مشرکین کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے ننگے سر رہنا عادت بنالیا۔ پابندئ نماز سے الگ ہوگئے، قرآن پاک کا پڑھنا بند کردیا۔ درود شریک کا ورد چھوڑ دیا، سوچئے آپ کے دین ایمان کا کتنا بڑا نقصان ہوا۔ رب العزت جل جلالہ کی بندگی سے الگ ہوجانا، اس سے بھی بڑا نقصان ہوسکتا ہے؟

سنتوں پر استقامت کی صدہا مثالیں آپ کی زندگی کے اوراق میں ملتی ہیں جو آپ کے اخلاص اور استقامت علی الدین پر شاہد عدل ہیں۔ یہاں تو ''مشتے از خروارے'' کے تحت چند جھلکیاں پیش کردینا مقصود ہے۔

(ماخوذ معارف بدرالعلماء ص:۱۱۹)

از: علامہ ملک الظفر سہسرامی

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف جب بورڈ سے ملحق ہوگیا اور پھر آپ کی سعی بسیار کے بعد بھی مجلس منتظمہ اپنے فیصلے پر اٹل رہی تو آپ منصب صدارت سے مستعفی ہوگئے۔ اس سلسلے میں بورڈ سے ملنے والی امداد کی تنخواہ بھی نہ لی۔ چنانچہ اپنے ایک شاگرد کے نام مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ''ادارہ فیض الرسول تو آپ کے زمانۂ تعلیم ہی میں الٰہ آباد بورڈ عربی فارسی سے الحاق ہو چکا تھا۔ اس وقت یہ بورڈ صرف مدرسے کو امداد دیتا تھا لیکن آج تین برس پہلے کا قصہ ہے کہ بورڈ نے مدرسے کے مدرسین کو بھی امدادی تنخواہیں دینا شروع کیا۔ چنانچہ جب ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں مدرسین کے نام پر امدادی تنخواہیں آئیں تو سب لوگوں نے لیا میں نے انکار کردیا اور وہ روپیہ نہیں لیا۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۴۵)

اس مکتوب سے جہاں مولانا موصوف کے ایڈو الحاق کے خلاف سخت گیر رویے کی نشاندہی ہورہی ہے وہیں آپ کے توکل واستغناء کا بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ آپ دنیاوی جاہ وحشم سے گریزاں تھے۔ خدا پرستی آپ کے مزاج میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ مکر وریا اور عجب کی آلائشوں سے آپ کی زندگی مکمل بے داغ تھی۔ سادہ مزاجی قناعت اور شریعت کی مکمل پاسداری کے ساتھ زندگی کے لیل ونہار گزارتے رہے۔ جبھی تو دارالعلوم فیض الرسول جیسی معیاری اور معروف درسگاہ کی مسند صدارت کو چھوڑ کر بڑھیا کی ایک غیر معروف درسگاہ کی مسند تدریس کو

زینت بخشنے کیلئے آمادہ و تیار ہو گئے۔ چوں کہ وہاں کے ذمہ داروں کا مزاج پاکیزہ اور دینی تھا۔ اساتذہ کے مقام و مراتب کی مکمل نگہداشت ہوتی تھی۔ انہیں نوکر و ملازم کی حیثیت سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ فساق و فجار اور امداد دینے والے سیٹھ ساہوکار کے آگے دست بستہ سر نیاز خم کرنے کا مزاج نہیں دیا جاتا تھا۔ درسی و مذہبی معاملات میں اساتذہ کسی کے سامنے جواب دہ نہیں سمجھے جاتے تھے اور سب سے اہم وجہ یہ تھی کہ وہ موجودہ الحاق وایڈ کی خرابیوں سے بے داغ تھے۔ آپ خود بھی دینی مزاج رکھنے والوں میں تھے۔ اور اپنے تلامذہ کو بھی مکرور یا سے محفوظ رکھتے تھے دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے رہتے تھے۔ چنانچہ اپنے ایک مکتوب میں اپنے ایک شاگرد کو اس سلسلے میں ہدایت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: آپ بڑے نازک موڑ پر پہنچ گئے، عوام میں مقبولیت عجب کا خطرناک سامان ہے۔ مولیٰ عزوجل پناہ عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم، اپنے اعمال حسنہ پر نگاہ رکھنا، پھولنا اور اترانا اس کو عجب کہتے ہیں۔ عجب کے ساتھ ایک دوسرا خطرناک مرض یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال خیر عوام کی نگاہ میں سنوانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ میری طرف لوگوں کی رغبت بڑھے، میری مقبولیت میں اضافہ ہو، اور نفس امارہ یہ سوجھاؤ دے کر مطمئن کرتا ہے کہ لوگوں میں مقبولیت نہ ہوگی، تو تبلیغ مسائل شریعہ کی ترویج کیسے انجام دی جائے گی۔ ان خطرناک حالات میں بارگاہِ احدیت جل شانہ میں تضرع وزاری بہت ضروری ہے کہ نفس و شیطان قوی دشمن ہیں اور ان دونوں کے فریب اور دھوکے بہت باریک ہیں۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۶۳)

ایک دوسرے مکتوب میں بھی اسی طرح کی ہدایت کے ساتھ مکتوب الیہ کو علمی ترقی کے لئے کثرت مطالعہ کی ہدایت فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''دور حاضر میں کثرت سے نابالغ حضرات شیخ الحدیث، شیخ القراء، مفتیٔ اکبر بنتے جارہے ہیں، آپ بارگاہ احدیت جل شانہ کی طرف رجوع کر کے اعلیٰ حضرت کی تصانیف وفتاویٰ کے مطالعے کی مشق کرتے رہیں تاکہ خدائے پاک اعلیٰ حضرت کا فقہی سایہ عطا فرمائے، لیکن اس کا خیال رہے کہ نعمت الٰہی کا حصہ ملنے پر کبر وغرور کا حصہ ہرگز ہرگز نہ ہونے پائے۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۴۷)

تصلب فی الدین آپ کا ایک ایسا امتیازی وصف تھا جس سے آپ اپنے ہم عصر علما میں ممتاز رہے۔ چنانچہ آپ اپنے ادارے میں داخلہ لینے والے طلبہ سے ایک اقراری معاہدہ نامہ پر دستخط کراتے تھے، جس میں بداعمالیوں سے مکمل دامن بچاتے ہوئے بدعقیدوں سے اجتناب کرتے ہوئے دین کی تبلیغ میں سرگرم ہونے کا اعتراف واقرار ہوا کرتا تھا، نیز ایڈ والحاق سے بھی مجتنب رہنے پر پیمان ہوتا تھا، فراغت کے بعد یہ عہد و پیمان سند میں تحریر کر دیا جاتا تھا تاکہ آئندہ جب بھی کوئی اپنے عہد و پیمان سے سرمو انحراف کرے تو اس کی سند کی واقعیت ہی مشکوک ہو کر رہ جائے۔ اس تعلق سے سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے پاکیزہ تأثرات کا یہ اقتباس لائق ملاحظہ ہے:

طلبہ سے جو عہد لے کر داخل کیا جاتا ہے بعد فراغ وہ عہد سند میں لکھا ہوتا ہے جو طالب علم پڑھ کر اہل جلسہ کو اس پر گواہ کر لیتا ہے۔ یہ ایسی بے مثال چیز ہے جو اور سنی مدارس تو درکنار خود مرکز بھی اس ضروری امر کی طرف توجہ نہ کر سکا۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۲)

اپنے تلمیذ غلام محمد قادری کے عملاً پلپلے پن سے آپ کو سخت صدمہ ہوا چنانچہ جب تلمیذ مذکور کی شادی کے موقع پر ان کے والد نے شادی میں شرکت کی

درخواست پیش کی تو آپ نے اس موقع پر غلام محمد قادری کے نام ایک پیغام تحریر فرمایا جس میں ان کے پلپلے پن پر اپنے سخت صدمے کا اظہار فرمایا، آپ اپنے صدمے کے اسباب تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''پہلی تکلیف مجھے یہ پہنچی کہ آپ نے سرکار غوث اعظم اور سرکار اعلیٰ حضرت کے نام لیواؤں سے علم دین حاصل کرنا بند کر کے کفر وشرک کے پجاریوں سے علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔ آپ کے طرز عمل سے دین کی بے قدری ثابت ہوئی۔ پھر آپ نے دین سکھانے والے استاذ کی حق تلفی کی کہ استاذ سے اجازت لیے بغیر آپ نے خود راستہ چلنا شروع کر دیا۔ دوسری شدید تکلیف مجھے یہ پہنچی کہ میں نے جو نماز، تلاوت قرآن شریف، قرأت، درود شریف کی تعلیم دی تھی اس کو آپ نے پس پشت ڈال دیا، مشرکین کی تعلیم کا اثر یہ ہوا کہ آپ نے ننگے سر رہنا عادت بنا لیا، پابندئ نماز سے الگ ہو گئے۔ قرآن پاک پڑھنا بند کر دیا۔ درود شریف کا ورد چھوڑ دیا، سوچئے! آپ کے دین وایمان کا کتنا لمبا نقصان ہوا، رب العزت جل جلالہ کی بندگی سے الگ ہو جانا اس سے بڑا کوئی نقصان ہو سکتا ہے؟ اگر آپ نے عربی فارسی کی تعلیم بند کر دی تھی تو یہ غنیمت تھا، لیکن پہاڑ سے بھی بھاری بات یہ ہے کہ آپ نے دین کا راستہ ہی چھوڑ دیا۔ لہٰذا آپ بارگاہ الٰہی میں سچے دل سے توبہ کر کے تین باتوں کی پابندی کا عہد کیجئے۔ (۱) ہر حال میں نماز پنجگانہ کا عہد۔ (۲) چوبیس گھنٹے میں کم از کم ایک بار تلاوت قرآن پاک کا عہد۔ (۳) روزانہ کم از کم سو بار درود غوثیہ پڑھنے کا عہد کیجئے۔ یہ تینوں باتیں وہ ہیں جن پر آپ زمانۂ ماضی میں برسہا برس عمل کر چکے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۵۹، ۶۰)

وظیفے کی اجازت طلب کرنے پر ایک معتقد کو احکام شرعیہ کی سختی کے ساتھ

پابندی کرنے کی ہدایت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''داڑھی مونڈانا حرام ہے۔ اور دوسروں کی داڑھی مونڈنا بھی حرام ہے۔ داڑھی مونڈنے کی کمائی ناپاک اور خبیث ہے۔ آپ حجامت بنائیں لیکن داڑھی مونڈنے سے انکار کر دیں۔ روزی خدائے پاک کے قبضے میں ہے۔ جب آپ ٹھوس ہو جائیں گے تو وظیفہ پڑھنے کی اجازت طلب کریں۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۲۱۷)

آپ نہ تو عقیدے میں نرم روی اختیار کرنے کے قائل تھے نہ ہی عملاً کسی طرح کا پلپلا پن آپ کو برداشت تھا، جب کبھی ایسا موقع آیا آپ نے بغیر کسی خوف لومۃ لائم اس کی اصلاح فرمائی، اس سلسلے میں وہ کسی کے علمی مقام ومراتب سے بھی قطعی مرعوب نہیں ہوتے تھے، چنانچہ ملک کے مشہور ومعروف ادیب ونقاد اور ملک العلما، مولانا سید ظفر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بلند مرتبت صاحبزادے پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین آرزو صاحب کی اصلاح کا ایک واقعہ آپ کے مکتوبات میں ملتا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''اپنے مرسلہ کارڈ میں آپ نے ملک العلما کے لفظ کے سامنے ؒ اشارہ لکھا ہے اور پوسٹ کارڈ میں دو جگہ کلمۂ جلالت لکھا ہے حالاں کہ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نے پوسٹ کارڈ میں کلمۂ جلالت لکھنے سے منع فرمایا ہے اور یہ تعلیم دی ہے کہ اس کی جگہ مولیٰ تعالیٰ لکھا جائے اور فقہائے کرام نے جس طرح درود شریف کے بدلے ''صلعم'' لکھنے کو منع فرمایا، یوں ہی کلمۂ ؒ کلمۂ ؒ لکھنا منع فرمایا۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۱)

اسی طرح مولانا منشا تابش قصوری کے نام مکتوب تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''مرسلہ پیڈ کے ماتھے پر انجمن رضائے حبیب میں حبیب پر ؐ لکھنا حرام

ہے۔ علامہ نظامی نے فردوس ادب حصہ اول میں ص ۳۲/ پر مودودیوں کی کتاب سے بچوں کے لئے ایک نظم شامل کی ہے جس کا ایک بند یہ ہے۔

''کون ہے حاکم ہے کون ہے راجہ
بولو بچو اللہ اللہ!''

ہمارے نزدیک رب العالمین کی مقدس ذات کو راجہ کے لفظ سے تعبیر کرنا حرام ہے۔ اس امر سے علامہ موصوف کو مطلع کر دیا گیا ہے۔ موصوف نے وعدہ فرمایا کہ طبع ثانی میں اس لفظ کو نکال دیا جائے گا۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۱۸)

یقیناً آپ اپنے دور میں علم و عمل کا بہترین نمونہ تھے۔ اسلاف کے نقش قدم پر چل کر دنیادار و منفعت بردار غافل علما کے لیے آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ درسِ عبرت لئے ہوئے ہے۔ ایک رشتے کے تعلق سے قاضی اطیع الحق عثمانی قادری کو اپنی منشاء سے مطلع فرماتے ہیں اس میں بھی آپ کے تصلب فی الدین کی جھلک نمایاں طور پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ میں ایسے ماں باپ کی لڑکی سے رشتے کا طالب ہوں جو دنیوی ٹیپ ٹاپ سے بے پروا ہوں۔ دنیاداری پر ان کی دینداری غالب ہو، شریعت کا جو حکم ان کے سامنے رکھا جائے اس کو بے چوں و چرا مانیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔ مالدار داماد پر دین دار داماد کو ترجیح دیں۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۳)

یہ تو تھے لڑکی کے والدین اور اس کے اہل خانہ کے تعلق سے بدر العلما علیہ الرحمہ کی خواہشات کا اظہار جن سے آپ کا وصف تدین نمایاں ہے۔ اب ذرا لڑکی کے تعلق سے مطلوبہ اوصاف کی وضاحت ملاحظہ فرماتے چلیں:

''لڑکی تندرست ہو، آسیب زدہ یا مریضہ نہ ہو، پردے کی پوری پابندی کر سکتی

ہو، شوخ اور بے باک نہ ہو، اس کے اندر دینداری کا مادہ ہو، مزاج سادگی پسند ہو، شوہر کی اطاعت و خدمت کا جذبہ رکھتی ہو، اپنی دینداری کی وجہ سے شرعی پابندیوں کو بخوبی گوارہ کر لیتی ہو، قرآن مجید کی تلاوت کر سکتی ہو، اور اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں کو پڑھ لیتی ہو، حسن سیرت اور قبول صورت والی ہو۔ نسب صاف ستھرا بے داغ، فیشن پرستی کی دلدادہ نہ ہو۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۵۳، ۱۵۴)

زندگی کا کوئی سا بھی رخ ہو آپ کی دینداری کی واضح جھلک اس میں بہر حال ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ رضوی کتاب گھر کے منیجر کو ''نوارنی گلدستہ حصہ اول'' کی طباعت کے سلسلے میں ہدایت نامہ تحریر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''میری اس کتاب کے آخر میں اگر آپ چاہیں تو صرف سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف کا اعلان دے سکتے ہیں۔ بازاری کتابوں کا اعلان نہیں دے سکتے۔ کاتب کو ہدایت کر دیں کہ درود شریف کے بدلے ''ؐ، ﷺ، صلعم'' ہرگز نہ لکھے۔ یوں ہی کلمات ترضی و ترحم کے عوض ''ؓ، ؒ'' کا ارشارہ نہ لکھے۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۶۴)

علمائے دین، خطبائے اسلام اور مشائخ عظام اپنی اپنی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کر رہے ہیں جس کے خطرناک نتائج ہمارے سامنے ہیں، اور سنی عوام بدعقیدگی کے طوفان کی زد سے خود کو محفوظ و مامون رکھنے میں ناکام نظر آرہی ہے، جب کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدعقیدوں کی صحبت قاتل سے امت کو محفوظ رکھنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا تھا: فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایُفْتِنُوْنَکُمْ (مسلم شریف جلد اول)

ترجمہ: اے مسلمانوں! تم لوگ بد مذہبوں سے دور رہنا اور خود سے ان کو الگ تھلگ رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بدعقیدہ بنا دیں، اس فرمان مقدس کو آج کے مسلمانوں نے طاقِ نسیاں کے نذر کر دیا ہے جس کے نتیجے میں بدعقیدہ جماعتیں سنی سادہ لوح عوام کو اپنا شکار بنانے میں کامیاب ہوتی چلی جا رہی ہیں اور ہمارے ذمہ دار علما، خطبا اور مشائخ کرام گوشۂ عافیت میں سکون کی نیند سو رہے ہیں اور زبان حال سے یہ کہہ رہے ہیں: ع

ہیچ آفت نہ رسد گوشۂ تنہائی را

(ترجمہ: کوئی آفت نہیں پہونچتی ہے تنہائی کا گوشہ اختیار کرنے والے کو)

ایسے غفلت شعار ذمہ داران کو ان کی منصبی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے خواب غفلت سے بیدار ہو کر میدان عمل میں آنے کی تاکید و تلقین کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

یاد رہے کہ عوام مسلمانوں کے بدعقیدہ بن جانے کا وبال ان واعظین و مقررین علما اور پیروں پر ہے جو شنوائی، گویائی، بینائی کی طاقت رکھنے کے باوجود بد مذہبوں کی نشاندہی کرنے اور ان کے متعلق حکم شرعی سنانے کے بارے میں صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ بہرے، گنگے، اندھے بنے ہوئے ہیں، خانقاہوں کے پیران کرام، درگاہوں کے سجادہ نشین، تعلیم گاہوں کے علمائے عظام، دار العلوم و جامعہ کے ساحر البیان واعظین، تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے مقررین اگر آج عام مسلمانوں کو وہابیت کی گمراہی اور بے دینی سے آگاہ کرتے رہتے اور وہابیوں کے بارے میں یہ حکم شرعی سناتے رہتے کہ وہابیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ وہابیوں سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کرنا حرام ہے، وہابیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا ناجائز ہے۔ تو آج وہابیت کا خونخوار بھیڑیا دن دہاڑے سنیت کا خون چوسنے نہ پاتا اور

پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سادہ لوح بھیڑیں اپنا ایمان و عقیدہ بگاڑ کر ہلاک نہ ہوتیں، مگر افسوس ہزار افسوس کہ دور حاضر میں آنکھوں دیکھتے سنیت کی عمارت ڈھائی جا رہی ہے۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں وہابیت کا شکار ہوتی جا رہی ہیں۔ لیکن جھوٹی، بناوٹی، من گھڑت مصلحتیں ہیں جو شعلہ بار، دھواں دھار، ساحر البیان، علما، خطبا، مقررین، واعظین، مشائخ اور پیروں کی زبانوں پر تالا لگاتی ہیں۔ فالیٰ اللہ المشتکیٰ

چند سطروں کے بعد مزید تحریر فرماتے ہیں: ''دور حاضر کے فصیح البیان، طلیق اللسان مقررین میں اکثر و بیشتر حضرات جان بوجھ کر اس فرض کی ادائیگی سے کتراتے ہیں کیوں کہ انہیں اندیشہ ہے کہ جب ہم وہابیوں کا نام لیں گے اور ان کے شرعی احکام بیان کریں گے تو ہمارے دھندے کا بازار ٹھنڈا پڑ جائے گا''۔

(مضامین بدر ملت ص ۱۲۶، ۱۲۸)

حضرت بدر ملت مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی نوری گورکھپوری ثم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم و فضل، زہد و تقوی، فہم و فراست، توکل و استغنا، اتباع شریعت، پیروئ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تصلب فی الدین جیسے اوصاف حمیدہ سے نہ صرف یہ کہ خود متصف تھے بلکہ اپنے احباب، تلامذہ، متوسلین و معتقدین کے اندر بھی موقع بہ موقع اس کی چنگاری پھونکتے رہتے تھے۔ آپ کی ذات یقیناً اپنے زمانے میں اور بعد کے عصر کے علما کے لئے مثالی اور تقلیدی نمونہ ہے۔

از: مفتی محمد رحمت علی تیغی مظفر پوری

حضور بدر ملت
تعلیمات کے آئینے میں

میری حرماں نصیبی ہی کہئے کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا زمانہ پانے کے باوجود حضرت کے شرفِ لقاء سے محروم رہا۔ حضرت بدر ملت علامہ مولانا مفتی الشاہ بدر الدین احمد قادری رضوی نوری گورکھپوری ثم بستوی علیہ الرحمۃ والرضوان متولد ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۹۲۹ء متوفی ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء کی تصنیفات اور آپ کے مکتوبات ومضامین کے مطالعے سے روز روشن کی طرح یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ بلا شبہ آپ سچے عاشق رسول، فدائے صحابہ، شیدائے غوث الوریٰ، وفادار اولیاء اللہ، یادگار اصفیا، نمونۂ صلحا، علمبردار سنیت، گل گلزار رضویت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، مقتدائے عصر، پیشوائے زمن، زبان وقلم کے شہنشاہ، علم وعلم کا پیکر اور تقویٰ وطہارت کا گنجینۂ گراں مایہ تھے۔ درس وتدریس میں یگانہ، کار افتاء میں بے مثال، میدانِ تصنیف وتالیف کے شہریار، اپنے بڑوں کے قدرداں اور چھوٹوں پر مشفق ومہرباں، گویا جس نہج سے دیکھا جائے حضور بدرِ ملت اس میں منفرد المثال اور بے بدل وباکمال نظر آتے ہیں۔

انسان کی فطری پاکیزگی، صفائی قلب اور طہارتِ نفس کا اندازہ اس کی پاکیزگی تعلیمات اور عمدگی ارشادات سے بحسن وخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ کی تصنیفات وتالیفات اور آپ کے موقر مقالات بھی دین وسنیت

کے اعلیٰ اور پاکیزہ تعلیمات سے بھرپور ہیں، جس کی کچھ جھلکیاں آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

بدر ملت کی تعلیمات عالیہ:

حضرت مولانا عبید الرضا رضوی حبیبی استاذ جامعہ فاروقیہ بنارس کو دلائل الخیرات شریف کی اجازت مرحمت فرماتے ہوئے حضرت بدر العلماء علیہ الرحمہ یوں رقمطراز ہیں ''میں نے عزیز گرامی مولانا عبید الرضا عبد الہادی قادری رضوی حبیبی استاذ جامعہ فاروقیہ شہر بنارس کو **علیٰ برکۃ اللہ تعالیٰ ثم علی برکۃ رسولہٖ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم** دلائل الخیرات شریف ورد کرنے کی بشرائط ذیل اجازت دی'' (۱) اس ورد میں خالص ذکر الٰہی جل شانہ اور محبت وتعظیم سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد ہو (۲) نماز ادا کرنے کا دھیان غالب رکھنا، نیز نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنا البتہ جہاں امام صحیح وضو والا، صحیح قراءت والا نہ ملے وہاں اپنی نماز الگ پڑھنا جبکہ اپنے لیے امامت کا موقع میسر نہ ہو۔ (۳) اپنے اہل وعیال اپنے احباب ومعتقدین کو کھری سنیت کی تعلیم دینا اور ان کو احکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا۔ (۴) زمانۂ حاضرہ کے بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں، دیوبندیوں سے اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق علاحدہ اور جدا رہنا۔ (۵) دنیادار فساق وفجار اہل دول کی صحبت سے اپنے کو دور رکھنا۔ (۶) حسب استطاعت احقاقِ حق اور ابطال باطل اور امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہنا۔ (۷) دلائل الخیرات شریف کے ورد کی نعمت پر فضل ربانی واحسانِ رحمانی کو یاد رکھنا اور اپنی ذات کو عُجب (خود پسندی) سے بچانا۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۷۱)

ماشاءاللہ یہ عمدہ اور اہم تعلیمات ہیں جن پر عمل کرنا ہر انسان کے لئے دنیوی واخری کامرانیوں کی ضمانت دیتا ہے۔ضرورت ہے کہ ہر پیر اپنے مرید کو مرید کرتے وقت، ہر استاذ اپنے شاگرد کو مناسب وقتوں میں، ہر باپ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو موقع محل کی مناسبت کے ساتھ اور اہل مدارس اپنے فارغین طلبہ کو سند و دستار فراغت دیتے وقت اس طرح کی اہم اور ضروری تعلیمات سے نواز کر ان پر انہیں کاربند ہونے اور رہنے کی تاکید کریں۔

بال بچوں کی محبت کا تقاضا:

ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کی محبت اور ان کی خیر خواہی کا دعویدار ہے۔اور ان کے عیش وآرام کی فکر میں روز وشب تگ ودو کرتا رہتا ہے، دور دراز کے سفر کی صعوبتیں اور ماں باپ بیوی بچوں سے جدائی کی کلفتیں جھیلتا رہتا ہے۔اور کوشش کرتا ہے کہ اپنے بال بچوں کو اچھا کھلائے، اچھا پہنائے اور ان کے رہنے کے لیے اچھا مکان بنائے، لیکن ان ساری چیزوں کا تعلق دار فانی سے ہے دار بقا سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ بال بچوں کی سچی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے بیوی بچوں کے واسطے دنیائے فانی کے عیش وآرام کی بنسبت دارِآخرت کے ہمیشگی کے آرام وعشرت کی فکر کریں اور ان کے لیے آخرت کی بھلائی وبہتری کے اسباب مہیا کریں۔ ہر باپ ماں پر ضروری ہے کہ اپنی اولاد کی سچی محبت کے تقاضا کی تکمیل کے لئے انہیں اسلامیات اور دینی تعلیمات کے زیور سے مزین کریں۔ بدر ملت ان باتوں کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

''اگر آپ بیوی والے ہیں تو بیوی کو پردہ میں رکھئے غیر مرد کے سامنے ہرگز ہرگز نہ ہوں۔ اپنے بچوں کو خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سکھائیے۔ ان کو بچپن ہی میں نماز کی تعلیم دیں اور تاکید رکھیں، آپ کی بیوی نماز

پڑھے حیا باختہ بے پردہ عورت کو اپنی بیوی کے پاس نہ آنے دیں، بمبئی کی دنیا میں عورتوں لڑکیوں کا حال بہت بُرا ہے، دین کا تقاضا ہے کہ اپنے بال بچوں کو جہنم سے بچاؤ، ان کو اسلامی راستے پر چلاؤ، ان کو خلافِ شرع لباس سے روکو''۔

(مکتوبات بدر ملت ص ۱۷۰)

اگر واقعی ہم اپنی اولاد کی محبت کا دم بھرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کی صرف دنیا سنوارنے کی کوشش نہیں کرنی ہوگی بلکہ انہیں جہنمی کاموں سے بچنے اور جنتی کاموں کی طرف رغبت کی تاکید کرنی ہوگی اور بچپن ہی سے ان کے اخلاق واطوار کو اسلامیات کے سانچے میں ڈھالنا ہوگا۔نماز روزے کا خوگر اور شریعت وسنت کا پیکر بنانا ہوگا۔

شریک حیات کیسی ہو:

سرکارِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے (۱) مال ومنال (۲) حسن وجمال (۳) خاندانی جاہ وجلال (۴) اور دینی جمال وکمال کے سبب فاظفر بذات الدین یعنی دیندار لڑکی کو ترجیح دو۔

حضرت بدر ملت کی درج ذیل تحریر پڑھئے اور اندازہ لگائیے کہ کس قدر آپ نے تعلیم نبوی کو اپنے گلے سے لگایا ہے اور ہونے والی شریک حیات کے انتخاب میں دین داری تقویٰ شعاری اور پرہیزگاری کی شرط وقید لگائی ہے۔

''میں ایسے ماں باپ کی لڑکی سے رشتہ کا طالب ہوں جو دنیوی ٹیپ ٹاپ سے بے پرواہو۔ دنیا داری پر ان کی دینداری غالب ہو۔شریعت کا جو حکم ان کے سامنے رکھا جائے اس کو بے چون وچرا مانیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں۔ مالدار داماد پر دیندار داماد کو ترجیح دیں۔لڑکی حسبِ ذیل اوصاف رکھتی ہو۔

(۱) لڑکی تندرست ہو، آسیب زدہ یا مریضہ نہ ہو (۲) پردہ کی پوری پابندی

کرسکتی ہوشوخ اور بے باک نہ ہو(۳) اس کے اندر دین داری کا مادہ ہومزاج سادگی پسند ہو(۴) شوہر کی اطاعت وخدمت کرنے کا جذبہ رکھتی ہو(۵) اپنی دین داری کی وجہ سے شرعی پابندیوں کو بخوشی گوارہ کرے (۶) قرآن مجید کی تلاوت کرسکتی ہواوراردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں کو پڑھ لیتی ہو(۷) حسنِ سیرت اورقبول سیرت والی ہو(۸) نسب صاف ستھرا بے داغ ہوفیشن پرستی کی دلداہ نہ ہو۔

(مکتوبات بدر ملت ص۱۵۴/۱۵۳)

ایمان وعقیدے کی حفاظت:

آخرت کی تمام نعمتوں کی حصول یابی کا دارومدار ایمان وعقیدے کی درستگی ہے۔ ایمان وعقیدے کے فساد سے آخرت تباہ اوراخروی زندگی کا عیش وآرام مکدر ہوجاتا ہے،حضور بدر ملت نے ایمان وعقیدے کی حفاظت پرزور دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

''دین وایمان سب سے زیادہ عزیز ہے اس کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے دنیا کی عزت دنیا کی زندگی اور مال یہ سب دنیا ہی تک ہیں، دین وایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے، ان کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

(مضامین بدر ملت ص۱۵۸)

نماز کی پابندی:

آج کا مسلمان دنیا کے کاروبار اور دنیاوی عیش وآرام میں ایسا الجھ گیا ہے کہ اسے نہ آخرت کے عیش وآرام کی طرف کوئی رغبت اور نہ قبر وحشر کے عذاب کی کوئی پرواہ،غفلت ولاپرواہی کا دبیز پردہ اس طرح اس کے دل ودماغ اور عقل وشعور پر چھا گیا ہے کہ وہ عارضی اور فانی عیش وعشرت کو باقی ولافانی ولازوال نعمتوں اور بہاروں پر ترجیح دیتا ہوانظر آرہا ہے،قرآن پاک میں ہے والذین ھم علیٰ صلوٰتھم یحافظون (المومنون۲۳ آیت۹) اورکامیاب وبامراد وہ لوگ ہیں

جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں یعنی کامل طہارت، فرائض وواجبات وسنن ومستحبات کی مکمل رعایت کے ساتھ وقت پر پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی جماعت کے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں۔حضرت علامہ بدر الدین احمد علیہ الرحمہ نے جہاں ایمان وعقیدے کی درستگی اوردوسرے فرائض وواجبات کی پابندی اوراسلامی اخلاق واطوار کی عمدگی پرزور دیا ہے وہیں محافظت نماز پر بڑی تاکید فرمائی ہے، اور غافل مسلمانوں کے دل ودماغ کو جھنجھوڑتے ہوئے یوں رقمطراز ہوتے ہیں:

''نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے، مردوں کومسجد میں حاضر ہونا اور جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، پھر آگے چل کر فرماتے ہین''کسی نوکری، ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کردینا سخت ناشکری، پرلے درجے کی نادانی ہے۔کوئی آقا یہاں تک کہ کافر بھی اپنے ملازم کونماز سے باز نہیں رکھ سکتا۔اوراگر منع کرے توایسی نوکری ہی حرام قطعی ہے۔اورکوئی وسیلۂ رزق نماز کھوکر برکت نہیں لاسکتا۔رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہےاوراس کے ترک پرسخت غضب فرمایا ہے''۔

(مضامین بدر ملت ص۱۵۹)

افعال بد کے نقصانات:

آج مسلمانوں کے بیشتر افراد گناہوں کے دلدل میں اس طرح پھنسے ہوئے ہیں کہ انہیں ہر بری بات اچھی اوراچھی بات بری لگنے لگی ہے، جس کا نتیجۂ بد یہ ہے کہ معاشرہ کا معاشرہ برباد اورآبادی کی آبادی تباہ ہوتی چلی جارہی ہے۔ ذیل کی تحریر میں حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ نے کچھ ایسے گناہوں کی نشاندہی فرمائی ہے جن کے نقصانات کسی زہر ہلاہل سے کم نہیں،فرماتے ہیں:

''جھوٹ، گالی، بدزبانی، چغلی، غیبت، بدکاری، ظلم، خیانت، نام ونمود، غرور

وتکبر وغیرہ افعالِ قبیحہ غلامیٔ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے رشتہ کو کمزور اور ضعیف کرتے ہیں، لہٰذا مسلمانوں کو ان اعمالِ سیئہ سے بچنا نہایت ضروری ہے، اسلامی شعار وتہذیب پر یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ مسلمان اپنا قومی لباس ترک کر کے کافروں کی وضع قطع کا لباس پہنیں، مسلمان مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ کافرانہ اور فاسقانہ لباس نہ خود پہنیں نہ بچوں کو پہنائیں''

(مضامین بدر ملت ص ۱۶۲)

اس میں شک نہیں کہ غلامی مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا رشتہ جتنا مضبوط ہوگا رب کائنات سے علاقہ اتنا ہی زیادہ مستحکم اور استوار ہوگا۔ پس فرزندان اسلام پر لازم وضروری ہے کہ خدائے پاک عزوجل کا تقرب حاصل کرنے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کی زنجیر میں اپنے آپ کو مضبوطی کے ساتھ جکڑ لیں۔ اور غلامی مصطفیٰ میں استحکام و پائیداری کے واسطے مذکورہ گناہوں کے علاوہ تمام گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔ من اللہ التوفیق وعلیہ التکلان والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد سید الانس والجان وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ الکرام۔

۵ر شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ مطابق ۲ر اکتوبر ۲۰۰۳ء

(مطبوعہ معارف بدر العلماء ص: ۳۳۸)

از: مولانا عبید الرضا عبد الہادی خان رضوی حبیبی

بدر ملت پیکرِ سنّت

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے
نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

آقائے نعمت، پیکر رشد و ہدایت، محی سنت، حضور مجاہد ملت، حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد حبیب الرحمٰن القادری الرضوی رئیس اعظم اڑیسہ قدس سرہ ارشاد فرماتے تھے، کسی ولی یا متقی و پرہیزگار کی صحبت میں رہو، یا کسی مجمع صلاح وفلاح وشناور بحر طریقت وشریعت کی سیرت وتاریخ کا بہ نگاہ عبرت ومحبت مطالعہ کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی صحبت ومطالعۂ سیرت سے مردہ دلوں کو اسی طرح زندگی بخشتا ہے جس طرح بارش کا پانی مردہ زمین کو زندگی وتر وتازگی عطا کر دیتا ہے۔ اب پردہ ذہن وفکر پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ ولی کون ہے؟ اور کسے ولی کہا جائے؟ اس دور پرفتن میں ولایت کا معیار کیا ہے۔ جسے دیکھو اپنی خواہش کے مطابق ولی تلاش وتراش لیا ہے۔ کچھ قانون اسلام سے ہٹ کر اپنی تمام انگلیوں میں انگوٹھیاں پہن کر کوئی کرتب دکھلا دیتے ہیں، لوگ اسے ولی سمجھ کر اس کے پیچھے دوڑنے لگتے ہیں۔ کوئی اپنی سفلی وغیر شرعی عملیات سے کوئی کرشمہ دکھلا دیتا ہے لوگ اسے ولی سمجھ لیتے ہیں۔ کوئی نماز روزہ کا منکر، شریعت سے بے خبر، اہل شرع کا دشمن، اپنی شیطانی اوجھائی سے کوئی طلسم ظاہر کر دیتا ہے۔ یا کسی کو کوئی وقتی فائدہ پہنچا دیتا ہے۔ لوگ اس کو ولی

سمجھ کر اس کے مرید ہو جاتے ہیں، کوئی فضا کی سیر اور پانی پر سیاحت کی بات کرتا ہے لوگ اس کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ آخر ولایت کا معیار کیا ہے؟ اور ولی کسے کہا جائے؟ تو سیدنا ملجأ المریدین سید السالکین حضرت مخدوم بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ہوا میں اڑنا اور پانی پر چلنا اور قسم قسم کے کرتب دکھلانا دلیل ولایت نہیں ہے، اگر ہوا میں اڑنے کا نام ولایت ہو جائے تو پھر کوا اور گدھ کو ولی ہونا چاہئے کہ یہ ہمیشہ فضا میں اڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر پانی پر چلنے کا نام ولایت ہو جائے تو پھر گھاس اور بھوسہ کو ولی ہونا چاہئے کہ یہ ہمیشہ پانی پر تیرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ولایت سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پابندی اور شریعت کی پاسداری کا نام ہے۔ جو جتنا شریعت وسنت کا پابند ہے وہ اتنا ہی بڑا ولی اور مقرب بارگاہ خدا و رسول ہے۔ خود رب قدیر ارشاد فرماتا ہے۔ **ان اولیاء ہ الا المتقون** یعنی تقویٰ وطہارت والے ہی اللہ تعالیٰ کے ولی ہیں۔ احادیث کریمہ بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہے۔ کہ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وصورت کو اختیار کرنا اور ان سے محبت وعقیدت رکھنا ان کی الفت کا چراغ جلانا ان کے دشمنوں اور بغض رکھنے والوں سے دشمنی رکھنا ہی مدار ایمان اور مقبولیت وولایت ہے چنانچہ پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ میں کب مومن صادق کہلاؤں گا۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

اِذَا اَحْبَبْتَ اللّٰہَ فَقِیْلَ مَتیٰ اُحِبُّ اللّٰہَ قال اذا اَحببتَ رسولَہ فقیل متیٰ اُحِبُّ رسولَہ قال اذا اِتَّبعتَ طریقتَہ واستعملتَ بِسنّتہٖ واَحببتَ بِحبہٖ وَابغضتَ بِبغضہٖ وَ وَالَیتَ بِولایتِہٖ ویَتفاوتُ الناسُ فِی الایمانِ علیٰ قدر تفاوتھم فی محبتی ویتفاوتون فی الکفر علیٰ قدر تفاوتھم فی بغضی اَلا لَا اِیْمانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہ اَلا لَا اِیمانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہ اَلا لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہ

ترجمہ: تم جب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو گے تو مومن صادق ہو جاؤ گے۔ تو پھر سائل نے پوچھا کب اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے والا ہوں گا؟ تو ارشاد فرمایا جب تم اللہ کے رسول سے محبت رکھو گے تو محبت والے سمجھے جاؤ گے۔ تو سائل نے پھر سوال کیا۔ کب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والا سمجھا جاؤں گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا جب تم ان کی پیروی کرو گے اور ان کے طریقہ پر چلو گے اور ان سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھو گے اور ان سے بغض ودشمنی رکھنے والوں سے دشمنی رکھو گے اور ان سے تعلق رکھنے والوں سے تعلق رکھے اور ان سے عداوت رکھنے والوں سے عداوت رکھے تو کامل الایمان ہو جائے گا۔ سنو! لوگ میری محبت کے مطابق ہی ایمانی درجہ پائیں گے۔ جس کو مجھ سے جس قدر زیادہ محبت ہوگی وہ اسی قدر بلند ایمان والا ہوگا۔ اور جو مجھ سے جس قدر بغض وعناد رکھے گا وہ اسی قدر کفر کے گڑھے میں گرا ہوا ہوگا۔ سنو! جس کے دل میں پیارے رسول کی محبت نہیں ہے وہ ایمان والا نہیں ہے سنو! جس کے دل میں میری محبت نہیں ہے وہ ایمان سے خالی ہے۔

وہ ایمان سے دور ہے:

جب اس حدیث کی روشنی میں بدر ملت، زینت بزم اہل سنت، سرچشمۂ علم وحکمت، تاجدار سنیت، مخزن اسرار طریقت، شمس افق ولایت، تیغ مسلول شدت، پیکر انس ورحمت، حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی محمد بدرالدین احمد قادری رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ذات بابرکات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آپ کی ذات منبع خیر وحسنات عین مطابق حدیث نبوی نظر آتی ہے۔ آپ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ آپ پیکر محبت بھی تھے اور غواص بحر معرفت بھی۔ شمع بزم اہل سنت بھی تھے اور مشعل راہ ہدایت بھی۔ عابد شب زندہ دار بھی تھے اور ماضی وحال سے خبردار بھی۔ مسند نشین بزم تصوف بھی تھے اور صاحب فکر ونظر بھی، نور دیدۂ

صوفیا بھی تھے اور سرور قلب ضیا بار بھی، مظہر اشداء علی الکفار بھی تھے اور خوشنودیٔ دل مومن کے طلبگار بھی، غیظ المنافقین بھی تھے اور رافت المسلمین بھی۔ ہادم قصر باطل بھی تھے اور معمار محلات اخیار بھی۔ ماحی فتن بھی تھے اور حامی اہل سنن بھی، مفخر اکابر بھی تھے اور محور اصاغر بھی۔ آپ کی ذات مجمع فضائل اور مرجع خلائق تھی۔

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ
یہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

آپ کی ذات، نوری صفات، محبت رسول کی چلتی پھرتی تصویر تھی، زندگی کا ہر ہر لمحہ محبت رسول اور سنت رسول کی پاسداری میں گذرتا تھا، حق گوئی، بے باکی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ احقاق حق وابطال باطل محبوب مشغلہ تھا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

کے آپ مسلم مصداق تھے، فقیر رضوی راقم الحروف نے ذات والا صفات کا بارہا مشاہدہ کیا ہے۔ وقتاً فوقتاً زندگی کے مختصر لمحات صحبت بافیض میں گذارنے کا موقع بھی دستیاب ہوتا رہا ہے۔ بالخصوص عرس رضوی کے موقع پر عرصۂ دراز تک اکتساب فیض کا حسین موقع میسر آتا رہا ہے، لیکن اس افراتفری کے ماحول میں بھی آپ سنت سنیہ کے پابند ہی نظر آتے رہے، کبھی بھی راہ سنت سے آپ کا قدم منحرف ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔

بہت لگتا تھا جی محفل میں ان کی
وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے

جب مجلس احباب قائم ہوتی تو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سرشار ہوکر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے اشعار مشکبار با چشم اشکبار ایسے پر کیف ومؤثر اور محبت آمیز، دلگیر ودلپذیر انداز میں مع تشریحات پیش فرماتے کہ سامعین پر رقت

طاری ہوجاتی، اور زبان حق سنج حق پسند سے برآمد ہونے والا ہر ہر جملہ اہل محفل کو دریائے عشق ومستی میں غوطہ زن کردیتا، اور اشعار امام جن احادیث کی ترجمانی کرتے اس کی توضیح وتفسیر ایسے اسلوب بیان اور مؤثر کلمات سے کرتے کہ سخت وسنگدل بھی سوزش آتش محبت سے شمع فروزاں کی طرح گداختہ وچشم بار نظر آتا۔

اور اگر بیان کردہ حدیث کے ذیل میں مسائل دینیہ فقہیہ کا بیان ہوتا یا مسائل دینیہ سے سوال ہوتا تو ایسے اچھوتے اور انوکھے انداز سے تشریحات وجوابات عنایت فرماتے کہ سامعین کی عقلیں حیران وششدر رہ جاتیں۔ ہر فقرہ سے امام احمد رضا کے تفقہ کی جھلک اور حضور مفتی اعظم ہند کے تقویٰ کی شان نمایاں ہوتی تھی، مسائل کی عقدہ کشائی کے وقت صاحب فہم وفراست بارگاہ کے خوشہ چیں نظر آتے، لیکن تمام مسائل کا محور عظمت ذاتِ خدا اور محبت رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا، جو آپ کی مجلس نور ونکہت میں بیٹھنے والے پر عیاں وہویدا ہے۔

تیری تفسیر علمی اور نکاتی بات سن سن کر
ہر ایک سامع ہے کہتا وارث علم رضا تم ہو

اس نورانی محفل کے لمحات ضیا بار فقیر بارگاہ حبیب کے لوح فکر ونظر پر آج بھی نقش کالحجر ہے۔ محبّ محترم، مہبط خیر ونعم، مخزن جود وکرم، سیف سنیت، حضرت مولانا صوفی عبدالصمد صاحب قادری رضوی مدظلہ العالی کے دولت کدے پر محفل رشد وہدایت بعنوان محفل عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہایت اہتمام واحتشام کے ساتھ زیر صدارت حضور قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان منائی جارہی تھی، فقیر راقم الحروف پیکر خلوص وعطا صوفیٔ با صفا، تیغ مسلول شدت جناب محمد اشفاق خاں صاحب بنارسی کے ہمراہ اس بے مثال پرنور وپر بہار محفل میں شریک تھا۔ گرد ونواح کے خوش عقیدہ مسلمانوں کا ازدہام کثیر تھا، جو حضور عالی مرتبت کی زیارت

وسماعت کے لئے حاضر تھا، حضور مجمع النور والسرور سے فقیر کی یہ دوسری ملاقات تھی، محبت رسول کی یہ گہر بار محفل غالباً تہجد کے وقت تک جاری رہی، جب آپ اپنے خطاب نایاب سے قلوب سامعین کو مسحور فرما رہے تھے تو مجمع پر عجب کیف طاری تھا، زبان پر فیض سے جاری ہونے والے کلمات رشک لعل و گہر بن کر دامن عقیدہ وایمان بھر رہے تھے۔ آپ کی گفتار گہر بار ایک طرف جام حب رسول سے سرشار کر رہی تھی، تو دوسری طرف دشمنان رسول سے دوری ونفوری کی تلقین کر رہی تھی، ایک طرف سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب، کی لطیف وانیق تشریح، ان کے نام پاک پر دل جان و مال، قربان کرنے کا حوصلہ بخش رہی تھی تو دوسری طرف دشمن احمد پہ شدت کیجئے کا روشن بیان، دشمن خدا ورسول سے نفرت و بیزاری کا درس وجذبہ پیدا کر رہا تھا، پورا مجمع جام عشق رسول سے مخمور نظر آ رہا تھا۔

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو ہو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

صبح نماز فجر کے لئے عشاقان دید کی بھیڑ میں وضو فرمایا تو فرائض وسنن کی رعایت کے ساتھ اس طرح وضو فرمایا کہ معلوم ہو رہا تھا کوئی فتاویٰ شامی اور فتاویٰ رضویہ کھول کر بیٹھا ہے۔ اور آپ اس کا سطر سطر مطالعہ کر کے وضو فرما رہے ہیں، اسی درمیان محبین کے وضو کی اصلاح بھی کی جا رہی تھی اور مسائل کا بیان بھی صفحۂ دماغ پر نقش کالحجر ہو رہا تھا، آپ نے جس کی اصلاح کر دی آج بھی مسائل وطریقۂ نماز ووضو محفوظ ہے، آپ کا عمل ہزاروں کتب فقہیہ کا خلاصہ ونچوڑ تھا، راز نے کیا خوب کہا:

تو نے پی کتابوں سے میں نے پی نگاہوں سے
فرق ہے بڑا زاہد میرے تیرے پینے میں

وضو میں سنن کی رعایت کی بات چل رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ حتی المقدور

سنت رسول کی پاسداری و پابندی ضروری ہے اور اس میں سستی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی محبت سے دوری، فیض حبیب سے محرومی کی علامت ہے۔ عشاقان بارگاہ اپنی زندگی کے ہر موڑ پر سنن حبیب کی رعایت کرتے رہے ہیں اور اسی میں محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشنودی اور اپنی مغفرت کی ضمانت سمجھتے رہے ہیں۔ اور اس کی تائید میں آپ نے سیدنا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سنایا کہ جب سیدنا حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا آپ نے ایک خادم سے ارشاد فرمایا کہ مجھے وضو کرادو، اس نے اعضاء وضو کا غسل ومسح کرادیا لیکن داڑھی کا خلال بھول گئے، آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر داڑھی کی طرف لے گئے اور ارشاد فرمایا، میں نے رضائے محبوب کے لئے پوری زندگی سنت محبوب کی پیروی کی ہے اور اب میں اس دار فانی سے کوچ کر رہا ہوں یہ میرا آخری وضو ہے اور اس میں تو نے سنت چھوڑ دیا ہے۔ ملاقات کے وقت اگر میرے رسول نے مجھ سے سوال فرما دیا کہ میری سنت سے غافل رہ کر کس منہ سے میری بارگاہ میں آئے تو میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور کیا جواب دوں گا؟ یہ سن کر مجمع پر رقت طاری ہوگئی، کچھ حضرات داڑھی شریف سے خالی چہرہ تھے بہت شرمندہ ہوئے اور انھوں نے خیال کیا کہ میرا کیا حال ہوگا، فوراً توبہ کر کے چہرہ کو داڑھی سے سجانے کا وعدہ کرلیا اور وہ آج بھی پرنور چہرہ رکھتے اور بیان کرتے ہیں:

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

آپ کی ذات الدین النصیحۃ کی عملی تفسیر تھی، پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت وصورت سے کسی کو دور دیکھتے تو قلب بیقرار ہو جاتا اور کوشش فرماتے کہ یہ سنت محبوب کا پابند ہو کر بروز قیامت دامنِ محبوب اور سایۂ لواء الحمد کا

حقدار ہو جائے، حزم و احتیاط کا یہ عالم تھا کہ سنت رسول کے خلاف کوئی جملہ بولنا اور سننا گوارہ نہیں فرماتے تھے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول کہ گلشن بنائے صحرا کو

پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، **المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده** ، آپ اس حدیث نبوی پر تاحین حیات عامل نظر آئے، آپ خود بھی اس پر عمل پیرا رہے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیتے، ایک شخص حاضر خدمت ہو کر ایک صاحب کی برائی بیان کرنے لگے آپ نے فوراً روک دیا، اور ارشاد فرمایا کہ کسی کا سب سے اچھا بھائی وہ ہے جو اس کی برائی اس کے سامنے بیان کرے، اور اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اور سب سے برا بھائی وہ ہے جو اس کی برائی اس کے پیچھے بیان کرے اور اس کو ذلیل کرے، وہ شخص بہت شرمندہ ہوا، ایک شخص نے عرض کی، حضور! میں نے یہ بھلائی کا کام کیا ہے، آپ نے اسے فوراً روک دیا اور فرمایا شیطان تمہارے عمل کو ضائع کرنا چاہتا ہے، ''میں'' والا حساب نہ رکھو، بلکہ یہ کہو کہ اللہ کے فضل سے یہ کام ہو گیا ہے، یا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ کام مجھ سے لے لیا ہے، اگر اپنے اچھے کام کو فضل خداوندی کی طرف منسوب کروگے تو ان شاء اللہ شیطانی شر اور نفس کی خود بینی و خود نمائی اور غرور سے محفوظ رہو گے اور تمہارے ایمان و عمل مقبول ہوں گے، ورنہ ضائع ہونے کا اندیشہ رہے گا، شیطان جو تمہارا کھلا دشمن ہے ہر قدم پر تمہارے اعمال برباد کرنے میں لگا ہے، اس سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

بفرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **لا یومن احدکم حتی اکون احب الیه من ولده و والده و الناس اجمعین۔**

تصلب فی الدین آپ کے رگ و پے میں داخل تھا، زندگی کا ہر ہر لمحہ محبت رسول کی تعلیم میں گذرتا تھا، اور گستاخان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نفرت کرنا اور نفرت کا درس دینا آپ کا محبوب مشغلہ تھا اور اس میں کبھی کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے، آپ کی مجلس کا لمحہ لمحہ اور آپ کی کتابوں کے صفحات اسی انمول و گرانمایہ تعلیم سے لبریز نظر آتے ہیں، فقیر راقم الحروف نے آپ کی ہر مجلس کو محبوب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبوبان بارگاہ عالی کی یادوں سے آباد پایا، بالخصوص امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ ان کی بے مثال دینی خدمات اور عشق رسول کا چرچا تو طلبہ اور احباب کے سامنے اس طرح فرماتے کہ سن کر دل و دماغ گلستان محبت کی خوشبو اور بوستان عقیدت و الفت کی عطر بیزی سے معطر و شاد کام ہو جاتا، آپ کی زندگی اپنی مثال آپ تھی، آپ کی رحلت بزم سنیت کے لئے ایسا خلا ہے جس کا پُر ہونا مشکل نظر آرہا ہے، راقم الحروف گرد و پیش گردش کر رہا ہے لیکن تا ہنوز ان کا مثل نظر نہیں آیا، آپ کی موجودگی کل دل عشاق کو تازگی بخش رہی تھی اور آج آپ کی رحلت سے قلب و جگر مغموم اور پژمردہ ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کے مرقد پر نور باری فرمائے۔

قرآن ہی سے جس کا قعود و قیام تھا
ذکر رسول پاک لبوں پر مدام تھا

بحر علوم حق تھا مگر صورت بشر
سورج کی طرح اس سے منور تھے بام و در

سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ رضویہ
کما، ضلع سیتامڑھی (بہار)

حضرت مولانا عبدالہادی صاحب قبلہ حبیبی کے طلب پر حضور بدر ملت نے دلائل الخیرات شریف ورد کرنے کی اجازت عطا فرمائی تھی، ذیل میں ملاحظہ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم واٰلہ الفخیم

میں نے عزیز گرامی مولانا عبید الرضا عبد الہادی قادری رضوی حبیبی استاذ جامعہ فاروقیہ شہر بنارس کو علیٰ برکۃ اللہ تعالیٰ ثم علیٰ برکۃ رسولہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دلائل الخیرات شریف ورد کرنے کی بشرائط ذیل اجازت دی۔

(۱) اس ورد میں خالص ذکر الٰہی جل شانہ اور محبت وتعظیم سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد ہو۔

(۲) نماز ادا کرنے کا دھیان غالب رکھنا نیز نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کرنا، البتہ جہاں امام صحیح وضو والا، صحیح قراءت والا نہ ملے وہاں اپنی نماز الگ پڑھنا جب کہ اپنے لئے امامت کا موقع میسر نہ ہو۔

(۳) اپنے اہل وعیال، اپنے احباب ومعتقدین کو کھری سنیت کی تعلیم دینا اور ان کو احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی تلقین کرنا۔

(۴) زمانۂ حاضرہ کے بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں، دیوبندیوں اور رافضیوں سے اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق علیٰحدہ اور جدا رہنا۔

(۵) دنیادار، فساق وفجار اہل دول کی صحبت سے اپنے کو دور رکھنا۔

(۶) حسب استطاعت احقاق حق وابطال باطل اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہنا۔

(۷) دلائل الخیرات شریف کے ورد کی نعمت پر فضل ربانی واحسان رحمانی کو یاد رکھنا اور اپنی ذات کو عجب سے بچانا۔

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ افضل خلقہ سیدنا محمد رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وازواجہ وابنہ السید الکریم الغوث الاعظم الجیلانی وشہید محبتہ المجدد الاعظم الشیخ احمد رضا البریلوی الافغانی. واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

کتبہ: بدر الدین احمد القادری الرضوی النوری

خادم المدرسۃ الغوثیۃ فی بڑھیا من اعمال بستی

۲۵/ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ

(مقتبسہ معارف بدر العلماء ص: ۳۳۱)

از: مفتی شہاب الدین نوری

بدر ملت اوصاف حمیدہ کے پیکر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

مالک حقیقی، خالق کائنات نے اس فرش گیتی پر انبیائے کرام ورسولان عظام علیہم الصلوات والتسلیمات کو اپنے احکام اپنے بندوں تک پہونچانے کے لئے مبعوث فرمایا تاکہ بندے اس کے احکام پر عمل پیرا ہوکر اس کا قرب اور رضا حاصل کریں، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سارے انبیائے کرام ومرسلین عظام کی بعثت پاک ہوئی، آخر میں سید الانبیا والمرسلین، رحمۃ للعٰلمین، حبیب کبریا، مختار کائنات حضور رسالت مآب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا کہ میرے محبوب مختار دوعالم رسول حجازی، ہاشمی مکی مدنی کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا، یعنی میرے محبوب رسول ہاشمی خاتم الانبیا والمرسلین سلسلۂ نبوت ان پر ختم ہے، البتہ ان کے نائبین کی بعثت ہوتی رہے گی جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' یعنی علمائے ربانیین انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی امانتوں کے سچے وارث ہیں، یعنی اب حضور سید الانبیاء مختار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے علما دین مصطفوی علیہ التحیۃ والثنا کے محافظت وپاسبانی کریں گے، گویا قیامت تک علمائے حق پیدا ہوتے رہیں گے اور مختار کائنات کے دین اقدس کی صیانت وحفاظت میں لگے رہیں گے، گویا علمائے حق کی بعثت دین مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ واشاعت کے لئے

ہوتی رہے گی، سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بظاہر ہماری نظروں سے روپوش ہوجانے کے بعد اس دار فانی میں بہت سے علمائے حق پیدا ہوئے اور صبح قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے اور مختار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین اقدس کی تبلیغ واشاعت اور صیانت وحفاظت میں انتھک کوشش کئے اور کرتے رہیں گے، انہیں علمائے ربانیین کی جماعت سے پیکر رشد وہدایت، بدر دین وملت حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی بدر الدین احمد صاحب علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات ہے جو دنیائے سنیت میں اپنے علم وعمل کے ذریعہ محتاج تعارف نہیں

ع خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

موصوف جماعت اہل سنت کے ایک نہایت ہی ممتاز، متدین، پارسا اور دین مصطفوی علیہ التحیۃ والثنا کے سچے پاسبان، مسلک احمد رضا یعنی مسلک اہل سنت والجماعت کے سچے نگہبان تھے جنہوں نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے لئے وقف کررکھا تھا، کبھی بھی کسی معاملے میں مداہنت سے کام نہ لیا، بلکہ بلا خوف لامۃ لائم احقاق حق اور ابطال باطل فرمایا، حق گوئی کا یہ عالم تھا کہ سامنے والا کیسا ہی کیوں نہ ہو آپ نے کبھی اس کا لحاظ نہیں کیا، بلکہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق کہا، آپ جس فیصلے اور معاملے میں بذات خود شریک ہوتے تو پہلے ہی سے لوگ اس بات کا چرچا کرتے تھے کہ بڑے مولانا صاحب آرہے ہیں (حضرت علیہ الرحمہ کو ادھر کئی ضلعوں اور علاقوں میں بڑے مولانا کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا) اب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔ اور تصلب فی الدین کا تو یہ حال تھا کہ گستاخان بارگاہ الوہیت جل جلالہ ورسالت مآب علیہ التحیۃ والثنا، وہابیوں، دیوبندیوں، غیر مقلدوں اور اہل حدیثوں سے نفرت ونفور اور بیزاری کا تو یہ حال تھا کہ ان کے سایہ سے بھی گھن کرتے تھے اور

فرماتے تھے کہ اگر دین وایمان کی سلامتی چاہتے ہوتو ان سے تنکا توڑا الگ رہو اور ان سے کیا ان کے سایہ سے بھی دور بھاگو ورنہ کہیں یہ تمہیں اپنے جال میں پھانس نہ لیں اور تمہاری دنیا وآخرت اکارت نہ کردیں، اللہ پاک اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور ہوکر کسی کام کے نہ رہ جاؤ گے، حق پسندی اپنے مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت، بددینوں سے نفرت ونفور اور عوام اہل سنت کو بد دینوں کے چنگل میں جانے سے بچانا اور سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت ان کے دلوں میں ڈالنا ان کا شیوہ تھا، طالب علمی کے دور میں راقم الحروف کو تقریباً چھ، سات سال آپ کی صحبت میں مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا میں رہ کر آپ کا شب وروز دیکھنے کا موقع ملا، کبھی بھی نہ دیکھا کہ آپ نے شریعت طاہرہ سے سرمو انحراف کیا ہو اگر ان جیسوں کو دیکھنے کا موقع نہ ملا ہوتا تو عالم حق کا تصور صحیح معنوں میں نہ ہو پاتا، ایک بار کا واقعہ ہے راقم الحروف آپ کے ساتھ ایک دعوت میں شرکت کے لئے جارہا تھا اور آپ پان کھانے کے عادی تھے، اسی وجہ سے آپ اپنے ساتھ ایک چھوٹی جھولی رکھتے تھے جس میں پان اور اس کے لوازم رکھا کرتے تھے، جھولی آپ کے ساتھ تھی، بائیں ہاتھ میں لیکر جارہے تھے میں نے سوچا کہ لاؤ جھولی میں لے لوں، اتفاق سے جھولی آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اور میں نے خیال نہیں کیا کہ جھولی آپ کے بائیں ہاتھ میں ہے، جھولی جب میں نے لینا چاہا تو اولاً جھولی دینے سے یہ کہہ کر انکار کر گئے کہ مولانا نوری صاحب! اس میں کوئی وزنی چیز نہیں ہے میں ہی لئے رہتا ہوں، لیکن جب میں لپک کر جھولی ہاتھ سے لینے لگا تو آپ نے اس جھولی کو داہنے ہاتھ میں لیکر مجھے دیا، تب میں عرض کیا کہ حضور یہ سب آپ میں کہاں سے آیا، اس پر آپ نے تفریحاً یہ فرمایا کہ مولانا نوری صاحب آپ اندر کی بات بھی جان لیتے ہیں، میں نے عرض کیا حضور! ایسا کچھ نہیں، میں نے اس

لئے عرض کیا تھا کہ بائیں ہاتھ سے لینا اور دینا فعل شیطان ہے تو آپ نے اس لئے جھولی کو پہلے داہنے ہاتھ میں لے کر دیا تاکہ بائیں ہاتھ سے دینا نہ ہو، اس پر میں نے عرض کیا کہ اتنا سب تقویٰ وپرہیزگاری اور شریعت طاہرہ کی پابندی کہاں سے آئی، تو آپ نے فرمایا مولانا نوری صاحب آپ تو کبھی کبھی ایسی بات بھی پوچھ لیتے ہیں جسے اور لوگوں کو پوچھنے کی ہمت نہیں پڑتی، بہرحال آپ نے فرمایا مولانا نوری صاحب یہ سب صحبت شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کی برکت ہے اس واقعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حدیث شریف میں بائیں ہاتھ سے لینا اور دینا بلا کسی مجبوری کے ممنوع ہے، صحبت شعیب الاولیاء میں رہ کر اس قدر شریعت طاہرہ کے پابند ہوگئے کہ اتنی سی بات بھی آپ سے فروگزاشت نہیں ہوتی، ایک بار منیجر مدرسہ غوثیہ ملا محمد منیف نے حضرت سے کہا کہ میرے چھوٹے والے بچے کی شادی کارڈ کا مضمون بنادیں، آپ نے فرمایا، مولانا نوری صاحب سے کہہ کر بنوالیں، ملا محمد منیف صاحب میرے پاس آئے اس وقت میں درس گاہ میں بچوں کو پڑھا رہا تھا انہوں نے اپنی بات میرے سامنے رکھی اس پر میں نے کہا کہ منیجر صاحب بعد کو بن جائے گا، انہوں نے کہا حضرت اگر جلدی یہ کام ہوجائے تو بہت اچھا ہے، میں نے سوچا لاؤ بہت سارے کارڈ ہیں اس میں سے ایک کارڈ دیدوں اور کہدوں کہ اس کارڈ کا مضمون لے لیں اور نام، پتہ اور تاریخ تبدیل کر کے چھپوالیں، اتفاق سے تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) اس کارڈ کے سرورق ہی لکھا ہوا تھا میں نے بھی نہیں دھیان دیا اور کارڈ ان کے حوالے کردیا، منیجر صاحب اس کارڈ کو لیکر آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا، کیا مضمون تیار ہوگیا؟ تو انہوں نے میری بتائی ہوئی بات آپ سے عرض کردیا کہ انہوں نے کہا ہے نام، تاریخ اور پتہ بدل دیں اور من وعن اسی کارڈ کا مضمون چھپوالیں، تو انہوں نے اس پر فرمایا کہ جاکر ان سے یہ پوچھ لیجئے

کہ اس کارڈ پر تسمیہ بھی لکھا ہوا ہے تو کیا اسے بے وضو چھوا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو میں نے عرض کیا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ دیکھئے تھوڑی سی توجہ نہ ہو تو آیات قرآنیہ کا بے وضو چھونا ہو جائے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ بے وضو آیات قرآنیہ کو ہاتھ لگایا جائے اس واقعہ سے یہ بتانا ہے کہ وہ کس قدر محتاط تھے اور ان کی زبان و قلم کس درجہ محتاط تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مضامین اور فتاویٰ علما کی نگاہوں میں بڑی اہمیت کے حامل ہوتے، اور کبھی کسی نزاعی مسئلہ میں یہ کہا جاتا کہ حضور بدر ملت کا اس سلسلہ میں کیا موقف ہے، گویا یہ جانا اور پہچانا جاتا تھا کہ ان کا قلم شریعت طاہرہ کے موافق ہی ہوگا، بدر ملت شریعت طاہرہ کی پابندی ہی کی بنا پر جہاں جاتے وہاں اپنی چھاپ چھوڑ کر آتے، علاقہ کا علاقہ آپ کی باتوں پر عمل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا، کیوں کہ آپ میں بہت بڑی خوبی یہ تھی کہ پہلے خود شریعت مطہرہ پر عمل کرتے پھر لوگوں کو عمل کی دعوت دیتے۔

از: مولانا محمد رابع نورانی بدری

میرے والد میرے شیخ
کتاب زندگی کے کچھ صفحات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

رئیس الاتقیا، استاذ الفقہا، حضور بدر ملت، علامہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ سابق ناظم تعلیمات (یادگار حضور شعیب الاولیاء) دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف ایک مردم گر اور عہد ساز شخصیت تھے، اعلی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالی کے مسلک و مشرب، اس کی پاکیزہ روایات کے امین اور سلف کے بہترین جانشین تھے، علم و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے باوجود طبیعت کی سادگی، کمالِ تواضع، خرد نوازی اور جذبۂ شفقت نے آپ کو غیر معمولی ہر دل عزیزی اور محبوبیت و مرجعیت عطا کر دی تھی، طبیعت میں استغنا و بے نیازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، حتی الوسع اپنا کام خود کرنے کے عادی تھے، ظاہری شان و شوکت کے مظاہر بھی پسند نہیں تھے،، کوئی اگر مبالغہ آمیز گفتگو کرتا تو اسے فوراً آپ کی خفگی کا سامنا کرنا پڑتا، عموماً طلبہ اور عام لوگوں کی طرف سے ہدایا قبول کرنے میں بڑا تأمل فرماتے، طبیعت میں احتیاط غالب تھی، حقوق العباد کی ادائیگی کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔

آپ اپنے عہد کے بہت بڑے متبع سنت تھے اور اپنے اہل و عیال کی زندگی بھی سنت کے مطابق دیکھنا چاہتے تھے، اس معاملے میں وہ کسی طرح کا سمجھوتہ نہیں

کرتے تھے، میرے گھر کا معاملہ یہ تھا کہ ہم بچے مرض کی حالت میں قابل رحم ہو جاتے تھے، بروجہ طفولت و مرض کے بہت سی غلطیاں نظر انداز کر دی جاتی ہیں مگر مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک دفعہ میں بیمار تھا والد گرامی کے ہاتھ سے کچھ لے رہا تھا، یا دے رہا تھا، لیکن اس کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کیا، حضرت والد گرامی قدس سرہ اس پر سخت ناراض ہوئے اور کڑی ڈانٹ پلائی۔

بچوں کی تربیت پر خاص توجہ رکھتے تھے، تین چیزوں پر بطور خاص (۱) نماز (۲) صدق (۳) جذبۂ خدمت

آپ کے یہاں ترک صلوۃ پر کوئی سمجھوتہ نہ تھا، کہ جو اس کو ضائع کر دے گا وہ اس کے سوا کو بدرجۂ اولی ضائع کرے گا، صدق مقال پر بڑا زور تھا کہ منبع حسنات ہے، وہ بچوں میں جذبۂ خدمت بھی پیدا کرتے تھے، ایک مرتبہ فرمایا کہ

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

میرے والد گرامی قدس سرہ العزیز مجھے ہمیشہ اپنے سے بڑوں کا ادب واحترام کرنے کی تلقین کرتے تھے، میرے ذہن میں یہ بات راسخ کر دی تھی کہ جو آپ سے ایک دن کا بھی بڑا ہے وہ آپ سے بڑا ہے، اس کا احترام آپ کے ذمہ واجب ہے، اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ راقم السطور جب اپنے سے بڑے رفقائے درس کا نام لیتا تھا تو نام کے ساتھ بھیا ضرور لگاتا تھا۔

راقم الحروف کو حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہ کرنے کا بھی شرف حاصل ہے، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ سے بفضلہٖ تعالیٰ ایک سال پڑھنے کا موقع ملا، اس ایک سال کے اندر میں نے تعمیر قواعد حصہ اول، تعمیر قواعد حصہ دوم، فارسی کی پہلی مع ترکیب اور عروس الادب پڑھ لی۔

اس وقت میں بہت کمسن تھا، اس لیے بہت زیادہ حاصل نہ کر سکا، البتہ اتنا

مجھے یاد ہے کہ درس کی اس طرح دل نشیں تشریح کرتے کہ مضمونِ درس ذہن میں اچھی طرح متمکن ہو جاتا، ہر درس بڑی تحقیق کے ساتھ پڑھاتے، قواعد کا خوب اجرا کراتے تھے، مجھے اچھی طرح یاد ہے، کہ تعمیر قواعد حصہ دوم میں اسم موصول وصلہ کی بحث پڑھانے کے بعد کتاب کے علاوہ دس پندرہ بڑے بڑے جملے دے کر ہم لوگوں سے اس کی ترکیب کرائی۔

سبق آپ کی درس گاہ ہی میں یاد ہو جاتا تھا اور اس طرح کہ کبھی بھولتا نہیں، آپ نے ہم لوگوں کو فاعل، مفعول بہ، مفعول فیہ، حال، تمیز، اسم موصول، اور اسم شرط کی شناخت اچھی طرح کرادی تھی جس سے بعد میں ہم لوگوں کو ان کے متعلق معمولی فرق کے ساتھ صرف عربی قواعد جاننے پڑے۔

ذیل میں تفصیل کے ساتھ اب ہم آپ کے سامنے حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کا منفرد المثال منہج درس و تدریس پیش کرتے ہیں کہ آپ کی کتاب زندگی کے کچھ صفحات تو آپ نے ملاحظہ کر لئے، اس سے آپ کی زندگی کا ایک زریں ورق بھی سامنے آجائے گا، یہ میرے مقالہ ''بدر العلماء عربی زبان وادب کے عظیم محسن ومسیحا'' سے ماخوذ ہے۔

عربی زبان پر فہماً وقراءۃً وکتابۃً وحدیثاً مکمل دسترس حاصل کرنے کے لئے کچھ شرائط ہیں جنھیں پورا کرنا ضروری ہے یا آپ یہ کہہ لیجئے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے کچھ مراحل ہیں جنھیں طے کرنا ایک طالب علم کے لئے نہایت ناگزیر ہے، یہ سچ ہے کہ یہ مراحل عربی کے لئے گاڑی کی پہیہ کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے بغیر عربی ذرا بھی آگے نہ بڑھ سکے گی۔

یہ اہم مراحل ایک ایک کر کے ملاحظہ کریں:

(۱) مصطلحات وقواعد نحو وصرف کی معرفت اور ان کی مشق وممارست

(۲) ترکیب نحوی

(۳) صلات وغیرہا (یعنی متعلقات فعل جن کے بدلنے سے معانی بدل جاتے ہیں) پر گہری نظر

(۴) الفاظ کے طریقۂ استعمال اور محل استعمال کی معرفت

(۵) دونوں زبانوں کے محاورات اور روح مضمون سمجھنے کی استعداد

(۶) معنی ومفہوم کے ادراک کے بعد اس بات کی معرفت ضروری ہے کہ اہل زبان کے مفہوم ومعنی کو کس طرح فصیح وبلیغ اور رواں تعبیر کے ذریعے ادا کرتے ہیں۔

یہی وہ مراحل ہیں جو ایک طالب علم کو منزل مقصود تک پہونچانے کی ضمانت لیتے ہیں۔

آپ کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عربی زبان وادب میں فہماً وقراءۃً وتحریراً وتقریراً دسترس حاصل کرنے کے لئے ایک اہم مرحلہ ترکیب بھی ہے اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ گویا خشت اول ہے، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ اپنی تدریس میں اس مرحلے یعنی ترکیب نحوی پر کافی زور دیتے تھے اس لئے کہ ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تاثر ثریامی رود دیوار کج

حتی کہ فارسی کی پہلی ہی سے ترکیب کا آغاز کردیتے تھے جس کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ اسی وقت فاعل، مفعول بہ، مضاف اور مضاف الیہ کی شناخت، الفاظ کے باہمی ربط طلبہ پر عیاں ہوجاتے، یا کم از کم ان ناموں سے واقفیت تو ہو ہی جاتی تھی۔

عبارت خوانی پر بہت زور دیتے تھے، قواعد نحو وصرف کا خوب اجرا کراتے تھے ہر ہر لفظ کی نحوی، صرفی اور لغوی تحقیق کراتے تھے اور اس کے متعلق قواعد کی توضیح طلب کرتے تھے، اس سلسلے میں ان کا وہی خیال تھا جو ایک فارسی شاعر کا تھا کہ ؎

لفظ را تحقیق خوانی تا شوی مرجع کمال

پورا شعر کچھ اس طرح ہے:

علم را ہرگز نہ یابی تا نہ باشد شش خصال
فہم کامل، حرص وافر، جمع خاطر، کل حال
خدمت استاذ باید ہم سبق گیری مدام
لفظ را تحقیق خوانی تا شوی مرجع کمال

یہ نحو وصرف کے قواعد کی مشق وممارست کا بہترین طریقہ ہے، اور حضور بدر ملت کی تدریس کی ہی خصوصیت تھی۔

عملی طریقۂ تعلیم کے علم بردار زیادہ سے زیادہ طلبہ سے یہ کہہ دیتے ہیں کہ دس جملے ایسے تحریر کر کے لاؤ جس میں فاعل پر مثلاً ضمہ ہو مگر یہ بدر ملت کی خصوصیت تھی کہ آپ نے ان دونوں خوبیوں کو اپنی تدریس میں جمع کر دیا تھا حضرت بدر ملت کی تدریس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ ان بنیادی غلطیوں پر زیادہ نظر رکھتے تھے طلبہ اکثر جن کا شکار ہوتے ہیں اور عام طریقے سے انھیں نظر انداز کیا جاتا ہے اسی لئے آپ ابواب سماعیہ، فاکلمہ اور عین کلمہ کی حرکت پر خاص توجہ دیتے تھے طلبہ سے پوچھتے تھے کہ یہ فعل / مصدر / مشتق کس باب سے ہے؟ اس کلمہ کے فاکلمہ اور عین کلمہ پر کونسی حرکت ہے؟ اس لیے کہ مدارس عربیہ کے باصلاحیت طلبہ نحوی غلطی تو کم کرتے ہیں یعنی کلمہ کے آخری حرف پر صحیح اعراب پڑھتے ہیں لیکن فاکلمہ اور عین کلمہ پر غلط حرکت پڑھ دیتے ہیں اسی طرح ابواب سماعیہ میں فاش غلطی کر بیٹھتے ہیں **رَماد** کو **رِماد**، **العمَل** کو **العمُل**، **المُناخ** کو **المَناخ**، **اَساس** کو **اِساس**، **تضمُن** کو **تضمَن** اور **یکتُم** کو **یکتِم** پڑھ دیتے ہیں جب باصلاحیت طلبہ کا یہ حال ہے تو بے صلاحیت طلبہ کا کیا حال ہوگا؟ بہت سے اساتذہ اس پہلو پر خصوصی توجہ نہیں دیتے

حالانکہ یہ ایک ایسی بنیادی غلطی ہے جو بسا اوقات اہل علم کی محفل میں رسوائی اور خفت کا باعث بنتی ہے، میری نظر میں جو **مُناخَ الھند طیب** پڑھے اور جو **مَناخُ الھند طیب** پڑھے وہ دونوں برابر ہیں، دونوں کی خطا برابر ہے فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر نے نحو کے لحاظ سے غلطی کی ہے جب کہ ثانی الذکر نے صَرف کے لحاظ سے غلطی کی ہے اور یہی طلبہ کل جب مدرس بنتے ہیں تو مسند تدریس پر بیٹھنے کے بعد بھی ان اغلاط فاحشہ سے محفوظ نہیں رہ پاتے۔

بہر حال بدر ملت کی اسی توجہ کا نتیجہ ہے کہ آپ کی درسگاہ کا فاضل آپ کے منہج درس وتدریس اختیار کرنے والے اساتذہ کے درسگاہوں کا فاضل عربی عبارت صحیح پڑھتا ہے اور عربی صحیح بولتا اور لکھتا ہے اس کے عربی کی نوک پلک نحو وصرف کے قواعد کے مطابق بالکل درست رہا کرتی ہیں، اس طرح بدر ملت نے صحیح طریقے سے عربی عبارت خوانی کے گرتے ہوئے معیار کو بلند کیا۔

آپ ہر ہر لفظ کی نحوی، صرفی اور لغوی تحقیق کے بعد درس کی اس طرح دلنشیں انداز میں تشریح کرتے کہ مضمون درس ان کے ذہن میں اچھی طرح متمکن ہو جاتا اور اسی پر بس نہیں فرماتے تھے بلکہ اسے مضمون کی گہرائی میں اتارتے تھے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ طلبہ سرسری طور پر پڑھیں بلکہ گیرائی اور گہرائی کے ساتھ پڑھیں وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ طلبہ صرف سطح آب پر تیریں بلکہ سمندر علم کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر کر علم وحکمت کی بیش بہا موتیوں سے بہرہ ور ہوں، پھر طلبہ سے کچھ اس طرح کے سوالات کرتے تھے جن سے یہ معلوم ہو کہ انھوں نے درس کتنی گہرائی سے سمجھا ہے؟ وہ ان کی ذہن سازی کرتے تھے، علمی تربیت فرماتے تھے اور ان کے اندر تدبر، ژرف نگاہی، بحث ومباحثہ اور تحقیق وتدقیق کا جوہر پیدا فرماتے، اور جہاں تک علمی مصطلحات اور قواعد فن کی بات ہے تو ان کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ

انھیں علمی مشروب بنا کر طلبہ کو پلاتے اور ان کے بارے میں جب تک یہ محسوس نہ کر لیتے تھے کہ اب طلبہ انھیں اسی طرح پہچاننے لگے جس طرح وہ گھر کے سامانوں کو پہچانتے ہیں اور ان کے بارے میں پوری معلومات رکھنے لگے اس وقت تک انھیں چین نہیں آتا تھا، وہ اس طرح کہ انھیں حسب ذیل طریقوں سے پرکھتے تھے:

(۱) ان مصطلحات کی چند مثالیں طلب فرماتے تھے۔

(۲) اپنے پاس سے ان کی کچھ اس طرح مثالیں دیتے جس میں وہ بالکل واضح تو نظر نہیں آتے ہاں غور کرنے کے بعد انہیں بتایا جا سکتا تھا۔

(۳) طویل جملے دے کر فرماتے کہ اس میں مثلاً فاعل، مفعول بہ تلاش کرو اور اس کے متعلق قواعد کی وضاحت کرو۔

خلاصۂ کلام یہ کہ بدر ملت ان مصطلحات علم اور قواعد کے بارے میں اس وقت تک مطمئن نہیں ہوتے تھے جب تک صحیح جوابات طلبہ سے نہ سن لیتے، اور اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ آپ نظری تعلیم نہیں بلکہ عملی تعلیم کے قائل تھے وہ ہرگز اس کے قائل نہ تھے طالب علم قواعد کی مکمل تشریح کر دے مگر اس سے فائدہ اٹھانے میں وہ ناکام ہو۔

ترکیب نحوی اور قواعد نحو وصرف جو عربی تعلیم کے اہم مراحل ہیں ان کا اجرا اور مشق وممارست تو عربی کتابوں کی عبارتوں میں کرا دیتے تھے جیسا کہ تفصیلاً گزرا، اور بقیہ مراحل کی مشق وممارست اپنے طور پر کراتے، خوب کراتے، مسلسل کراتے، اس لئے کہ محض دو چار تمارین سے قواعد طلبہ کی گرفت میں پوری طرح نہیں آتے، عربی اردو دونوں زبانوں کی مختلف عبارات پیش کر کے محاورہ فہمی کا ذہن بناتے تھے، یہ بھی ایک اہم مرحلہ ہے عربی اردو ترجمہ کی خوب مشق کراتے تھے زبانی بھی اور تحریری بھی، اور مبتدی طلبہ کو ہلکے پھلکے سادے سہل اور شیریں عربی اردو کے جملے دیکر ان کا ترجمہ کرواتے تھے، کیونکہ مبتدی طلبہ کو عربی پڑھانے کا یہی فطری اور مؤثر طریقہ ہے۔

وہ طلبہ کو ایک روشنی دیتے تھے، جس سے وہ آگے بڑھنے کا حوصلہ پاتے وہ کسی سہارے کے محتاج نہ رہیں، وہ انھیں اپاہج نہیں بناتے تھے بلکہ ان میں خود سے چلنے کی طاقت پیدا کر دیتے تھے، عربی کے معاملے میں انھیں اس وقت تک چین نہیں آتا تھا جب تک کہ محسوس نہیں ہو جاتا تھا کہ طلبہ میں عربی اردو ترجمہ کرنے، عربی بولنے اور لکھنے کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے۔

یہی بدر ملت کا وہ منفرد المثال منہج درس و تدریس ہے جس کے احسانات کو برصغیر کے عربی حلقے کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔

اخیر میں دعا ہے

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف
وسجادہ نشین آستانۂ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ بڑھیا ضلع سدھارتھ نگر

از: مولانا آل مصطفیٰ قادری گونڈوی مرحوم

حضور بدر ملت کا انداز تعلیم و تربیت

بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت ایک اہم دینی فریضہ اور وقت کا ایک عظیم مطالبہ ہے، اس ذمہ داری میں والدین اور اساتذہ برابر کے سہیم و شریک ہیں، کیوں کہ تعلیم و تربیت کا پہلا اور اہم ادارہ گھر ہے۔ پیدائش سے لے کر چار پانچ سال کی عمر تک بچے کی ساری چلت پھرت گھر کی چہار دیواری تک محدود رہتی ہے۔ گھر کے افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ بہت ہی دور رس اور انتہائی اہم ہوتا ہے۔ اور طلبہ کے اوپر استاذ کے عمل و کردار کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے، کیوں کہ بچوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھانے کی ذمہ داری اسی کے سپرد ہوتی ہے۔ طلبہ شعوری یا غیر شعوری طور پر استاذ سے برابر متاثر ہوتے رہتے ہیں۔ اس کی معلومات پر غیر معمولی اعتماد کرتے ہیں، اس کی سیرت و کردار کو اپنے لئے قابل تقلید اسوہ سمجھتے ہیں۔ مدرسے میں طلبہ کی سیرت پر جو نقوش ثبت ہوتے ہیں وہ زندگی بھر قائم رہتے ہیں، اس لئے استاذ کو بھی اپنی سیرت و کردار کے تمام پہلوؤں پر برابر نظر رکھنی چاہئے تا کہ طلبہ کو تقلید کے لئے اچھا طریقہ ملے، ورنہ اپنی کوتاہیوں کا وبال تو ہوگا ہی، غلط طریقے کا اثر جو طلبہ پر پڑے گا اس کا وبال بھی استاذ پر ہوگا۔ اس نقطۂ نظر سے ہم علم و فضل میں یکتا درس و تدریس میں یگانہ، استاذی الکریم حضور بدر ملت الشاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کو دیکھتے ہیں تو ان کی شخصیت طالبان علوم نبوت کی تعلیم و تربیت میں منفرد ہے کیوں کہ آپ علم و عمل کے کوہ گراں تھے، اسی وجہ سے نونہالان اسلام پر آپ کے بلند کردار، پاکیزہ گفتار کا اچھا اثر

پڑتا، آپ طلبہ کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، ان کے رجحانات کو صحیح رخ پر لگانے اور انہیں ذہنی، عملی اور اخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانے کی کوشش کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہترین امتی اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وفادار غلام خصوصاً حضور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے فدائی بن کر رہیں، کیوں کہ یہی دینی تعلیم کا صحیح اور بنیادی مقصد ہے۔

حضور بدر ملت اس کا زیادہ خیال فرماتے کہ طلبہ کی بنیادی تعلیم مستحکم ہو، اسی وجہ سے اس پر زیادہ زور دیتے کیوں کہ جب تک بنیاد ٹھوس نہ ہوگی آگے حصول علم میں دلچسپی ہرگز پیدا نہ ہوگی۔ آپ جہاں متوسط، منتہی کتابوں کا درس دیتے وہیں میزان ومنشعب اور نحومیر بھی پڑھاتے، اخیر عمر میں تو صرف ابتدائی کتابوں کا درس دیتے تھے۔ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ اپنے ایک تأثر میں تحریر فرماتے ہیں:

''طلبہ کی بنیادی تعلیم اچھی ہو اس کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ اسی لئے دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف کے زمانۂ قیام میں میزان ومنشعب ہمیشہ خود پڑھاتے اور تسہیل المصادر، فارسی کی تعلیم ہمارے ذمہ کرتے''۔

(رسائل بدر ملت ص ۳)

حضور بدر ملت علیہ الرحمہ مطالعہ، عبارت خوانی اور قواعد کے اجرا کے لئے طلبہ پر بڑے سخت تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ طلبہ عبارت خوانی کے لئے باری باندھ لیتے جیسے کچھ مدرسوں میں ہوتا ہے کہ جس کی باری ہو وہی مطالعہ کرے اور عبارت پڑھے بلکہ یہاں پوری جماعت کے طلبہ کیلئے لازم تھا کہ وہ اپنے کو عبارت خوانی کیلئے تیار رکھیں۔ حضرت جس سے چاہتے عبارت پڑھواتے اس سے سارے طلبہ عبارت

پڑھنے کے لئے بلا ناغہ مطالعہ انہماک اور توجہ سے کرتے کیوں کہ غلط پڑھنے پر سزا بھی پاتے اسی وجہ سے اگر کوئی طالب علم کسی عذر کی بنا پر مطالعہ نہ کر پاتا تو درس گاہ میں حاضر ہونے سے پہلے معقول عذر بیان کر کے ہی درس گاہ میں آسکتا تھا۔

حضرت علیہ الرحمہ نے ایک مرتبہ دوران درس مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں بزمانۂ قیام فیض الرسول براؤں شریف کا ایک واقعہ حضرت مولانا عبد الجبار صاحب قبلہ اشرفی ساکن منوسابق مدرس مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے بارے میں راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ وہ قصبہ بانسی کے قریب اپنے کاشت کاری والے گاؤں شبھی گئے تھے، شام کو نہ آسکے، صبح میں آئے مطالعہ نہ ہوسکا، درس کے وقت ان کی جماعت کے طلبہ درس گاہ میں حاضر ہوگئے۔ مگر وہ حسرت زدہ دروازے پر کھڑے ہو کر دیکھتے رہے، پوچھنے پر بولے میں شبھی گیا تھا، شام کو ایک مجبوری کی وجہ سے نہ آسکا، صبح آیا ہوں اور مطالعہ نہیں کر پایا ہوں، چوں کہ عذر معقول تھا، میں نے اجازت دی، پھر وہ درس گاہ میں حاضر ہوئے۔

اگر اصحاب بصیرت مدرسین حضرات مذکورہ صورت اختیار کرنے کی زحمت فرمائیں تو یقیناً معیار تعلیم عمدہ اور قابل رشک نیز اسلامی درس گاہوں میں علم کا خوش گوار ماحول پیدا ہو جائے۔ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ تصحیح عبارت، افہام وتفہیم کے پیش نظر جن طلبہ کی استعداد ناقص ہوتی انھیں نیچے اتار دیتے کیوں کہ انہیں پڑھانا ترقی دیتے چلے جانا کہ وہ کتاب بغیر سمجھے ختم کر لیں نہ الفاظ کا پتہ نہ معانی کا۔ یہ کوئی علم دین کی خدمت نہیں ہے، نہ ان طلبہ کے ساتھ خیر خواہی، حضرت علیہ الرحمہ ہمیشہ کمیت سے زیادہ کیفیت کا خیال فرماتے تھے، کہ فرزندان اسلام ابتدائی مسائل سے ناواقف، بے سمجھ نہ رہیں اسی کے مدنظر اچھوتے انداز میں کئی کتابیں تصنیف وتالیف فرمائیں، جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں، ''میں نے زمانۂ تدریس میں محسوس

کیا کہ موجودہ نسل کے اکثر بچے عربی، فارسی ماحول کے فقدان اور کثافت ذہن کے باعث منطق، نحو، صرف کے ابتدا کی بنیادی مسائل سمجھنے سے کورے ہوتے ہیں اس لئے میں نے ان کی سہولت کے خاطر عروس الادب، تلخیص الاعراب، فیض الادب اول، ثانی اور جواہر المنطق تالیف کی۔

(جواہر المنطق ص ۹)

راقم الحروف جب ۱۴۱۴ھ میں دار العلوم غوث اعظم پور بندر گجرات تدریسی خدمت کے لئے آیا تو اکثر طلبہ کو بنیادی مسائل سے کورا پایا، کچھ کو نیچے اتارا اور بعض اونچی جماعت کے طلبہ کو ابتدائی قواعد کی مشق کرانی شروع کی، پھر بھی دشواری پیش آتی رہی، سمجھ میں نہ آتا کہ ان بچوں کے ساتھ کون سا طریقہ اپناؤں، جس سے وہ کتاب کے مسائل سمجھ سکیں، تو اس وقت دینی تعلیم کی ترقی میں ہمیشہ مصروف رہنے والے تعلیم کو ہر چیز سے زیادہ ضروری اور قابل قدر سمجھنے والے طلبہ میں تحصیل علم کا شوق پیدا کرنے والے مشفق، مہربان استاذ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا، ''ان کو پڑھانے کے بعد لکھاؤ پھر کاپی کی تصحیح کرو، اس کے بعد ان سے یاد کروا کے سنو''۔ ان بابرکت فیض بخش کلمات پر عمل کرتے ہوئے ہدایہ اولین، قطبی تصورات وتصدیقات، شرح تہذیب وغیرہ تک کتابوں کے اسباق لکھوانا شروع کیا نیز دوسرے مدرسین حضرات نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور اراکین ادارہ نے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہونے دی جس سے بحمدہٖ تعالیٰ وبطفیل رسولہ الاعلیٰ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبفیض سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار العلوم غوث اعظم پور بندر تعلیم وتربیت کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام حاصل کر چکا ہے۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمہ تعلیم کے ساتھ تربیت کا زیادہ خیال فرماتے، طلبا کو نماز باجماعت کی پابندی، قرآن مجید کی تلاوت، وضو بناتے وقت مسنون طریقہ کے

برتنے اور اپنی تمام وضع قطع نشست و برخاست میں علما ثقات اور صلحا کی روش پر قائم رہنے کی سخت تاکید فرماتے، کلمۂ طیبہ، درود غوثیہ اور درود جمعہ نیز حدیث شریف کی دعائیں جیسے سونے کے وقت، سو کر اٹھنے کی دعا، استنجا سے پہلے اور فارغ ہونے کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا اپنے شاگردوں کو مقررہ اوقات پر پڑھنے کی تاکید کرتے اور ادارے میں اس پر کڑی نگرانی فرماتے۔ اس سلسلے میں راقم الحروف اپنا ایک واقعہ تحریر کرتا ہے:

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں شروع شروع میں مدرسہ غوثیہ بڑھیا فارسی کی پہلی جماعت میں داخل ہوا تھا، مجھے ان معمولات پر عمل کی عادت نہ پڑی تھی، ایک شب بعد نماز عشا حضرت علیہ الرحمہ نے طلبہ کو اکٹھا کیا اور میری جماعت کے طلبہ سے پہلے پوچھنا شروع کیا، جس کا پہلا نمبر پڑا وہ بڑھیا ہی کے اقبال خاں مرحوم کے لڑکے محمد شفیق خاں تھے، ان سے کسی دعا کو پوچھا تو بتا نہ سکے پھر کیا تھا تین یا چار چھڑی ان پر توڑ دی، میں بہت گھبرایا سوچا کہ اب میری باری ہوگی، میں نہ بتا سکا تو مجھے بھی ایسی مار پڑے گی، پھر تو حضرت نے مجھ سے سونے کے وقت کی دعا پوچھی میں خوف زدہ ہی تھا، زباں سے اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ کی جگہ بِاسْمِکَ نکل گیا۔ حضرت نے استغفار لاحول پڑھنا شروع کر دیا، پھر مجھ سے فرمایا، تمہارا نکاح ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں، چونکہ اس وقت ہمارے ضلع گونڈہ وبستی میں بچوں کا نکاح عام طور پر بچپنے میں ہو جایا کرتا تھا، اسی بنا پر حضرت نے پوچھا، پھر توبہ کرایا اور میں پٹائی سے بچ گیا۔ اس کے بعد ان معمولات کی عادت دھیرے دھیرے پڑ گئی، کیوں کہ حضرت پوچھتے رہتے تھے، یہاں تک کہ جب راقم الحروف جامعہ اشرفیہ مبارکپور زیر تعلیم تھا تو حضرت نے ان معمولات کے سلسلے میں میرے نام خط تحریر فرمایا، بحمدہ تعالیٰ مبارکپور میں بھی کلمۂ طیبہ، درود غوثیہ، قصیدۂ

غوثیہ، درود جمعہ اور دوسری دعاؤں کا عامل رہا، یہ حضرت ہی کی تربیت کا اثر تھا۔

مدرسہ غوثیہ بڑھیا میں دوران درس راقم سے ایک بار ارشاد فرمایا، آل مصطفیٰ! گیہوں کی طرف دھیان دینا بھوسے کی طرف مت لپکنا، مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا، تعلیم سے دین کی ترویج واشاعت میں لگے رہنا دنیا کا خیال مت لانا، حضرت علیہ الرحمہ مثال کے ذریعہ سمجھانا چاہتے تھے کہ عقلمند کسان وہ ہوتا ہے جو گیہوں کے دانے کے لئے اچھی کاشت کرتا ہے نہ کہ بھوس کے لئے، کیوں کہ زیادہ گیہوں ہوگا بھوس بھی زیادہ نکلے گا اسی طرح دانشمند عالم دین وہ ہے جو دین کی تعلیم دین کی خاطر حاصل کرے، صرف دنیا کمانے کے لئے حیران وسرگرداں نہ رہے، کیوں کہ دین کی خدمت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورتیں پوری فرمائے گا اور اس کی مدد شامل حال ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

یَا یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

یعنی اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم جمادے گا۔

(ماخوذ معارف بدر العلماء ص:۳۲۶)

از: مولانا شبیر احمد یار علوی بہرائچی

بدر ملت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ نے دین و مذہب کی ترویج اور احقاقِ حق وابطال باطل کے لئے انبیائے کرام ورسولان عظام کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد علمائے ربانیین، مشائخین دین، صوفیائے ذوی الاحترام کو جلوہ گر فرمایا جنہوں نے مادی طاقتوں اور دنیاوی ساز وسامان سے بے نیاز ہوکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا جذبہ لے کر روئے زمین پر مذہب مہذب کی اشاعت اور دین متین کی سچی اور صحیح معنوں میں خدمت کی۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی حق وصداقت کے علمبردار، علم وعمل کے تاجدار، فکر وفن کے شاہکار، تصلب فی الدین کے شہشوار، بدمذہبیت، لادینیت اور صلح کلیت کے لیے شمشیر آبدار حضور آقائے نعمت سرکار بدر ملت حضرت علامہ مفتی الشاہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ صدیقی قادری رضوی نوری گورکھپوری علیہ الرحمہ کی ذات گرامی ہے جن کا تذکرہ جلی قلم سے سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

زکوٰۃ وعشر وغیرہ کھانا:

حضور بدر ملت کی خدمت میں ایک پرانے ملاقاتی حاضر ہوئے جو کھاتے پیتے گھرانے کے ایک فرد اور خود ان کا گزر بسر عیش وآرام کے ساتھ ہو رہا تھا، دوران گفتگو آپ نے متانت وسنجیدگی سے فرمایا کیا آپ زکوٰۃ وعشر کھاتے ہیں انہوں نے عرض کیا ہرگز نہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اللہ پاک کی عطا اور آپ کی دعاؤں سے

میرے پاس بہت کچھ ہے۔ صبح وشام بڑے اطمینان وسکون سے کٹ رہے ہیں۔ روزانہ ایک دو فقیر کھاتے رہیں تو بھی کمی محسوس نہ کروں گا۔ پہلے اکیلا میں ہی کمانے والا تھا مگر اب بحمدہ تعالیٰ لڑکے ہاتھ بٹانے اور کام کاج کرنے لگے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا بھائی یہ بتائیے کہ آپ حساب کر کے مکمل زکوٰۃ وعشر نکالتے ہیں۔ یہ سنتے ہی موصوف بول پڑے کہ حضور حساب جوڑ کر تو نہیں نکالتا ہوں لیکن مدرسہ والے یا فقیر ہمارے گھر آجائیں تو خالی ہاتھ واپس نہیں جانے دیتے اور کبھی کبھار دوسرے حاجت مند پہونچ جاتے ہیں تو انھیں بھی کچھ نہ کچھ دے ہی دیتا ہوں۔ اس پر آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ زکوٰۃ وعشر میں واجب ہونے والی مقدار کا صحیح علم اور مکمل عشر نکل جانے کا یقین آپ کو کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ عرض کرنے لگے اس کا یقینی علم مجھے حاصل نہیں ہوتا ویسے مکمل نکالنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں کہ میرے ذمہ باقی نہ رہ جائے، اس کے بعد آپ نے فرمایا جناب خوب یاد رکھئے زکوٰۃ وعشر کا جتنا بھی حصہ آپ کے پاس باقی رہ گیا اور اسے خود کھایا یا اپنے اہل وعیال کو کھلایا یا اپنے کسی مصرف وضرورت میں خرچ کیا تو یہ زکوٰۃ وعشر ہی کھانا ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ کسی دوسرے کا دیا ہوا نہیں مگر اپنے اوپر واجب شدہ زکوٰۃ وعشر کھایا یا کھلایا۔ یہ غریب، محتاج، بیوہ، یتیم وغیرہ کا حق ہے اس طرح ہرگز ہرگز مت کیجئے۔ خدائے تعالیٰ سے ڈریئے اس کی بارگاہ میں ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہے اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے، حساب لگا کر پیسہ پیسہ اور دانہ دانہ زکوٰۃ وعشر نکال دیجئے۔ اس سے ایک طرف تو مال پاک وصاف، طیب وطاہر اور ضائع واکارت ہونے سے محفوظ ہوجائے گا۔ اور دوسری طرف آپ خود اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال اور اجر وثواب کے حق دار ہوجائیں گے۔

جاندار کے مجسموں سے نفرت:

راقم السطور کی دعوت پر آپ الجامعۃ القادریہ مقام مٹیر بازار ضلع بہرائچ شریف تشریف لائے۔ آپ کے ورود مسعود کی خبر سن کر جامعہ کے متعلقین خصوصاً آپ سے غائبانہ تعارف رکھنے والے شرف نیاز کے لیے خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام ومصافحہ سے مستفیض ہوئے ان آنے والوں میں جامعہ کے پڑوس کے باشندے جناب بھگن صاحب قریشی بھی شامل تھے جو خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف سے وابستہ تھے، مذکورہ خانقاہ کے سابق سجادہ نشیں پیر طریقت مرشد گرامی حضرت مولانا شاہ صوفی محمد صدیق احمد صاحب قادری چشتی قبلہ علیہ الرحمہ اور بدر ملت سے غیر معمولی متاثر اور متعارف تھے۔ حضرت بدر ملت کی نصیحت آمیز باتیں سننے کے بعد یکے بعد دیگرے رخصت ہونے لگے تو راقم سے بھگن صاحب نے کہا ہم بدر ملت علیہ الرحمہ کی دعوت کرنا چاہتے ہیں، ان کا خلوص ومحبت دیکھ کر راقم نے جواب دیا۔ آپ حضرت سے عرض کریں اگر دعوت قبول فرمالیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ انہوں نے کہا مجھے رہنمائی کی ضرورت ہے۔ بالآخر راقم کی معیت میں انہوں نے آپ کی خدمت باسعادت میں دعوت پیش کی اور انتہائی عجز وانکساری سے اپنے گھر لے جانے کے لیے کافی ذوق وشوق کا اظہار کیا۔ خیر حضرت نے دعوت قبول فرمائی۔ کھانا تیار ہونے کے بعد بھگن صاحب حضرت کو لینے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ کے ہمراہ راقم اور جامعہ کے چند اساتذہ کو بھی اصرار کر کے لے گئے۔ جس کمرے میں انہوں نے بیٹھنے کا انتظام کیا تھا اس میں لکڑی پلاسٹک وغیرہ کے گھوڑے، طوطے اور چڑیئے وغیرہ کے مختلف مجسمے رکھے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر آپ نے بھگن صاحب سے بڑے سادے اور پیارے لہجے میں فرمایا ارے بھائی۔ آپ مسلمان ہیں اور براؤں شریف کے حضرت خلیفہ

صاحب قبلہ کے مرید ہیں اور جاندار کے مجسموں سے کمرے سجائے ہوئے ہیں، یہ ایک قسم کے بے جان بت ہیں آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، جس جگہ جاندار کی بے جان تصویریں اور ان کے مجسمے ہوں وہاں نہ رحمت کے فرشتے آتے نہ اللہ رب العزت کی برکتیں نازل ہوتیں اور نہ انہیں گھروں میں رکھنا جائز ہے۔ ان مجسموں کو توڑ پھوڑ کر پھینک دیجئے اور ان کی جگہ گنبد خضریٰ، کعبہ معظّمہ اور دوسرے مقدس مقامات کے طغروں سے کمروں کو آراستہ و پیراستہ کیجئے، جہاں سے برکتیں آئیں اور انہیں دیکھ کر ایمان میں تر و تازگی اور رونق و بہجت آجائے۔

اسلامی لباس:

آپ علیہ الرحمہ راقم السطور کے غریب خانہ کو زینت بخشے ہوئے تھے اور گاؤں کے لوگ چاند کے گرد ہالہ کی طرح آپ کو گھیرے ہوئے تھے اور آپ کی ناصحانہ باتیں سن رہے تھے، انہیں میں ایک صاحب کانچ دار دھوتی پہنے ہوئے سلام و مصافحہ کر کے ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ آپ نے گفتگو کا رخ موڑتے ہوئے فرمایا آپ خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت خلیفہ صاحب قبلہ کے مرید اور شعیب الاولیاء حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ سے روحانی تعلق اور ان کے تئیں انتہائی خلوص و محبت کا جذبہ رکھنے والے افراد ہیں، اس کے باوجود بعض لوگ ہندوؤں کے وضع قطع کے مطابق دھوتی پہنے ہوئے ہیں یہ اسلامی تہذیب کے خلاف لباس ہے۔ کرتا تہبند یا کرتا پائجامہ یہ مسلمانوں کا لباس ہے۔ ایسا عمدہ اور اچھا پہناوا چھوڑ کر غیروں کا پہناوا اپناتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اور آپ کو وہی لباس اختیار کرنا چاہئے جو اسلامی و مذہبی اور اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرغوب و محبوب بھی ہو اور اس سے پرہیز کرنا اور بچنا چاہئے جو انہیں ناراض اور ناخوش کردے۔

لہٰذا میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ آج ہی غیر اسلامی لباس پہننے سے توبہ کرتے ہوئے اسلامی لباس اور دینی وضع قطع رکھنے اور غیروں کے لباس اور ان کے طور و طریقہ اور تہذیب و تمدن سے گریز اور دوری بنائے رکھنے کا مضبوط عہد و پیمان کریں۔ مولائے کریم آپ لوگوں کو توفیق خیر مرحمت فرمائے۔ آمین

آپ کی اس قسم کی نصیحت آموز گفتگو سن کر مجمع میں دھوتی پہننے والوں کے دل میں آپ کی باتوں کی مٹھاس اور چاشنی اثر کرتی گئی اور ذہن و دماغ میں اترتی چلی گئی۔ وہاں سے اٹھنے کے بعد کچھ لوگوں نے بیان کیا کہ آج ہم لوگوں کو موثر نصیحت ملی ہے۔ اب کرتا، تہبند وغیرہ یعنی اسلامی لباس اختیار کریں گے لہٰذا کئی لوگوں نے دھوتی وغیرہ خلاف تہذیب لباس اتار کر اسلامی لباس پہننا شروع کر دیا۔

چین دار گھڑی:

تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ و دیگر علمائے اہل سنت کا فتویٰ ہے کہ چین دار گھڑی ناجائز ہے اور اسی فتویٰ پر حضرت علامہ بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان بھی مضبوطی سے قائم تھے۔ چنانچہ مولانا حشمت علی بہرائچی صاحب نے راقم السطور سے بیان کیا کہ استاذ گرامی حضور بدر ملت علیہ الرحمہ عروس البلاد بمبئی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کی آمد مبارک کی کشاں کشاں مجھے خبر پہنچی تو از حد خوشی ہوئی اور زیارت و ملاقات کے لیے حضور والا کا جس مقام پر قیام تھا چل پڑا۔ حضرت جہاں مقیم تھے بآسانی پہونچ گیا۔ عقیدت مندوں کی بھیڑ دکھائی دی۔ کچھ دیر باہر کھڑا ہو کر بھیڑ کم ہونے کا انتظار کیا لیکن بھیڑ گھٹنے کی بجائے بڑھتی رہی۔ حضور والا کے حجرۂ مبارکہ سے دو نکلتے تو چار اندر داخل ہو جاتے انتظار کی گھڑیاں سخت کٹھن ہو گئیں۔ اسی ہجوم میں اندر جانے کا ارادہ کر کے خدمت سراپا برکت میں

حاضری کا شرف حاصل کیا۔ سلام و مصافحہ کے بعد حضرت قبلہ نے بڑی شفقت و محبت سے خیریت دریافت کی، لیکن جب میری کلائی پر بندھی ہوئی چین دار گھڑی پر نظر پڑی، تو آپ کی ناپسندیدگی اور ناراضگی ظاہر ہوئی جس کا مجھے احساس چین کی طرف نگاہ اٹھنے سے ہوا تو بہت پچھتایا اور دل ہی دل میں نادم و شرمندہ بھی ہوا۔ دوران گفتگو حضور آقائے نعمت نے فرمایا میرے شاگرد ہو کر چین دار گھڑی پہنتے ہو! ایسا ہرگز نہ کرو بلکہ فیتے یا پٹے دار گھڑی پہنو، میں نے اس غلطی پر نادم ہو کر حضرت کی بارگاہ میں سچی توبہ کی اور عرض کیا یہ خادم آپ کا شاگرد ہے اور آج سے ایسی گھڑی ہاتھ میں کبھی نہیں ڈالے گا۔ اپنی غلطی پر حضور والا سے معافی کا طالب ہے۔

جانور بھی رحم و کرم کے مستحق ہیں:

دور طالب علمی میں راقم السطور اور اٹئی رام پور علاقے کے مولانا مسیح الدین خاں یار علوی حضور بدر ملت کی خدمت سراپا شفقت میں آپ کے دولت خانہ پر رہا کرتے تھے، حضرت قبلہ پڑھانے کے لیے مدرسہ چلے آئے اور ہم دونوں کو پہونچنے میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ سوئے اتفاق جلد بازی میں باہری دروازہ بند کرنا بھول گئے جس کی وجہ سے کتا اندر آیا اور کھانے پینے والی چیزوں کو بیکار و برباد کر دیا ہمیں اس کتے پر بڑا غصہ آیا اور جھنجھلا اٹھے لیکن ناچار اپنی کوتاہی کا احساس کر کے خاموش ہو گئے اور اس معاملہ کو صیغۂ راز میں رکھتے ہوئے حضرت بدر ملت علیہ الرحمہ سے تذکرہ نہ کئے شام ہونے سے قبل دوبارہ وہی کتا گھس آیا پھر کیا تھا صبر کا دامن چھوٹ گیا اور ہم دونوں لکڑی لے کر اس پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت قبلہ اپنے کمرے میں آرام فرما تھے اس کی چیخ و پکار اور شور شرابا سن کر باہر نکلے اور فرمایا ارے اسے کیوں مار رہے ہو؟ اس نے کیا قصور کیا ہے عرض کیا گیا کہ آج ایک مرتبہ آ کر کھانے پینے کی چیزوں کو نقصان پہونچا چکا ہے اب دوسری بار آیا ہے۔ تو فرمایا اس کا ادھر ادھر جا کر روزی تلاش کرنا

کام ہے۔ تم لوگ باہر کا دروازہ بند رکھتے تو وہ کیوں کر اندر آ سکتا۔ یہ غلطی اس کی نہیں ہے بلکہ تم دونوں کی ہے۔ دروازہ کھولو اور اسے باہر جانے دو اور خود احتیاط کرو۔ یہ بے زبان جانور اس کی کہاں کھیتی باڑی اور کہاں بزنس ہوتی ہے جہاں سے خوراک حاصل کرے۔ اس کی بھی روزی انسانوں کی کمائی اور ان کی چیزوں میں ہے۔ اسے جو چیز اور جس جگہ کھانے کو مل جائے کھانا شروع کر دے گا۔ جانوروں کے ساتھ بھی نرمی اور بھلائی کرو۔ عام مخلوق کی طرح یہ جانور بھی رحم و کرم کے مستحق ہیں۔ اللہ رب العزت کا لاکھ لاکھ شکر و احسان مانو کہ اس نے انسان اور انسانوں میں مسلمان اور پیغمبر اسلام خاتم النبیین محمد عربی پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور انتہائی نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

کتابوں کا احترام:

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کتابوں کا بڑا احترام اور ان کی قدر فرماتے تھے۔ چٹائی اور چار پائی وغیرہ پر بلا کچھ بچھائے اردو تحریر فرمودہ کتاب نہ رکھتے اور نہ اس سے اونچی جگہ بیٹھتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کتابوں کی قدر و منزلت کرو انہیں زمین اور چٹائی وغیرہ پر بغیر کچھ بچھائے نہ رکھا کرو، نہ ان سے بلند مقام پر بیٹھو۔ اگر کسی کو غلط طریقے پر کتابیں رکھے دیکھتے یا ان سے اوپر بیٹھے مشاہدہ فرماتے تو تنبیہ فرماتے۔ ان کے احترام پر توجہ دلاتے اور فرماتے اچھا بتایئے اگر آپ کے استاذ آئیں تو کیا انہیں زمین یا چٹائی پر بغیر کچھ بچھائے بیٹھاؤ گے یا ان سے اونچے بیٹھو گے؟ تو ہم لوگ کہتے ہرگز نہیں تو فرماتے یہ کتابیں استاذ سے کم درجہ کی نہیں ہیں۔ استاذ سے زیادہ تعظیم و توقیر کئے جانے کی مستحق ہیں۔

اردو حروف کا ادب:

اردو کتابوں کے اوراق اور اردو اخباروں کے ٹکڑے یا ان کے پرزے ادھر ادھر

پھیلے دیکھتے تو اسے اٹھا کر ادب کی جگہ رکھ دیتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے اور ایسا کرنے کا حکم فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ راقم السطور حضرت قبلہ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا راستے میں کوڑا کرکٹ میں اردو اخبار کے چند ٹکڑے بکھرے ہوئے دیکھ کر آپ نے راقم سے فرمایا اردو کے ان ٹکڑوں کو اٹھا لو کہیں ادب کی جگہ یا دیوار وغیرہ کے سوراخ میں لگا دو۔ خادم نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو اخباری کاغذ اور اس پر اخباری خبریں لکھی ہوئی ہی۔ فرمایا ٹھیک ہے اس پر اخباری خبریں لکھی ہوئی ہیں مگر ان کے مفردات تو اخباری نہیں۔ مفردات تو وہی ہیں جو قرآن وحدیث کے ہیں ان مفردات حرفوں کی تعظیم بھی ضروری ہے ان کی خبروں کو مت دیکھو ان میں لکھے ہوئے حروف کا ادب کرو یہ سن کر راقم نے جلدی سے انھیں اٹھایا اور دیوار کے سوراخ میں لگا دیا۔

ادھ کٹا نام:

آج کل ان پڑھ یا کم پڑھے لکھے لوگ عبد الرحمٰن، عبد الجبار، عبد الغفار، عبد القدوس، عبد الصمد، عبد الخالق، عبد الرزاق، عبد القیوم کو رحمٰن، جبار، غفار، قدوس، صمد، خالق، رازق، قیوم وغیرہ کہہ کر پکارتے ہیں بلکہ ان پڑھ ہی کی کیا تخصیص؟ بلکہ بعض پڑھے لکھے کہلانے والے بھی بے توجہی اور لاپروائی میں ایسا کہہ جاتے ہیں لیکن حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات وہ تھی کہ آپ اس قسم کے الفاظ اگر کسی سے سنتے تو فوراً تنبیہ کرتے اور صحیح نام لینے کا ڈھنگ اور طریقہ بڑے اچھے انداز میں بتاتے چنانچہ نونہالانِ اسلام کے لیے تعمیر ادب نام کی جو کتاب تصنیف فرمائی ہے اس کے حصہ اول کے ص ۳۸/ پر تحریر فرماتے ہیں:

''یہ سب خالص اللہ تعالیٰ کے نام ہیں ان سب ناموں کا ادب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ان میں کا کوئی نام کسی انسان کے لیے بولنا حلال نہیں اگر کسی شخص کا نام عبد الرحمٰن ہو تو خبردار! کبھی اس کو رحمٰن نہ کہنا بلکہ ہمیشہ عبد الرحمٰن ہی کہنا۔ اسی طرح

سے عبد الجبار عبد الغفار، عبد القدوس وغیرہم ناموں کا پورا نام لے کر پکارنا۔

نیز تفسیر خزائن العرفان پارہ ۹/ سورۂ اعراف ص ۲۵۲/ کے حوالہ سے تعمیر ادب حصہ اول صفحہ ۳۸/ پر تحریر فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ کو رام، پرماتما، بھگوان یا پربھو، ایشور کہنا جائز نہیں''۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے قریب ایک عوامی شخص نے ''رحمنوا، یا غفّروا کہہ کر کسی شخص کو پکارا۔ آپ نے سنتے ہی فوراً بلا کر اسے سمجھایا کہ ایسا نہ کہا کرو۔ اس طرح کہنا حرام اشد حرام اور سخت حرام بلکہ سرحد کفر تک پہنچنا ہے۔ سچے دل سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں گڑگڑا کر توبہ کرو، شرم وندامت کے آنسو بہاؤ، اس سے معافی مانگو، کہ اے اللہ تبارک وتعالیٰ تیری ذات نرالی، تیری عطا بڑی اور تو بندوں پر بہت بڑا مہربان ہے میری نادانی اور بھول سے بڑا بیجا اور خلاف شرع کلمہ زبان سے نکل گیا، اپنے کہے ہوئے پر شرمندہ اور نادم ہوں اور تیری بارگاہ میں سچی توبہ کرتا ہوں اور کلمۂ اسلام پڑھتا ہوں، تو اپنے حبیب اکبر پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے صدقے اور طفیل میرے جرم وخطا اور غیر مناسب بولے ہوئے لفظ کو معاف فرما دے۔ اب کبھی بھی زبان پر ایسا لفظ نہیں لاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں کہنا:

اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی سے اللہ میاں کہتے سنتے تو فوراً ٹوک دیتے اور تنبیہ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کو اللہ میاں مت کہا کرو ایسا کہنا شرعاً ممنوع ہے۔ توبہ کرو اور اس طرح کہنے سے پرہیز کرو۔ اللہ پاک کا جب نام لینا ہو تو بڑے ادب اور محبت سے اس کا نام لو، اللہ میاں کہنے کی بجائے اللہ تبارک وتعالیٰ، اللہ پاک، اللہ رب العزت، پاک پروردگار، خدائے تعالیٰ اور خدائے پاک، اللہ عزوجل، اللہ عز جلالہ، اللہ سبحانہ، اللہ عز شانہ یا جل شانہ وغیرہ کہا کرو۔

وہابی کے ساتھ نکاح:

حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں ایک صاحب نے عرض کیا کہ وہابی لڑکے کے ساتھ سنی لڑکی کا نکاح جائز ودرست ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا وہابی گستاخ رسول کافر ومرتد اور بے دین اور جنیو اور چٹیا رکھنے والے ہندو سے بھی برے اور بدتر ہیں اس لیے کہ ہندو پیارے مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی اور بے ادبی نہیں کرتے ہیں مگر وہابی دیوبندی کی گستاخیاں طشت از بام ہوچکی ہیں اس لیے علمائے حق کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہابی مذہب والے کے یہاں رشتہ قائم کرنا حرام حرام سخت حرام ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ دنیا کی کسی بھی عورت کا نکاح صحیح ودرست نہیں ان کے ساتھ رسمی نکاح کر کے لڑکی بھیجنا خالص زناکاری کے لیے پیش کرنا ہے۔لڑکی اور اس کے ساتھ نکاح ہونے پر راضی رہنے والے سبھی لوگ سخت گنہگار جفا کار اور مستحق عذاب نار ہوں گے، جس طرح ایک مسلمان کسی ہندو کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا گوارا نہیں کرسکتا اسی طرح ایک سچا پکا ایمانی حرارت وجذبہ سنیت رکھنے والا مسلمان وہابی دیوبندی، تبلیغی، مودودی، ندوی، غیر مقلد، رافضی، صلح کلی اور ملحد بے دین کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا درکنار ایسی بات سننا بھی پسند نہ کرے گا، ایسے مرتد بے دین فرقوں کے ساتھ اپنی لڑکیوں یا لڑکوں کا نکاح کر کے اپنی بہن بیٹیوں یا بیٹوں بھائیوں کی عاقبت وآخرت تباہ وبرباد نہ کرو۔ دین وایمان بہت قیمتی دولت ہے۔ ان سے رشتہ داری ہونے پر ایمان میں کھوکھلا پن اور گراوٹ آجاتی ہے بلکہ ایمان میں گھن لگ جاتا ہے۔ لہٰذا تم لوگ ہرگز ہرگز ان کے ساتھ شادی بیاہ، راہ ورسم اور دینی، دنیوی تعلقات نہ رکھو، نہ ان کے ساتھ اپنی بہن بیٹیوں کا نکاح کرو اور نہ ان کی بہن بیٹیوں کو اپنے نکاح میں لاؤ۔ یہ جان لیوا دشمن سے بھی زیادہ موذی اور تکلیف دہ ہیں، حضور بدر ملت علیہ

الرحمہ نے ایسا کیوں فرمایا؟ اس کا جواب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مثنوی شریف سے ملاحظہ کیجئے۔ حضرت فرماتے ہیں۔

مار بد تنہا ہمیں بر جاں زند
یا بد بر دیں وبر ایماں زند

یعنی زہریلا سانپ اگر ڈسے تو جان جائے گی مگر ایمان سلامت رہے گا جس کے سبب ہمیشہ کی سلامتی ہے اور اگر بد مذہب دوست کا زہر چڑھ گیا تو دین وایمان برباد ہوجائے گا اور دنیا وآخرت دونوں خراب **خسر الدنیا والآخرۃ ذٰلک ھو الخسران المبین** کا مصداق ہوگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا جلال الملۃ والدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

واشداء علی الکفار باش
خاک بر دلداری اغیار باش

یعنی اے مسلمان تو اسی طریقہ پر گامزن رہ جو طریقہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بتایا ہے کہ وہ کافروں پر بہت سخت ہیں اور بد مذہب بد دین لا مذہب بے دین لوگ اگر تیری دلداری کے لیے تجھ پر احسان بھی کریں تو اس دلداری واحسان پر خاک ڈال۔ اور فرماتے ہیں نفعنا اللہ بسرہٖ القدسی

ہیں مکن روباہ بازی شیر باش
بر سر اعدائے دیں شمشیر باش

یعنی اے مسلمان! سنتا ہے، دین ومذہب کے معاملہ میں لومڑی کی طرح پالیسی بازی، مکاری مت کر بلکہ شیر بن جا اور دشمنان دین کے سروں پر تلوار بن جا۔ اور فرماتے ہیں قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ المعنوی

حب للہ بغض للہ کن شعار

تا بیابی بردر دل دار بار

یعنی اے مسلمان! اللہ کے لیے اللہ کے دوستوں سے دوستی کر اور اللہ کے لیے اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کو اپنا مخصوص نشان بنالے جس سے تیری شناخت ہو جب تو ایسا کرے گا اسی وقت تجھے اس محبوب رب العلمین اور اس کے محبوب رحمۃ للعلمین جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ قرب میں تجھے باریابی نصیب ہوگی۔ غرض وہابی، دیوبندی وغیرہ کے کفر میں ہرگز شک نہ کیا جائے کہ جو ان کے عقیدے پر مطلع ہو کر پھر سمجھ بوجھ کر ان کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

درمختار میں ہے **من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر** اس قسم کے ہر مذہب کے ساتھ نکاح حرام و باطل محض زنا، ان کا ذبیحہ مردار حرام، ان کے ساتھ کھانا، پینا، اٹھنا بیٹھنا، ملنا، جلنا کوئی برتاؤ مسلمان کا ساہرگز ہرگز کسی طرح جائز نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف جلد ہشتم ص ۳۳۰)

مولائے کریم ہمیں اور آپ اور جملہ مسلمانوں کو کھری سنیت پر قائم رکھے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

(نوٹ: جسے دھوتی کے متعلق مسئلہ شرعی کی مزید معلومات حاصل کرنی ہو اسے فتاویٰ رضویہ شریف جلد نہم نصف اول صفحہ ۹۰/۹۱۔ مطبوعہ رضا اکیڈمی کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ لفظ اللہ میاں کے متعلق فتاویٰ رضویہ شریف جلد ششم صفحہ ۱۲۰/ فتاویٰ مصطفویہ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی کے صفحہ ۸۹/۹۰ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ عبد الصمد قادری ۱۷/صفر ۱۴۲۵ھ)

(ماخوذ معارف بدر العلماء ص: ۳۶۱)

از: مولانا عبد الصمد قادری اورنگ آبادی

حضور بدر ملت کے روز و شب کے معمولات

بفضلہٖ تعالیٰ وبعون سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء گدائے کوئے رضوی کو حصول علم دین کے سلسلے میں تقریباً ساڑھے تین سال تک سفر و حضر میں آپ کی خدمت میں حاضری کا موقع میسر آیا، مگر آپ کو فرائض و واجبات اور سنن کی ان کے وقتوں پر ادائیگی کے ساتھ ساتھ نماز چاشت بھی قضاء ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ آپ کے ایک معتبر معتقد کے حوالہ سے قلمبند کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضور والا کو فیض آباد کے قریب ایک سنی مذہبی ادارے کا نظام درست کروانے کے سلسلہ میں دینی سفر درپیش ہوا اور پچپڑا بازار سے بعد نمازِ فجر بذریعہ ٹرین روانگی ہوئی، راستے میں جب چاشت کا وقت ہوگیا، تو آپ نے سنت کے مطابق وضو فرمایا، بعدہ معلوم کیا کہ سمتِ قبلہ کس جانب ہے۔ اس کے بعد ٹرین ہی پر مصلیٰ بچھا دیا اور انتہائی اطمینان وسکون سے چار رکعت نماز چاشت ادا فرمائی بعدہ درود شریف وغیرہ کا ورد کرتے ہوئے گونڈہ پہونچ گئے۔

اس بے نوا نے یہاں تک دیکھا کہ تلاوتِ قرآن مجید، کلمۂ طیبہ شریف، درود غوثیہ اور قصیدۂ غوثیہ شریف اور درود جمعہ شریف وغیرہ جو معمولات تھے حتی الامکان سفر و حضر میں اپنے مقررہ اوقات سے آگے پیچھے نہیں ہونے دیتے۔ نیز حدیث شریف کی دعائیں جیسے سونے کے وقت کی دعا، سوکر اٹھنے کی دعا، استنجا کی دعا،

فارغ ہونے کے بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے کی دعا، مسجد سے نکلنے کی دعا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد کی دعا وغیرہ خود پڑھتے اور اپنے شاگرد و متعلقین اور مرید و متوسلین کو مقررہ اوقات پر پڑھنے کی تاکید کرتے اور اپنے ادارے میں اس پر کڑی نگرانی فرماتے تھے۔

اس سلسلے میں بھی ایک واقعہ تحریر کرتا ہوں۔ ایک مرتبہ حضرت علیہ الرحمہ کے ایک شاگرد و مرید اکبر علی رضوی ڈومریا گنج کے قریب کے رہنے والے کو درودِ جمعہ نہ پڑھنے کی بنیاد پر طلبا کے سامنے مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے باورچی کو بلوا کر رات کا کھانا بند کروا دیا اور آئندہ کے لیے تمامی طلبہ کو درودِ جمعہ پابندی کے ساتھ پڑھنے کی سخت تاکید کی۔ اس زمانہ میں حضور والا کے لیے کھانا باورچی خانہ ہی سے آتا تھا۔ رات کا طعام جب خادم لایا تو حضور والا نے اس کھانے کو اسی طرح ڈھک کر رکھوا دیا اور جب طلبہ سو گئے تو حضور والا نے خود ہی رومال سے ڈھک کر کھانے کی سینی کو اٹھایا اور اکبر علی رضوی کے سرہانے پہونچ کر آہستہ سے انھیں جگا کر فرمایا یہ کھانا رکھا ہوا ہے اٹھ کر کھا لینا۔ یہ فرما کر الٹے پاؤں اپنی درس گاہ میں لوٹ گئے اس طرح کے اندازِ شفقت و محبت کے بہت سے نقوش ہیں مگر یہاں اتنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

اسی طرح اپنے بعض متعلقین کی مستورات کے لیے دور دراز مقامات پر بذریعہ خط فرائض و واجبات وغیرہ کی تاکید فرماتے اور ان کے لیے تسبیح و مصلیٰ اپنی جانب سے بھیجتے تھے اور انھیں بھی مذکورہ بالا دعائیں پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے۔

اپنے اور متعلقین کے حل مشکلات کے لیے نمازِ غوثیہ کا سلسلہ جاری رکھتے اور ان مخصوص متعلقین نیز جملہ غلامانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لئے دعا فرماتے۔

آپ اولیائے کرام اور بزرگانِ دین اور علمائے حق سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے تھے اور اپنے متوسلین کے دلوں میں بھی اولیائے کرام کی محبت و عقیدت کا چراغ

جلانے کی کوشش کرتے تھے۔ یہاں پر یہ شعر کہنا آپ کے حال کے موافق ہوگا۔

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ
مرشدی بدر ملت پہ لاکھوں سلام

اولیائے کرام کی عقیدت و محبت کا اظہار آپ اس طرح بھی فرماتے رہے کہ بلاناغہ اسلامی مہینہ کے ہر گیارہویں تاریخ کو حضور پر نور سرکار غوث اعظم جیلانی بغدادی اور ہر چھٹی تاریخ کو سرکار خواجہ غریب نواز اجمیری اور حضور مجاہد ملت رئیس اڑیسہ اور ہر چودہویں تاریخ کو حضور پُر نور سرکار غازی بہرائچی اور مرشد برحق شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم بریلوی اور ہر ۲۵ رویں تاریخ کو حضور پر نور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بارگاہ میں خصوصیت کے ساتھ نذر و نیاز پیش فرماتے رہے اور ان سرکاروں اور جملہ بزرگانِ دین کے وسیلے سے امت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے لیے خصوصی دعا فرماتے رہے۔

حضرت کی پاک زندگی اتباع سنت کے معاملہ میں ہمارے لیے نمونۂ عمل ہے۔ ادائیگی سنت کے لیے آپ سفر و حضر میں کنگھی، آئینہ، عطر، سرمہ سوئی، دھاگہ، مسواک و خلال، تسبیح و مصلیٰ، بدھنا اور استنجا کے لیے مٹی کا مصنوعی ڈھیلا بھی ہمراہ ضرور رکھتے تھے اور سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے قطب نما بھی ساتھ ہوتا تھا۔ محفل میلاد شریف میں شرکت سے قبل سر پر عمامہ کا التزام بھی فرماتے تھے۔

اپنے مہمانوں اور ملاقات کرنے والے احباب کو پہونچتے ہی سب سے پہلے مٹھائی کھلا کر پانی پلانا، سنی مسلمانوں کی دعوت قبول کرنا اور امیروں پر غریبوں کو ترجیح دینا، حاجت مندوں کی حاجت روائی بالخصوص غریب و نادار طلبہ کی کفالت اور ان کی خبر گیری کا بہت زیادہ خیال رکھنا، بیماری کی خبر سن کر تیمار داری کرنا، موت و انتقال کی خبر پر تعزیت کا التزام فرمانا، دور دراز مقام کے لئے غریب سنیوں کی

دعوت انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ قبول فرمانا اور ما حضر رغبت کے ساتھ تناول فرمانا اور کبھی کسی کھانے میں نقص نہ نکالنا، بسا اوقات پاپیادہ یا بذریعہ سائیکل پندرہ بیس کلو میٹر یا زیادہ کا فاصلہ طے فرما کر محفل میلاد شریف میں شرکت کرنا اور پھر اسی طرح واپس ہونا وغیرہ وغیرہ آپ کی خوبیاں تھیں۔

فرزندان اہل سنت کی عبرت کے لیے حضرت علیہ الرحمہ کے کچھ احوال قلمبند کرتا ہوں اس امید پر کہ ہمارے اندر بھی خلوص اور بے لوث خدمت دین کا جذبہ بیدار ہو۔

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۱۸ھ حضور خلیفہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے عرس پاک میں براؤں شریف حاضری پر مسجد میں ایک ضعیف العمر حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے پرانے معتقد سے ملاقات ہوئی۔ موصوف سے مل کر مجھے از حد خوشی ہوئی اور ان سے حضرت علیہ الرحمہ کے کچھ احوال معلوم کیا تو موصوف نے چند واقعات اس بے نوا کو سنایا جس میں ایک واقعہ ذکر کرتا ہوں۔ موصوف نے کہا:

''حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضری دیتے ہوئے جب مجھ چند ماہ گزر گئے تو ایک بار کی حاضری پر حضرت نے دریافت فرمایا کہ بھائی آپ کو میرے پاس آتے جاتے ہوئے اتنا روز گزر گیا کیا کبھی آپ اپنے گاؤں میں کسی سنی عالم دین کو بھی لے گئے؟ یہ سن کر اس غلام نے عرض کیا کہ حضور میرے گاؤں والے بہت غریب سنی ہیں۔ اس پر برجستہ حضور والا نے فرمایا کہ آپ اپنے گاؤں میں جا کر بتا دینا کہ میں بھونا چبا کر یعنی کھا کر بھی تقریر کرتا ہوں۔ لہٰذا اپنے گاؤں پہونچنے کے بعد اس کا چرچا کیا اور اس خبر سے غریب سنیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور دوسرے ہی روز محفل میلاد شریف منعقد کرنے کا انتظام کر لیا اور مجھے حضور والا کی خدمت میں دعوت دینے کے لیے براؤں شریف لوگوں نے روانہ کیا۔ وہاں پر حضور والا کی خدمت میں دعوت پیش کیا۔ خندہ پیشانی سے قبول فرمایا اور نماز عصر

سے فارغ ہو کر پیدل چل کر مغرب کے وقت میرے گاؤں تشریف لائے، محفل پاک میں ایمان افروز بیان فرمایا۔ بعد اختتام قیام گاہ پر مخصوص متعلقین کو نماز و روزہ، زکوٰۃ و خیرات، دسواں، بیسواں اور وضو، غسل وغیرہ کے موٹے موٹے مسائل کی تعلیم دی اور آدھی رات سے زائد گزرنے کے بعد استراحت فرمایا اور فجر کی اذان سے قبل بیدار ہو گئے ضروریات سے فارغ ہو کر نماز فجر باجماعت ادا فرمائی اور مدرسے کی تعلیم کے اوقات سے قبل بغیر نذرانہ لیے خوشی خوشی واپس ہو گئے اور اس کے بعد اسی طرح دوبارہ سہ بارہ کی دعوت قبول فرماتے رہے۔

اسی طرح دوسرا واقعہ آپ علیہ الرحمہ کے شاگرد و مرید مولانا آدم صاحب رضوی مٹیسر والے نے مجھے بتایا کہ ایک مرتبہ میری تحریک پر گاؤں والوں نے محفل میلاد شریف کا انتظام کیا اور حضرت علیہ الرحمہ کو مدعو کرنے کے بعد آپ کی ناسازیٔ طبیعت کے پیش نظر مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے آمد و رفت کے لیے ایک جیپ طے کر لیا۔ حضور والا میں حاضر ہو کر جب اس کی خبر پہونچائی تو آپ نے ہلکی سی ناراضگی ظاہر فرمایا اور فرمایا کہ کیا گاؤں میں لڑھیا یعنی بیل گاڑی نہیں ہے؟ اور غریب میزبانوں کے بار کا خیال فرماتے ہوئے جیپ والے کو منع کروا دیا اور بذریعہ بیل گاڑی ہی تشریف لائے۔

تیسرا واقعہ:

تھانہ بانسی موضع دسیا کے باشندے معشوق علی یار علوی نے مجھے بتایا کہ شادی کے بعد لمبا عرصہ گزر گیا تھا کوئی بچہ نہیں ہوا۔ ناامیدی سے گھبرا کر حضور بدر ملت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ولد صالح کے لیے درخواست پیش کیا۔ حضور والا نے رجسٹر نکال کر ایک مضمون تیار کیا ''یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم! تو نے اپنے محبوب سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے صدقے اور طفیل میں اگر مجھے ولدِ صالح عطا فرمایا تو یہ بے نوا حضور

پرنور سرکارِ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسمِ گرامی پر خدمتِ دین کے لیے وقف کر دے گا''۔ اور اس مضمون کے نیچے حضرت علیہ الرحمہ نے مجھ سے دستخط کروایا اور دو گواہوں سے بھی دستخط کروایا۔ اور دعا دے کر مجھے گھر لوٹا دیا۔ خدا کی شان کہ ٹھیک نواں مہینہ پورا ہوتے ہی بچے کی بخیریت پیدائش ہوگئی۔ اور اس خوشی میں تقریباً ہر سال محفلِ میلاد پاک کرواتا رہا اور حضرت شرکت فرماتے رہے۔

مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے ان کا مکان ۱۳/۱۴ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مگر حضور والا زیادہ تر بذریعہ سائیکل تشریف لاتے اور بغیر نذرانہ لیے اسی طرح واپس جاتے۔

ایک مرتبہ بانی محفل معشوق علی بھائی نے غربت کے باعث اپنے خستہ حال مکان کے اندر ٹوٹی پھوٹی چارپائی پر حضرت کے لیے بیٹھنے اور لیٹنے کا انتظام کیا۔ اس محفل میں کچھ سیٹھ لوگ بھی شریک رہے۔ جب ان لوگوں نے حضرت علیہ الرحمہ کو خستہ مکان اور چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو اشارہ کنایہ میں عرض کیا حضور میرے گھر تشریف لے چلیں وہاں سارا انتظام آپ کے موافق رہے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت نے برہمی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ میں مہمان ان کا ہوں اور قیام آپ کے گھر کروں؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ان واقعات سے روز روشن کی طرح یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی مبارکہ میں غریبوں کی دل جوئی کا بڑا خیال رکھا اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس شعر پر عمل فرماتے ہوئے رخصت ہوئے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزار کعبہ یک دل بہتر است

حاصل شعر: کسی مسلمان کے دل کو خوش کرنا اکبر حج ہے، ہزار بار کعبہ شریف کی زیارت سے ایک مسلمان کا دل خوش کرنا زیادہ اچھا ہے۔

خلاصہ یہ کہ آپ کی پاک زندگی حضور علیہ التحیۃ والثنا کی سنت کے عین مطابق تھی۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کرام کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ شریعت پر متابعت اور سنت کا ذوق ابھرتا تھا۔ آپ کے پاس بیٹھنے سے سینہ میں عشق مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا جذبہ اور آپ کی گفتگو سن کر دل میں خوف خدا پیدا ہوتا تھا۔

(ماخوذ مضامین بدر ملت، ص: ۸۰)

۷۸۶/۹۲

عزیزم قادری رضوی نوری وعلیکم السلام ثم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمتہ وبرکاتہ

آپ کا لفافہ وصول ہوا۔ اجمیر شریف عرس سرکار خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان سے واپسی کے بعد میری طبیعت ناساز ہوئی۔ پھر ناسازی طبع میں اضافہ ہوا۔ بڑھیا میں علاج معالجہ ہوتا رہا، کمزوری کا غلبہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ بلرامپور کے شاہد بھائی بڑھیا آئے تھے، میری حالت دیکھ کر مجھے بلرامپور لے گئے، وہاں علاج ہوتا رہا، پھر نویں دن بلرامپور سے واپسی ہوئی، تین دن براؤں شریف میں قیام رہا، وہاں سے بڑھیا آنا ہوا۔ پھر ۲۰ر شعبان ۱۴۱۲ھ کو بستی آنا ہوا، وہاں سے ۲۴ر شعبان کو برہان پور کے لئے روانگی ہوئی، بعدہ تیسرے دن برہان پور سے چل کر بمبئی پہونچے۔ آپ کا دوسرا لفافہ جس میں مولانا غلام غوث کی پور بندر میں تقرری کا ذکر تھا بڑھیا ہی میں وصول ہوا تھا، لیکن جواب میں بہت تاخیر ہوئی، مولانا غلام غوث کوڑی نار شریف آپ کے پاس جارہے ہیں، آپ مولانا موصوف کو ساتھ لے کر پور بندر چلے جائیں، اور محترم برادر قادریت حاجی علی محمد کھتری سے بالمشافہ گفتگو ہوجائے گر سہائے گنج ضلع فرخ آباد میں حامل رقعہ کو تدریس کا کام جاری

ہوگیا تھا، مگر حاسدوں کی ریشہ دوانیوں سے عاجز ہوکر مولانا موصوف نے استعفا دے دیا، تدریسی کام چھوڑے ہوئے مولانا کو عرصہ گزر گیا ہے اس لئے موصوف کو تدریسی خدمت بتدریج انجام دینے کا موقع ملنا چاہئے اور اگر یوپی، بہار کی طرح چٹ منگنی پٹ بیاہ کے طور پر کچے پکے نام نہاد طلبہ کو دورۂ حدیث کی تعلیم دلوانا ہو تو اراکین ادارہ غوث اعظم سے معافی مانگ لیجئے گا، اور مولانا موصوف کا تقرر ہرگز منظور نہ کیجئے گا۔

حاجی صاحب موصوف کو سلام کہیں، حافظ یار علی کو سلام و دعا۔

کلمۂ لاحول شریف ساٹھ بار اور اول و آخر درود شریف پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیجئے، یہ عمل ۱۱ر دن انجام دیں، مولیٰ تعالیٰ آپ کا وسوسہ دفع فرمادے۔

۱۲ر رجب ۱۴۱۲ھ سے اب تک تیمّم کے سہارے نماز پڑھ رہا ہوں۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد بمبئی

۴ر رمضان شریف ۱۴۱۲ھ شب سہ شنبہ

اس آخری مکتوب میں بھی آپ کیسی ٹھوس تعلیم و تربیت کے لئے ناظم مدرسہ کو تاکید اور تنبیہ فرما رہے ہیں، بتانا یہ ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کے اخیر وقت تک فروغ علم دین کے لئے پوری توانائی صرف فرمائی اس لئے کہ دین کی بقا علم دین سے ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ سنی علما زیادہ سے زیادہ اور قابل سے قابل تیار ہوں جو دین متین کی نمایاں اور زریں خدمات انجام دیں۔

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی قبلہ علیہ الرحمہ تفسیر نعیمی پارہ سوم ص ۴۲ر پر فضیلت علم دین کے سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں:

علم دین بڑی نعمت ہے کہ یہ باقی ہے دیگر سب فانی دین کی تمام بہار علم دین سے ہے، مسجد میں نمازیں، میدان جنگ میں جہاد، عدالتوں میں انصاف، بازار کی رونق، موت کے وقت مدد، قبر کا نور، محشر کی نجات علم دین کی برکت سے ہے، تھوڑا علم دین بہت مال سے افضل ہے کہ رب تعالیٰ نے ساری دنیا کو قلیل فرمایا مگر تھوڑے علم و حکمت کو خیر فرمایا۔ حضور بدر ملت نے جہاں اشاعت علم دین میں اپنی زندگی کی گھڑیاں صرف فرمائیں وہیں اپنے روز و شب کو اپنے مرشد گرامی کے طریقہ پر چل کر گزارنے کی ہر ممکن کوشش بھی کی۔ لہٰذا یہاں پر غوث زماں سرکار مفتی اعظم کے کچھ واقعات کے بعد آپ کا بھی ایک واقعہ قلمبند کیا جا رہا ہے جس سے قارئین سرکار مفتی اعظم و حضور بدر ملت کی زندگی میں یکسانیت کی جھلک محسوس کریں گے۔

روپیوں سے بھری تجوری:

برادر طریقت جناب الحاج محمد عشرت حسین صاحب قادری رضوی نوری فتح پوری زید مجدہ نے ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۴۱ھ کو عرس نوری کے موقع پر خانقاہ اعلیٰحضرت بریلی شریف میں اپنا آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کیا۔ ذیل میں ملاحظہ کریں:

تقریباً ۵۰/۵۵ر سال قبل ایک مرتبہ بمبئی میں سرکار حضور مفتی اعظم اور آپ کے ہمراہ چند مریدین و معتقدین کی دعوت جناب الحاج ہارون بٹاٹا والے کے یہاں ہوئی، اس موقع پر حضرت کے ہمراہ میں بحیثیت خادم شریک دعوت رہا۔ داعی نے بڑی پرتکلف دعوت کا اہتمام و انتظام کیا۔ اس موقع پر جب سبھی لوگ خورد و نوش سے فارغ ہو چکے تو میزبان نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور اوپر والے محلے پر ہمارا خاص کمرہ ہے اس میں قدم رکھ دیں۔ حضرت نے ان کی عرضی قبول فرمالی اور داعی کی دلجوئی کے لیے اوپر والے محلے میں تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے

ساتھ ساتھ رہا۔ وہاں پہونچنے کے بعد دیکھا کمرہ ہر طرح سے سجا دھجا ہے اور اس کے بیچ میں ایک بہت بڑی تجوری ہے اس کے دونوں پلے کھلے ہوئے ہیں اور تجوری نوٹوں سے بھری ہوئی ہے وہاں پہنچنے کے بعد حضرت نے پلنگ پر قیام فرمایا اور صاحب خانہ سے محو گفتگو رہے اسی بیچ انہوں نے حضرت سے عرض کیا۔ حضور! یہ تجوری آپ کی ہے اس میں سے آپ جتنی رقوم چاہیں اپنے ادارہ دار العلوم مظہر اسلام کے لیے اور جتنی چاہیں اپنی خانقاہ اور ذاتی ضرورت کے لئے لے لیں۔ داعی کی زبان سے یہ جملہ سماعت فرمانے کے بعد آپ نے ان کے لیے برکات دارین کی دعا فرمائی اور اپنی صدری میں ہاتھ ڈالا دست مبارک میں جو بھی روپئے آئے اسے ان کی تجوری میں ڈال دیا اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے تجوری کا پلہ بند کروا کر وہاں سے نیچے تشریف لے آئے اور اس میں سے ایک روپیہ بھی آپ نے نہیں لیا۔

نذرانہ میں کار قبول نہیں فرمایا:

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی موصوف نے بیان کیا کہ راجکوٹ گجرات کا ایک سیٹھ حضرت کی بارگاہ میں نذر پیش کرنے کے لئے نئی کار لایا۔ اس کو چلانے کے لئے صرف ڈرائیور کو اس میں بیٹھایا اور خود دوسری کار پر سوار ہو کر بریلی شریف پہونچا۔ اس کی نیت یہ تھی کہ کار حضرت کے لیے ہے اور اس پر پہلی بار حضرت ہی سوار ہوں گے۔ خدا خدا کر کے وہ مرید و عقیدت مند شہر بریلی شریف پہونچنے کے بعد رات کے وقت کسی ہوٹل میں قیام کیا۔ اور دوسرے روز کار لے کر حضور والا کی ملاقات و زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ اپنے دار الافتا میں دینی کاموں میں منہمک و مشغول تھے۔ وہیں انہوں نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے ان سے خیریت معلوم کیا اور پوچھا کہ یہاں آپ لوگ کب پہونچے؟ انہوں

نے جواباً عرض کیا گذشتہ رات حاضر آیا۔ حضرت نے فرمایا تو کہاں ٹھہرے اور کھانا کہاں کھایا؟ انہوں نے جواب دیا کہ قیام و طعام ہوٹل میں کیا گیا۔ آپ نے ہلکی سی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا آپ میرے مہمان ہو کر کھانا ہوٹل میں کیوں کھائے؟ کھانا یہاں کھانا چاہئے تھا اور مہمان خانے میں ٹھہرنے کا بھی انتظام تھا۔ بہر حال دوپہر کا کھانا ساتھ میں کھانا ہے۔ دوران گفتگو سیٹھ صاحب نے اپنی جیب سے کار کی کنجی نکالی اور عرض گزار ہوئے کہ حضور آپ کی خدمت میں بطور نذر ایک کار لایا ہوں اسے قبول فرمالیں یہ اس کی کنجی ہے، اس کے جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ فقیر کو اس کی کیا ضرورت ہے۔ اسے کون چلائے گا؟ کہاں کھڑی ہوگی؟ اور کون تیل کا انتظام کرے گا؟ انہوں نے جواباً عرض کیا حضور آپ اطمینان رکھیں جب تک میری زندگی باقی رہے گی ان شاء اللہ تعالیٰ سارا انتظام میں کرتا رہوں گا۔ مگر کسی قیمت پر حضرت قبول کرنے کے لئے راضی نہ ہوئے سیٹھ صاحب اصرار پر اصرار کرتے رہے۔ اخیر میں حضرت نے سیٹھ صاحب اور ان کے ہمراہیوں کو ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ ادھر آیئے۔ دار الافتاء سے چند قدم کے فاصلے پر دو دینی بھائی رکشہ لئے ہوئے دھوپ میں کھڑے تھے۔ ان کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے حضرت نے فرمایا آپ لوگ دیکھ رہے ہیں یہ رکشہ والے میرے ہی انتظار میں زیادہ تر کھڑے رہتے ہیں کہ میں کہیں آؤں جاؤں گا تو ان لوگوں کو کچھ فائدہ پہنچ جائے گا۔ جب میں آپ کی کار قبول کرلوں گا اور اسی کے ذریعہ آنا جانا شروع ہو جائے گا تو ان غریبوں کا دل ٹوٹ جائے گا۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ آپ کی نیک نیتی اور علما نوازی کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور برکات دارین سے مالا مال کرے۔ دعاؤں سے نوازتے ہوئے حسین پیرائے میں سیٹھ صاحب وغیرہ کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیا مگر کار قبول نہیں فرمایا۔

مفتی اعظم کا عکس جمیل:

راوی مذکور جناب الحاج محمد عشرت حسین صاحب رضوی نوری زید مجدہ جب یہ دونوں واقعات بیان کر چکے تو انہوں نے مجھ سے بتایا۔ حضور مفتی اعظم کے بعد تمام معاملوں میں حضور بدر ملت کو مفتی اعظم کا عکس جمیل پایا۔ بدر ملت کا ایک واقعہ ذیل میں پیش ہے۔ حضور بدر العلماء جب بھی بمبئی تشریف لاتے تو زیادہ تر ہانڈی والی مسجد میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ وہیں حضرت قبلہ کی زیارت اور صحبت کا موقع میسر ہوتا تھا۔ مجھے جب یہ معلوم ہوا کہ آپ کی دوسری زوجہ محترمہ سے ایک صاحبزادے محمد عرف رابع نورانی میاں جو تین سال کے تھے اور صاحبزادی فارحہ خاتون جن کی عمر صرف ایک سال کی تھی۔ بمبئی میں اس زمانے میں میری کپڑے کی سلائی کی دوکان تھی۔ اس میں ریڈی میڈ لباس تیار کیا جاتا تھا۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ کے دونوں بچوں کے لئے کپڑا تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دوں۔ لہٰذا دونوں کے لئے کپڑا تیار کیا گیا اور خوبصورتی میں اضافہ کے لئے ان کپڑوں میں ہلکا ہلکا زری وغیرہ کا کچھ کام کر دیا گیا۔ تیار کرنے کے بعد آپ کی بارگاہ میں جب لے کر حاضر ہوا تو حضرت سے ملاقات بات ہوئی۔ آپ نے خیریت معلوم فرمایا اسی بیچ میں نے عرض کیا کہ حضور والا کا بیگ کہاں ہے؟ آپ نے کہا کیا بات ہے؟ میں نے جواباً عرض کیا کہ بچوں کے لئے کپڑا لایا ہوں، آپ نے فرمایا۔ دکھلایئے کیسا کپڑا لائے ہیں ذرا میں بھی دیکھ لوں۔ اس پر میں نے کہا حضرت وطن پہنچنے کے بعد ملاحظہ فرمالیا جائے گا۔ آپ اس بات پر آمادہ نہ ہوئے۔ پھر آپ کے اصرار پر جب کپڑا تھیلی سے نکال کر حضرت کو دکھلایا تو زری کا ہلکا پھلکا کام دیکھ کر آپ نے فرمایا عشرت بھائی! آج ہی سے جب میرے بچے اس طرح کا چٹک مٹک والا لباس دیکھ لیں گے تو ان کا ذہن بگڑ جائے گا اور بعد میں پھر اسی طرح

کا لباس طلب کریں گے تو انہیں کون پورا کرے گا۔ لہٰذا آپ اس کپڑے کو واپس لے جائیں اور مجھے اس سلسلہ میں معذور رکھیں۔ اصرار بسیار کے باوجود حضرت بدر ملت نے اس کپڑے کو قبول نہیں فرمایا۔ بہر حال اسے واپس لایا اور اس کے بعد پھر بالکل سادہ انداز میں دونوں کے لئے کپڑے تیار کئے اور حاضر خدمت ہو کر پیش کیا اسے دیکھا اور بجملہ تبارک وتعالیٰ بخوشی قبول فرمالیا۔ یہ تھا آپ کا دینی مزاج

مقتدائے اہلسنت ہم سے رخصت ہوگئے
آہ وہ میر شریعت ہم سے رخصت ہوگئے
جن کو عشق مصطفیٰ نے لے لیا آغوش میں
وہ شہید عشق والفت ہم سے رخصت ہوگئے
شان درویشی عیاں تھی جن کے حال وقال سے
آہ وہ شیخ طریقت ہم سے رخصت ہوگئے
مفتی اعظم کے پیارے بزم رضوی کے نقیب
بدر دین وبدر ملت ہم سے رخصت ہوگئے

از: مولانا محمد علیم خاں قادری امجدی

بدر ملت اور کردار سازی

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم واصحابه المعظمین

اس دنیائے فانی میں ایسے بے شمار افراد جلوہ گر ہوئے جن کے علم وفضل، حکمت ودانائی، زہد وتقویٰ، تصلب فی الدین، خدا رسیدگی ورسانیدگی اور کردار واخلاق نے ایک جہاں کو روشن ومنور کیا اور ان کی تقویٰ شعار زندگی نے ان گنت وبے شمار افراد کو جادۂ مستقیم پر گامزن کر دیا۔ مزاجوں، طبیعتوں اور فطرتوں کے اعتبار سے ان اشخاص کی زندگی پر مختلف رنگ کے جلوے بکھرے چنانچہ بعض برگزیدہ ہستیاں اپنے ایمان واعتقاد کی درستگی کے ساتھ اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ و پاکیزہ کردار اور اخلاق کریمانہ کے ذریعہ خدائے تعالیٰ کا قرب حاصل کر کے اولیا، فقہا، ائمہ، محدثین اور مجتہدین کی جماعت میں شامل ہوئیں اور اپنی زندگی کے تمام لمحات کو تسلیم ورضا کا پیکر بنا لیا۔ معرفت حق سے ان کے قلوب معمور اور انوار حقیقت ومعرفت سے ان کی آنکھیں روشن ہوگئیں، عبادت الٰہی اور اطاعت رسول گرامی وقار سے ان کے پیکر خاکی کندن ہوگئے، غرضیکہ تاریخ اقوام وملل کے مطالعہ سے بے شمار جلووں کا نظارہ نصیب ہوتا ہے ایسے ہی نادر روزگار اور صاحب پاکیزہ کردار افراد میں رئیس الاتقیا، خلیفہ مفتی اعظم، بدر ملت حضرت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات پاک ہے، جن کے کردار کا پورا عالم معترف ہے، جن کے کردار حسنہ کی مثال اس وقت اس نیلے آسمان کے نیچے دور دور تک نظر نہیں آتی۔

چنانچہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کی پرہیزگاری وتقویٰ شعار زندگی کو دیکھیں، حد

درجہ احتیاط کو دیکھیں کہ رضوی کتاب گھر بھیونڈی کے منیجر کے نام سے بغرض تنبیہ آپ نے خط لکھا اور اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ میری اس کتاب کے آخر میں اگر آپ چاہیں گے تو صرف سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر علماے اہل سنت کی تصانیف کا اعلان دے سکتے ہیں بازاری کتابوں کا اعلان نہیں دے سکتے، کاتب کو ہدایت کر دیں کہ درود شریف کے بدلے ص، صلعم ہرگز ہرگز نہ لکھے، یوں ہی کلمات ترضی وترحم کے عوض رض، رح، کا اشارہ نہ لکھے۔

درج بالا مکتوب سے بدر ملت کے احتیاط کا پتہ چلتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کتنے باادب اور محتاط تھے کہ کلمات درود کی تخفیف اور اختصار پر ناشرین کتب تک کو تنبیہ فرماتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے ساتھ صرف ص یا صلعم لکھنے کی ممانعت واضح فرما رہے ہیں اور پوری کتاب میں کسی جگہ ایسا نہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں آپ کے اس مبارک کردار کو دیکھ کر آج پوری دنیا حیرت میں ہے اور آپ کے مبارک کردار کو راہ نجات گمان کرتی ہے۔

جب رحمت الٰہیہ متوجہ ہوتی ہے تو اس کی کرشمہ سازی کے چشمے ابل پڑتے ہیں اعلائے کلمۃ اللہ اور خلق خدا کی خدمت کے اسباب غیب سے مہیا ہونے لگتے ہیں مرجھائی ہوئی کلیوں میں جان پڑ جاتی ہے اور جاں بلب انسانیت کو حیات نو مل جاتی ہے۔

عادت الٰہیہ نے اپنے دستور کے مطابق یہاں بھی کچھ ایسی ہی کارسازی فرمائی، براؤں شریف جو ضلع سدھارتھ نگر کا ایک غیر متعارف گاؤں ہے جہاں مذہبی شعائر سے کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی، اعلیٰ حضرت سے لوگ آشنا نہیں تھے، ایک دن مشیت اس چھوٹے سے گاؤں پر جھوم کر برسنے لگی، شعیب الاولیاء شاہ محمد یار علی رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں جلوہ گر کر دیا اور شعیب الاولیاء علیہ الرحمہ کے فیضان کو عام کرنے کے لیے حضور بدر ملت حضرت علامہ شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری علیہ

الرحمہ کو صاحب پاکیزہ اخلاق وکردار بنا کر براؤں شریف بھیج دیا پھر وہاں سے بڑھیا بھیج کر وہاں کی مٹی کو خاک شفا بنا دیا۔

بلاشبہ بڑھیا کی سرزمین باعث عزت وتکریم ہے، اس کی عظمت کی نشانی ایک عرصہ سے ظاہر ہے، مگر یہ سب کچھ یوں ہی نہیں بلکہ اس کی عظمت وشہرت جس ذات گرامی کے سبب ہے وہ ذات فدائے اعلیٰ حضرت، خلیفہ مفتی اعظم حضور بدر ملت کی ہے، جنھیں اہل سنت وجماعت نے اپنا مقتدا وپیشوا تسلیم کیا، جنہوں نے اپنی کاوشوں سے مدرسہ غوثیہ بڑھیا کو بام عروج تک پہونچایا اور لوگوں کے اندر مذہبی بیداری پیدا کر کے حق اور باطل کے مابین خط امتیاز کھینچ دیا۔

خوف خداوندی:

حضور بدر ملت ایک بطل جلیل، نڈر، اور دنیا ومافیہا سے بے پرواہ تھے، دنیاوی رنج والم سے بے نیاز، خوف خداوندی کے پیکر اور سنت مصطفوی کے سچے پیروکار تھے، انھیں دنیوی عزت اور ناموری سے کوئی سروکار نہ تھا، بلکہ ہر لمحہ وہ مذہبی عزت وعظمت کے خواہاں وطلب گار رہتے تھے، جس کو امام عشق ومحبت، سیدنا اعلیٰ حضرت نے خوب بیان فرمایا ہے:

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لیے امان ہے

خود بھی خوف خدا میں مستغرق رہتے تھے اور اپنے مریدین ومحبین کو بھی خدائے تعالیٰ کی قہاری وجباری کی تلقین فرماتے رہتے تھے، جیسا کہ ایک بندۂ مومن کو اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرنا چاہئے، اور ہر لمحہ اسی سے امید ورجا رکھنی چاہئے۔ خود میرے والد گرامی عالیجناب محمد حسین خاں صاحب ساکن بانگڈھ پوسٹ امور باس علاقہ بھانبھر ضلع بلرامپور یوپی بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو پانچ روپیہ چندہ دیا تو حضرت نے برجستہ فرمایا کہ آپ تو گھر کے مالک ہیں نہیں پھر آپ کے پاس پانچ روپیہ آیا کہاں سے، میں نے کہا کہ حضرت یہ الگیا

(الگ سے جمع کیا ہوں) ہے تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ایسا الگیا تو نہیں کہ گھر کے مالک نے بازار بھیجا اور سامان سے جو پیسہ بچا آپ نے بغیر مالک کی اجازت رکھ لیا تو میں نے کہا کہ حضور ایسا نہیں بلکہ سسرال سے مجھے ایک بکری ملی تھی اور اس بکری کو میں نے بٹائی پر دیا ہے اور یہ پانچ روپیہ اسی بٹائی والی بکری سے ملا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ بکری بٹائی پر کیسے دیتے ہیں اور اس کا طریقہ کیا ہے تو میں نے کہا کہ حضور ہم بکری کسی آدمی کو دے دیتے ہیں اور وہ آدمی اس بکری کو چراتا ہے اور اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اور جب بکری دو بچے جنتی ہے تو ایک بچہ ہم اور دوسرا بچہ چرانے والا لیتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اور اگر ایک ہی بچہ دیا تو، میں نے کہا کہ اس بچہ کو بیچ دیتے ہیں اور قیمت دونوں لوگ تقسیم کر لیتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اور اگر بکری بچہ ہی نہ دے تو، تو میں نے کہا کہ تو جو بکری کا مالک ہوتا ہے وہ اسے بیچ لیتا ہے اس پر حضرت نے فرمایا کہ یہ بالکل غلط ہے بیچارہ بٹائی والا بچہ کی امید میں چھ مہینہ یا سال بھر بکری چراتا رہا اور مالک نے سال بھر کے بعد بیچ لیا تو اسے کیا ملا؟ یا تو چرانے کی مزدوری دی جائے پھر اخیر میں تنبیہ فرمانے کے بعد وہ پانچ روپیے حضور والا نے مدرسے کے لئے لے کر مدرسہ غوثیہ کی رسید انہیں دیتے ہوئے فرمایا کہ یاد رکھیں زندگی میں کبھی کسی کی حق تلفی نہ کریں اور خدا سے خوف کھاتے رہیں ایک دن سب کو مرنا ہے اور بارگاہ الٰہی میں ذرّے ذرّے قطرے قطرے کا حساب دینا ہے۔

حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کے ایک بہت بھروسے مند نے بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت مقام اموا باس علاقہ بھانبھر ضلع بلرامپور (یوپی) میں بغرض چندہ تشریف لائے ہوئے تھے۔ گاؤں والوں نے حضرت سے ملاقات کی اور چندے کی رقم حاضر کیا۔ جب چندہ کا کام پورا ہو گیا تو حضرت نے خادم سے فرمایا کہ حساب ملا لیجئے۔ جب حساب ملایا گیا تو اس میں ۲۵/ پیسے کا اضافہ ہو گیا۔ کئی بار جوڑا گھٹایا گیا مگر ہر بار ۲۵/ پیسہ زائد ہی نکلا۔ حضرت نے چندہ دہندگان کو اعلان کروا کر

دریافت فرمایا کہ کسی کا ۲۵/ پیسہ زیادہ تو نہیں چلا آیا۔ جب کافی کوشش کے بعد بھی پتہ نہیں چلا تو حضرت نے گاؤں بھر کے مسلمانوں کے نام ایک رسید کاٹ کر دیا اور اس میں لکھ دیا ''جملہ مسلمانان اموا باس''

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

حضرت قبلہ کا فرمان حرف بحرف صحیح ثابت ہوا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کبھی اپنے محبوبان بارگاہ کا دل معرفت کے انوار سے اس طرح روشن فرما دیتا ہے کہ وہ آئندہ زمانے میں ہونے والی باتوں کو جان لیتے ہیں اور حسب موقع انہیں بیان بھی کر دیتے ہیں، جس کی جا بجا مثالیں اہل اللہ کے تذکروں اور صوفیا کی کتابوں میں ملتی ہیں، جنہیں پڑھ کر اہل ایمان کو روشنی ملتی ہے اور اہل ارادت جن سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ کچھ ایسا ہی واقعہ حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کا ہے بڑا پر کیف سماں تھا، حضور بدر ملت بان گڑھ گاؤں میں جناب نور محمد خاں صاحب کے گھر پر جلوہ افروز تھے، چاروں طرف عقیدت مند حضرات گھیرے ہوئے تھے اور حضرت کی باتیں سن رہے تھے اتنے میں میرے والد گرامی آئے انہیں دیکھ کر جناب شریف صاحب ساکن پپری نے کہا کہ حضرت ان کا آنا جانا وہابیوں کے یہاں رہتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا میں تنبیہ کر رہا ہوں وہ ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی چھوٹ جائے گا، مزید میرے والد صاحب کو سمجھایا۔ بعد میں دیکھا گیا کہ حضرت قبلہ کا فرمان حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور الحمد للہ رب العلمین تقریباً بیس سال سے زیادہ زمانہ گزر گیا، والد صاحب قبلہ نے وہابیوں، دیوبندیوں کے یہاں جانا، آنا بالکل ترک کر دیا۔

فقط تلمیذ محدث کبیر ۲۹/ رجب ۱۴۴۰ھ

از: علامہ مفتی حامد القادری مظفر پوری

حضور بدر ملت ترجمان اہل سنت

(اقتباسات بدر ملت)

سوز اصلاح قوم:

عصر حاضر میں مذہب بیزاری عام ہو چکی ہے، دینی شعائر کا احترام دلوں سے اٹھتا جا رہا ہے۔ فرائض وواجبات سے غفلت برتی جا رہی ہے۔ جس قوم مسلم کو خلافت الٰہیہ کا تاج زریں عطا ہوا تھا آج اس کے اکثر وبیشتر افراد نے خالی آفت والی حرکتوں پر اپنا تن من دھن قربان کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کو ان کا فرض منصبی یاد دلانے اور ان میں احساس بیداری وذمہ داری پیدا کرنے کے لئے حضرت بدر ملت نے بڑے ہی سوز ودرد اور قلق واضطراب کے ساتھ بہت سارے مضامین حساس عنوانات پر زیب قرطاس وقلم فرمائے۔ ان مضامین کے مطالعہ کے بعد دین پر سختی سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ہاں! جس کی قسمت میں قسام ازل جل جلالہ نے ابتدا ہی میں محرومی لکھ دی ہے اسے اصلاح قبول نہ کرنے پر اپنے نصیبے پر ماتم کرنا چاہئے۔

ذیل میں حضرت بدر ملت کے مضامین کی خاص خاص باتیں اس امید کے ساتھ سپرد قلم کر رہا ہوں کہ صاحب مضامین علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت کے ساتھ ساتھ ان کا پاک مشن عام سے عام تر ہو جائے۔ وما توفیقی الا باللہ

خلاصۂ تعلیم وارشادات:

(۱) ایک مومن کا نماز پڑھتے رہنا غلامیٔ مصطفیٰ کی نشانی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم

(۲) باپ کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ وہ خود نمازی ہو بلکہ اپنی اولاد کو بھی نمازی بنائے۔

(۳) شوہر پر جہاں یہ لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے شرعی حقوق ادا کرے وہیں یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو نماز کی تاکید کرے۔

(۴) حضرات پیران کرام کے لیے جہاں اور باتیں ضروری ہیں وہیں یہ امر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے مریدوں کو نماز کی تلقین کریں اور غفلت کی صورت میں ناراضگی کا اظہار کریں۔

(۵) مدارسِ عربیہ دینیہ کے حضرات اساتذہ پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ طلبہ کی چال چلن کی نگرانی اور اصلاح کرتے رہیں وہیں یہ بھی فرض ہے کہ وہ نماز باجماعت کے لئے طلبہ پر سختی رکھیں اور جو طالب علم نماز باجماعت کا پابند نہ ہو اس کو درسگاہ سے نکال باہر کردیں۔

(۶) ایک دوست کے لئے جہاں دوستی کے حقوق ادا کرنے ضروری ہیں وہیں یہ بھی واجب ہے کہ وہ اپنے ساتھی پر اخلاقی دباؤ ڈال کر اسے نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرے اور غفلت وسستی کی صورت میں اس سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا رہے۔(دین کا ستون از کتاب نورانی گلدستہ)

(۷) تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے علما مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دیں۔

(۸) واعظین وخطباوقت کے بدترین مذہبی فتنوں سے مسلمانوں کو بچائیں۔

(۹) دین کے چھپے دشمن بارگاہ رسالت کے بگلا بھگتوں سے مسلمانوں کو ہوشیار اور چوکنا رکھیں۔

(۱۰) خانقاہوں کے پیران کرام، درگاہوں کے سجادہ نشین، تعلیم گاہوں کے

علمائے عظام، دارالعلوم و جامعہ کے ساحر البیان واعظین، تبلیغی جلسوں میں مدعو کئے جانے والے مقررین عام مسلمانوں کو وہابیت کی گمراہی و بے دینی سے آگاہ کریں اور یہ حکم شرعی سنائیں کہ وہابیوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ وہابیوں سے شادی بیاہ کا رشتہ لگانا حرام ہے۔ وہابیوں سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا جائز نہیں۔ وہابی دیوبندی پیر سے مرید ہونا حرام اور باطل ہے۔ وہابی مولوی اگر میلاد شریف پڑھنے اور قیام تعظیمی کرنے پر تیار ہو جائے تب بھی اسے منبر پر جگہ دینا اس سے تقریر کروانا حرام و ناجائز ہے۔

(۱۱) سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے جاں نثار علما اور وفادار خطبا کا اہم فریضہ ہے کہ موجودہ دور کی بدعقیدگی، آزاد خیالی، بے دینی بالخصوص وہابیت، دیوبندیت، صلح کلیت کے فتنے سے مسلمانوں کو بچائیں۔

(اہم ترین فریضہ از مضامین بدر ملت)

(۱۲) قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل یعنی یہودی لوگ خودسری اور سرکشی میں بہت آگے تھے انہوں نے حلال وحرام کے امتیاز کو ختم کردیا تھا ان کی گستاخانہ طبیعت کا عالم یہ تھا کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حق گوئی کی وجہ سے شہید کردیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کفر وطغیان والی قوم پر طرح طرح کا عذاب نازل فرمایا۔ ان کے کثیر افراد سوّر اور بندر بن کر ہلاک ہوئے۔ افسوس موجودہ زمانہ میں اکثر مسلمانوں کی زندگی پر یہودیوں کے مزاج اور ذہنیت کی گہری چھاپ پڑگئی ہے۔ دور حاضر کے مسلمان احکام شرعیہ کے سامنے ڈھٹائی، شوخی اور لاپروائی دکھارہے ہیں۔

(۱۳) احکام دینیہ میں سب سے اہم حکم یہ تھا کہ مسلمان سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا آقا ومولیٰ وحاکم وفرماں روا سمجھیں، سرکار کی تعظیم ومحبت کو اپنے تمام

امور میں بالا رکھیں، سرکار کی محبت و تعظیم کی برکت سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ملے گی۔ خدا کی عظمت و جلال پر ایمان نصیب ہوگا، آخرت کی سدھار کی فکر ہوگی۔

(۱۴) جس سرکار کی تعظیم کے لئے قرآن مجید نے سرکار کے حق میں راعنا کا لفظ بولنے سے ممانعت کی اور اس جگہ انظرنا کہنے کی تعلیم دی، آج یہودی مزاج مسلمان کہلانے والے قرآنی تعلیمات کی مخالفت کرتے ہوئے اسی سرکار کو گالیاں دیتے ہیں بلکہ کتابوں میں لکھ کر چھاپتے اور شائع کرتے ہیں۔

(۱۵) اسلامی تعلیم یہ تھی کہ مسلمان اپنا بدن پاک و طاہر رکھیں، نماز و تلاوتِ قرآن پاک کی پابندی کریں۔ روزہ رکھیں۔ زکوٰۃ کے لیے عربی سال کے مہینے کی کوئی تاریخ مقرر کرلیں۔ زمین کی پیداوار کا دسواں، بیسواں ادا کریں۔ سچ بولیں، جھوٹ اور فحش الفاظ زبان سے نہ نکالیں۔ اسلامی لباس پہنیں، فاسقوں، کافروں کی وضع قطع سے بچیں، شرع کے مطابق ایک مُشت داڑھی رکھیں، نکاح کے موقع پر ناچ، گانے بجانے اور لڑکے کو رشوت دے کر اور تلک چڑھا کر رشتہ طے کرنے سے بچیں، سنیما نہ دیکھیں، غیر مردوں سے عورتوں کو پردہ کرائیں، جو شخص شریعت کے مسئلہ میں دھاندلی کرتا ہو سب مل کر اس کا بائیکاٹ کریں۔ پنچائتی شکل میں اس پر اتنی سختی کریں، جس سے مجبور ہر کروہ شریعت کے دائرہ میں آجائے۔

یہ تھے اسلامی معاشرہ کو برپا رکھنے کے شرعی احکام لیکن یہودی مزاج مسلمان عتاب و عذاب خدا سے بے خوف ہوکر بری طرح احکام شرعیہ کی کھلے عام مخالفت کر رہے ہیں۔ کافرانہ طرز زندگی اختیار کرنے والے مسلمان پیشاب کے بعد نہ تو پانی سے طہارت کرتے ہیں نہ ڈھیلے یا پتھر سے، ان کا کپڑا اور جسم ناپاک رہتا ہے، مسجدیں نمازی کو ترستی ہیں، لیکن ظالم، فاسق مسلمانوں کو ان پر رحم نہیں آتا، پڑھے لکھے ستم گر یہودی صفت مسلمانوں کو قرآن مجید تلاوت کرنے کا موقع نہیں ملتا، لیکن

جاسوسی رومانی تاریخی ناول، افسانہ، ماہنامہ، ہفت روزہ اخبار پڑھے بغیر ان کا دانہ ہضم ہی نہیں ہوتا۔ رمضان شریف کے دنوں میں یہودی مزاج مسلمان کھلے عام پان، بیڑی، سگریٹ استعمال کرکے ماہِ مبارک کا مذاق اڑاتے اور روزہ دار مسلمان کو چڑھاتے ہیں۔ مالدار دھاندھ لی باز مسلمان تاؤ میں آکر خلافِ شرع کاموں میں تو پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں، لیکن دین و مذہب کے معاملہ میں اگر روپیہ خرچ کرنا پڑے تو ان کو بخار آجائے گا۔ آج مسلمان کہلانے والوں میں فی ہزار پانچ نفر مشکل سے ملیں گے جو سچ بولنے کی عادت رکھتے ہوں، باقی نوسو پنچانوے وہ ہیں جن کے لئے جھوٹ دال روٹی کی طرح غذا ہے، مسلمان کہلانے والا وکیل اپنے موکل کو علی الاعلان جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتا ہے اور خود جھوٹ کی رسی بٹنے کی روٹی کھاتا ہے اور پھر صاف ستھرا مہذب انسان بنتا ہے۔ ننانوے فی صد مردوں، عورتوں کا شیوہ فحش الفاظ بولنا اور آپس میں گالی گلوج کرنا ہے۔ بہت سے بے حیا دیوث اپنی بیٹی، بہن، ماں کے سامنے عورتوں کی شرمگاہ کا پھوہڑ نام لے کر بے دریغ گالیاں بکتے ہیں، کفار و مشرکین کی نقالی کرتے ہوئے آج کا یہودی مزاج ظالم مسلمان اسلامی لباس کے بجائے فاسقوں کا لباس پہنتا ہے۔ جوان لڑکیاں ننگا لباس پہن کر سینہ تانے ہوئے اسکول جاتی ہیں، مسلمان کہلانے والے ظالم داڑھیاں منڈاتے اور کافروں کی صورت بنائے رہتے ہیں، اور بعض تو داڑھی کا مذاق اڑاتے ہیں، کچھ بے حیا دیوث باپ اپنی منکوحہ لڑکی کو اس کے شوہر سے طلاق لئے بغیر دوسرے مرد کو زنا کاری کے لئے دینے لگے۔ پہلے چوری چھپے زنا کاری ہوتی تھی، اب کھلے عام باطل نکاح کی آڑ میں صریح زنا کاریاں ہو رہی ہیں، لیکن محلّہ، ٹولہ اور پاس پڑوس کے مسلمان ان زنا کاریوں کے خلاف کوئی آواز نہیں اٹھاتے، نہ زنا کرنے والوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

انہیں یہودیانہ گستاخیوں، شوخیوں اور فاسقانہ غداریوں، دھاندلیوں کے انتقام میں اللہ تعالیٰ نے یورپ کے سکھائے ہوئے کتوں، بھیڑیوں اور ریچھوں کو اپنا قہر وعذاب بنا کر مسلمان کہلانے والوں پر مسلط کر دیا ہے۔ بھلا لیڈروں، ایڈیٹروں میں دم ہے کہ اسلام وسنیت پر ظلم کرنے والے مسلمانوں کو قہر الٰہی سے بچالیں، حکومت کو گالیاں دینے اور حکومت کے خلاف چیخنے چلانے سے نہ تو قہر الٰہی ٹلے گا نہ مسلمانوں کے مسائل حل ہوں گے۔ قہر الٰہی تو اسی صورت میں ٹلے گا کہ مسلمان بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں، اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر استغفار کریں، معافی مانگیں، صحیح عقیدۂ دینیہ سیکھ کر اللہ ورسول پر ایمان رکھیں، بارگاہ رسالت کے وفادار بن کر سرکار کی غلامی واطاعت اختیار کریں۔ کرسی کی لالچ میں دشمنان اسلام سے دوستی نہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس کھرّے ایمان اور سچی غلامیٔ مصطفیٰ کی برکت سے غلبہ عطا فرمائے گا، جس سے ان کے مسائل آپ سے آپ حل ہوجائیں گے، حکومت وقت ان پر مہربان ہوگی، لیڈروں کی لیڈری کی قطعی ضرورت نہ رہے گی، بفضلہٖ تعالیٰ امن وامان اور سکون واطمینان نصیب ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ موجودہ دور کے مسلمان یا تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام بن کر عزت والی زندگی بسر کریں اور دنیا سے سرکار کا غلام بن کر سفر کریں، یا اللہ ورسول سے سرکشی کر کے قہر الٰہی کا کوڑا کھائیں، اپنی مسجدوں اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرائیں۔ دنیا میں کتوں جیسی ذلیل زندگی گذاریں۔ پھر فاسق وفاجر بن کر مریں۔ العیاذ باللہ۔ مسلمانوں کی عملی زندگی کا سُدھار خوف الٰہی پر موقوف اور ان کے عقائد دینیہ کی حفاظت کھرے عقیدے اور پاکیزہ کردار والے سنی علما ومشائخ کی صحبت سے وابستہ ہے اس لئے قرآن نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور کھرے عقیدہ اور پاکیزہ کردار

والے سنی عالموں اور پیروں کے ساتھ رہو۔

(قہر الٰہی سے نجات کا راستہ از مضامین بدر ملت)

(۱۶) مذہب اہل سنت وجماعت پر مضبوطی سے قائم رہیں، اہل سنت کے جتنے مخالف مثلاً رافضی، قادیانی، نیچری، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد، تبلیغی، مودودی، ندوی، صلح کلی وغیرہ سب سے اپنا ایمان بچانے کے لئے جدا رہیں، اور سب کو اپنا مذہبی دشمن اور مخالف جانیں، ان کی بات نہ سنیں، ان سے میل جول نہ رکھیں، ان کی کوئی کتاب نہ دیکھیں۔

(۱۷) نماز پنج گانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے، مردوں کو مسجد میں حاضر ہونا اور جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے، کسی کی نوکری، ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینا سخت ناشکری، پرلے درجہ کی نادانی ہے، کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لاسکتا۔

(۱۸) جتنی نمازیں قضا ہوگئی ہیں، سب کا ایسا حساب لگائیں کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں، زیادہ ہوجائیں تو حرج نہیں۔

(۱۹) جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے لہٰذا صحیح وضو کرنے کی عادت ڈالنا نہایت ضروری ہے، اس تاریک دور میں وضو میں بڑی لاپرواہی برتی جارہی ہے، وضو کی سنتوں کا لحاظ رکھنا تو دور کی بات ہے خود فرض وضو کے لالے پڑے ہیں۔

(۲۰) جتنے روزے کبھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کرلیے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کرلی جائے، اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔

(۲۱) جو صاحبِ مال ہیں، زکوٰۃ بھی دیں اور جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کر کے ادا کر دیں۔

(۲۲) مالک نصاب پر ہر سال قربانی کرنا اور فطرہ دینا ضروری ہے، کھیتی والے پر اپنے کھیت کی پیداوار کا عشر ادا کرنا لازم ہے۔

(۲۳) صاحبِ استطاعت پر حج فرض اعظم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تارک حج کو فرمایا کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

(۲۴) عورتیں پردہ کو فرض جانیں۔ ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے، نہ بے پردہ پھریں، نہ بے پردہ گھر میں رہیں۔ مردوں پر فرض ہے کہ اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں وغیرہ کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید کریں۔ جنھیں سزا دے سکتے ہیں انہیں سزا دیں۔

(۲۵) مرد داڑھی کو لازم جانیں، داڑھی شعار اسلام ہے، داڑھی منڈانا کتروانا حرام ہے۔ داڑھی کی شرعی حد ایک مشت ہے جو اس سے کم کرادے وہ فاسق ہے۔ بعض درگاہوں کے سجادہ نشین حضرات اپنی داڑھی کتروا کر حد شرع سے کم رکھتے ہیں ان پر جب خواہش نفسانی کا اتنا غلبہ ہے کہ اپنے چہرے پر چار انگل کی داڑھی نہیں بڑھا سکتے تو کسی ولی کے مزار کی سجادگی قبول کرنے کا ان کو کیا حق ہے؟

(۲۶) جھوٹ، گالی، بدزبانی، چغلی، غیبت، بدکاری، ظلم، خیانت، نام ونمود، غرور وتکبر وغیرہ افعال قبیحہ غلامیٔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ کو کمزور کرتے رہتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان اعمال سیئہ سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

(۲۷) سینما بینی کی وبا اسلامی معاشرہ کی دشمن ہے اور اب تو اس تاریک دور میں ٹیلی ویزن کا ظالم بت باپ، بھائی، بیٹا، بیوی، بہو، بیٹی، بہن اور داماد سب کی غیرت، حیا شرم، لحاظ کو بُری طرح لوٹ رہا ہے۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنے گھروں کو اس ظالم بت کی نجاست سے پاک کریں (خوش عقیدہ مسلمانوں کے لئے ضروری ہدایات)

(۲۸) مسلمانوں کے اعمال بد کی شامت اور نحوست نے متعصب حکمرانوں، اسلام دشمن لیڈروں، فساد پسند ہندوؤں کو اس قدر جری بنا دیا کہ انہوں نے انصاف، قانون اور دستور ہند سب کا گلا گھونٹ کر اجودھیا کی چار سو ستاون (۴۵۷) برس کی قدیم تاریخی بابری مسجد کو مندر میں تبدیل کر دیا۔

(۲۹) چار سو ستاون برس کی طویل مدت میں کسی ہندو نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ رام چندر مندر توڑ کر بابری مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

(۳۰) ۲۲/ دسمبر ۱۹۴۹ء کو ۲/ بجے رات میں ہندوستان دشمن بلوائیوں نے دسٹرک مجسٹریٹ نائر اور دیگر حکام ضلع فیض آباد سے سہارا پا کر بابری مسجد کے ممبر پر مورتی نصب کر دی اور کمال تعجب تو یہ ہے کہ مسجد کی حفاظت پر مقرر پولیس کی موجودگی میں مورتی نصب کرنے کا کام انجام دیا گیا۔

(۳۱) مسلمانوں نے بابری مسجد پر اس سنگین ظلم کے خلاف ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا۔ ابھی ہائی کورٹ سے کوئی فیصلہ صادر بھی نہ ہوا تھا کہ یکم فروری ۱۹۸۶ء کو صوبائی اور ضلعی حکمرانوں نیز فیض آباد کورٹ کے جج نے بابری مسجد کا تالا توڑ کر اسے ہندوؤں کے حوالے کر دیا اور ظلم پسند ہندوؤں نے ایک قدیم شاہی خدا خانہ کو بت خانہ بنا دیا۔

(۳۲) اے سرکار خواجہ! ہم نہتوں، بے دست و پا مسلمانوں پر ارباب اقتدار کی چیرہ دستی بہت بڑھ گئی ہے، پہلے تو جان و مال، عزت و آبرو، گھر دوکان پر مسلسل حملے ہوتے رہے اب مسلمانوں کے دین و ایمان، حدیث و قرآن، مسجد و معبد پر حملے شروع ہو گئے ہیں۔ یا سرکار اجمیر المدد۔ یا سرکار خواجہ الغیاث۔

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ
اولیا کو حکم نصرت کیجئے

(تاریخی بابری مسجد اجودھیا)

(۳۳) نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے کیوں کہ ایک صورت میں وہ رافع سنت ہے اور دوسری صورت میں اسراف ہے۔ نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مکبرین کی تقرری کی جائے۔ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو وہ رافع سنت ہوگا اور نمازیوں کی کمی ہے پھر بھی محض فیشن اور رواج کے پیش نظر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو اسراف ہے۔

(نماز اور لاؤڈ اسپیکر)

(۳۴) آج کل مشرکین و مرتدین کی دیکھا دیکھی سنی مسلمانوں میں بھی دستی چین دار گھڑی کا استعمال روز بروز بڑھتا جا رہا ہے، یہ چین شکل وصورت میں بالکل عورتوں کے کنگن جیسا ہوتا ہے تو گویا گھڑی باندھنے کے بہانے کلائی میں کنگن استعمال ہو رہا ہے۔

(۳۵) شرعی اعتبار سے چین دار گھڑی کا استعمال ناجائز و ممنوع ہے اور چین دار گھڑی باندھے ہوئے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳۶) اب بہت سے فیشن ایبل مولانا حضرات بھی چین دار گھڑی کی شکل میں کنگن پہننے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں، مولانا صاحبان کا یہ خلاف شرع عمل جواز کی سند اور دلیل نہیں بن سکتا۔

(مولانا کی بھی کلائی میں کنگن)

(۳۷) قرآن مجید کے محاورہ اور بولی میں کفری عقیدہ رکھنے والے لوگ ظالم ہیں، **والکٰفرون ھم الظٰلمون** (سورۃ البقرۃ ۲، پ۳، آیت ۲۵۴) یعنی کفری عقیدہ رکھنے والے لوگ خود ہی ظالم ہیں۔

(۳۸) کفری عقیدہ رکھنے والے جو شرعاً ظالم ہیں، مسلمان ان سے میل جول، دوستی اور محبت نہیں کر سکتے، **ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم**

النار (سورۃ الھود ۱۱، پ۱۲، آیت ۱۱۳) کفری عقیدہ والے ظالموں کی طرف مت جھکو، ورنہ تمھیں جہنم کی آگ بھون ڈالے گی۔

(۳۹) کھلے کفار و مشرکین اور کلمہ گو منافقین و مرتدین جو شرعاً ظالم ہیں مسلمانوں کا ان کے ساتھ میل جول، اٹھنا بیٹھنا، جائز نہیں، **وامایُنسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین** (الانعام ۶، پ۷، آیت ۶۸) اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھ۔

(۴۰) جو سنی مسلمان قادیانیوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا، **منھم** ہو کر قادیانی ہو گیا۔

(۴۱) جو سنی مسلمان رافضیوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا **منھم** ہو کر رافضی ہو گیا۔

(۴۲) جو مسلمان نیچریوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا **منھم** ہو کر نیچری ہو گیا۔

(۴۳) جو سنی مسلمان دہریوں سے محبت کرے وہ سنی نہیں رہ گیا **منھم** ہو کر زندیق ہو گیا۔

(۴۴) جو سنی مسلمان محفل میلاد شریف قائم کرے، نیاز و فاتحہ کرے، سرکار خواجہ غریب نواز، سرکار محبوب الٰہی نظام الدین اولیا، سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی وغیرہم کی بارگاہ میں حاضری کی خاطر اجمیر شریف، دہلی، کچھوچھہ مقدسہ وغیرہ جائے مگر بایں ہمہ دیوبندیوں، وہابیوں سے قلبی محبت کرے، میل جول رکھے، تو وہ سنی نہیں رہ گیا **منھم** ہو کر وہابی، دیوبندی ہو گیا، جیسا کہ وہ حلوا جو پاک اور ستھرا ہو خوب لذت دار ہو اونچے دام کا ہو، مفرح قلب و دماغ ہو، خوشبو دار ہو، لیکن بایں ہمہ گوبر سے دوستی کر کے گوبر سے مل جائے تو وہ حلوا نہیں رہ گیا گوبر ہو گیا۔

(۴۵) یہود و نصاریٰ کافرانِ بد ہیں اور ان سے بدتر مشرکین ہیں اور ان سے

بدتر کلمہ گو منافقین و مرتدین اور ان میں سب سے بدتر بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثنا کے گستاخ اور باغی وہابی، دیوبندی ہیں، تو جب قرآن حکیم نے فتویٰ دیا کہ یہود ونصاریٰ سے قلبی محبت و وداد کفر وارتداد ہے تو اسی قرآن مجید کا بدلالۃ النص فتویٰ ہے کہ وہابی، دیوبندی سے دلی محبت اور قلبی موافقت شدید کفر وارتداد ہے۔

(۴۶) فان اللہ عدو للکٰفرین (البقرہ۲، پ۱، آیت ۹۸) اللہ تعالیٰ جو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے وہ کافروں کا ہرگز دوست نہیں، بلکہ دشمن ہے اور جب اللہ کافروں کا دشمن ہے تو دشمنان خدا سے قلبی محبت رکھنا ضرور کفر ہے۔

(چند قرآنی فتاویٰ)

(۴۷) دہریہ اور ملحدین کے سوا باقی کلمہ گو فرقوں میں کوئی ایسا نہیں جو عقیدہ کی اہمیت کا منکر ہو، عقیدہ جڑ اور عمل شاخ، اگر عقیدہ حق ہے تو عملِ خیر کارآمد ونفع بخش ہے اور اگر عقیدہ باطل اور کفری ہے تو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ، قربانی، تلاوت قرآن مجید، تبلیغ اسلام وغیرہ سب اکارت اور حبط ہیں۔

(عقائد دینیہ اسلامیہ)

(۴۸) جو چیز دین اسلام کا نشان ہو اس کو مٹانا بحکم قرآن مجید ناجائز وحرام ہے، مثلاً ختنہ اسلام کا شعار ہے اس کو باقی رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے، یونہی داڑھی جو ختنہ سے بھی بڑھ کر نشانی اسلام وشعار دین ہے، اسے باقی رکھنا مسلمانوں کے لئے بے حد ضروری اور ختم کر دینا حرام ہے، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دین کے اس شعار عظیم کو ختم کرنے اور بالکل مٹا دینے پر خود مسلمان ہی تلے ہوئے ہیں، مسلمان کہلانے والوں میں جو حکمراں طبقہ ہے وہ تو گویا اس شعار مقدس کو نیست ونابود کر کے دفن کر چکا ہے، چنانچہ دورِ حاضر میں مسلم ممالک کے وزرا، سفرا، اور صدر مملکت کو آپ داڑھی منڈا ہی پائیں گے، کیوں کہ ان کے نزدیک وزارت،

سفارت اور صدارت کا اہل ہونے کے لئے داڑھی منڈایا داڑھی کترا ہونا اہم شرط ہے یوں ہی غیر مسلم ممالک میں جن مسلمانوں کا تعلق سیاست وحکومت سے ہے وہ بھی اسلام کے اس وقیع شعار کے عملاً مخالف ہیں۔

(۴۹) قرآن وحدیث اور اسلامی فقہ کی نگاہ میں داڑھی اسلامی زندگی کا جزو لاینفک اور مسلمان کے لئے ایک لازمی مذہبی عمل ہے داڑھی منڈانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، جس ملازمت میں داڑھی رکھنے کی اجازت نہ ہو وہ ملازمت مسلمان کے لئے حرام ہے۔

(۵۰) داڑھی رکھنا مذہباً فرض اور ایک مشت تک بڑھانا شرعاً واجب ہے یہاں تک کہ اگر داڑھی منڈا مسلمان نماز کے لئے اذان پڑھے تو دوسرا غیر فاسق مسلمان دوبارہ اذان پڑھے۔

(۵۱) اگر داڑھی منڈا مسلمان نماز پڑھادے تو مقتدی اس نماز کو دوبارہ ادا کرے۔

(۵۲) اگر داڑھی منڈا مسلمان عید وغیرہ کے چاند دیکھنے کی گواہی دے تو اس کی گواہی پر عید منانا جائز نہیں، کیوں کہ داڑھی منڈا کی گواہی شرعاً مردود اور غیر معتبر ہے۔

(۵۳) مسلمانوں کے لئے داڑھی لازم نہیں، کیرل ہائی کورٹ کا فیصلہ۔

کیرل ہائی کورٹ کے جج نے مذکورہ فیصلہ سناتے ہوئے ایک غریب کانسٹبل کو ڈاڑھی رکھنے سے روک دیا۔ سنو! خود مسلمانوں کے فاسق پیروں، بے عمل مولویوں نے شرع سے آزاد لیڈروں، ممبروں، منسٹروں نے، کالج یونیورسٹی کے پروفیسران، بیرسٹروں اور ماسٹروں نے، اسپتال کے کمپاؤنڈروں اور ڈاکٹروں نے کچہری، کورٹ کے وکیلوں اور ججوں نے لکھ پتی ارب پتی سیٹھوں نے بے شرع عام فاجروں نے کیرل ہائی کورٹ کو ایسا خلاف دین ومذہب فیصلہ کرنے کی ہمت دلائی

ہے، آج داڑھی پر پابندی عائد کی گئی کل کو یہ دلیل دے کر کہ فلاں وزیر نماز نہیں پڑھتا، فلاں صدر رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا، روزہ اور نماز پر بھی پابندی لگائی جاسکتی ہے،

(۵۴) مسلمانوں کے دین کا منبع سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے، مسلمانوں کا اعتقاد و ایمان قرآن وحدیث سے وابستہ ہے، مسلمانوں کا مذہبی عمل علمائے شریعت کے بتائے ہوئے فتویٰ پر ہے۔ دینی مذہبی امور میں سیاسی لیڈروں کی حیثیت گھاس کے ایک تنکے برابر بھی نہیں۔

(داڑھی اور کیرالا ہائی کورٹ)

(۵۵) سیدھے سادے عوام جن کی نظر میں دیوبندی، وہابی علما کا صرف ظاہری کردار ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ دیوبندی علما مسلم پرسنل لاء کی حمایت، تحفظ شریعت کی تائید میں جو کچھ دوڑ دھوپ کر رہے ہیں وہ سب دین کی خاطر تقاضائے ایمان پورا کرنے کے لئے ہے لیکن جو شخص دیوبندی علما کے عقائد اور ان کے اندرون اعمال سے آگاہ ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ یہ ساری دوڑ دھوپ ذاتی منفعت اور جماعتی مصلحت کے لئے ہے۔

(۵۶) جس قوم کے پیشواؤں نے خدا کو بالا مکان جھوٹا قرار دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو شیطان کے علم سے کمتر ٹھہرایا، زمین کے علم محیط کو شیطان کے حق میں قرآن وحدیث سے ثابت مانا، اور اسی علم کو سرکار کے لئے ثابت ماننا شرک قرار دیا۔ سرکار کو بڑا بھائی اور مر کر مٹی میں مل جانے والا ٹھہرایا، تو ایسی قوم کو مسلم پرسنل لاء اور تحفظ شریعت سے حقیقت میں کیا تعلق ہوسکتا ہے۔

(۵۷) جو قوم بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثنا کی باغی ہے وہ شریعت مصطفیٰ کی وفادار کب ہوسکتی ہے۔

(۵۸) سرکار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفاداری کی پہلی منزل یہ ہے کہ پیارے مصطفیٰ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے نجدی، وہابی، دیوبندی افراد اور تعظیم مصطفیٰ کے دشمن نیچریوں، ملحدوں، دہریوں سے بیزاری کا اعلان ہو۔ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر ان سب سے سلام ومصافحہ کا مقاطعہ ہو، ان کے ساتھ محبتانہ نشست و برخاست سے پرہیز ہو۔

(۵۹) مسلم پرسنل لاء کی جڑ سرکار کی ذات اقدس ہے، جڑ کاٹ کر شاخ کو ہرا بھرا نہیں رکھا جاسکتا، تعظیم مصطفیٰ کا حق ادا کرنے والا بندۂ مومن مثل حلوہ شیریں و پاک ہے، توہین مصطفیٰ کا حامی مثل گوبر تلخ و ناپاک ہے، دونوں میں اتحاد کیسا۔

(مسلم پرسنل لاء اور دیوبندی وہابی کی قیادت)

(۶۰) جس مسلمان کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں اس پر جہاں یہ فرض ہے کہ وہ اپنی وقتی نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے، وہیں یہ بھی فرض ہے کہ بالغ ہونے کے وقت سے نمازی ہونے تک اس بیچ میں جتنی نمازیں قضا ہوچکی ہیں انھیں بھی حسبِ موقع پڑھتا رہے، ہر روز کی قضا بیس رکعت ہوتی ہے، قضا نمازوں کو جلد از جلد ادا کرنے اور بارِ شرع سے سبکدوش ہونے کے لئے تخفیف کی چار صورتیں ہیں۔

اول: رکوع میں صرف ایک بار سبحان ربی العظیم پڑھے، لیکن اس کا پورا خیال رہے کہ رکوع میں پہنچ جائے تب سبحان کا سین شروع کرے اور عظیم کا میم پڑھ لے تو رکوع سے سر اٹھائے اسی طرح سجدہ میں ایک بار سبحان ربی الاعلیٰ اس طرح پڑھے کہ سجدہ میں ناک اور پیشانی جمنے کے بعد سین ادا کرے اور الاعلی پڑھ لے تو سجدہ سے سر اٹھائے۔

دوم: فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف کی جگہ تین

بار سبحان اللہ پڑھے اور رکوع کر لے مگر وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد شریف پڑھنا اور اس کے ساتھ سورۃ ملانا ضروری ہے۔

سوم: نمازِ فجر میں التحیات کے بعد اور ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور وتر میں پچھلی التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ کے بدلے صرف یہ درود شریف پڑھے: **اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد و اٰلہ** پھر سلام پھیر دے۔

چہارم: وتر کی تیسری رکعت میں اللہ اکبر کہہ کر دعائے قنوت کی جگہ صرف **رب اغفر لی** ایک بار یا تین بار پڑھے۔

(۶۱) بہت سے نمازی جن کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں وہ وقتی نمازوں کے ساتھ نفل نماز تو بڑی خوشی سے پڑھتے ہیں لیکن اپنی قضا نمازوں کی ادائیگی سے بالکل غافل ہیں، یہ ان کی سخت بھول ہے کیوں کہ جس کے ذمہ فرض باقی ہو اس کی نفل قبول نہیں۔

(قضائے عمری از نورانی گلدستہ)

(۶۲) جاندار شی کی تصویر بنانا جائز نہیں، ہمارے علمائے شوافع اور دیگر علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اسلامی تعلیم تو یہ ہے کہ جاندار کی تصویر اور فوٹو بنانا، بنوانا جائز نہیں، بلکہ سخت حرام ہے، لیکن اس شرعی حکم کے خلاف آستانہ دہلی کا عمل یہ ہے کہ وہ اپنے اوائل صفحات میں پرچہ کو رنگین اور جاذب نظر بنانے کے لئے دنیا کے مشہور و معروف مردوں، عورتوں کی تصویریں چھاپتا ہے، حد یہ ہے کہ دواؤں کے اشتہار کے سلسلہ میں فرضی عورتوں کی نیم عریاں تصویریں چھاپنے سے بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ حیرت ہوتی ہے کہ جب اسلامی شرع کے نزدیک جانداروں کی تصویروں کا چھاپنا چھپوانا حرام ہے تو اسلامی تعلیمات کی اشاعت کا ٹھیکیدار آستانہ تصویروں کے جواز کی عملی تبلیغ کیسے گوارا کر رہا ہے۔

(۶۳) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک پر اشارۃً درود و سلام لکھنا اس طرح کہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مختصر کر کے ع یا اس کے مثل ؑ، ؐ، لکھنا ناجائز و ممنوع ہے، جیسے کہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے صلعم لکھنا ناجائز ہے، لیکن اس حکم شرعی کے خلاف ماہنامہ آستانہ دہلی حضور پرنور سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک ناموں پر صلعم، ؐ، لکھنے کی آزادانہ اشاعت کر رہا ہے۔

(۶۴) تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اہل خیر و صلاح اور عادل ہیں، ان کا تذکرہ جب کیا جائے تو خیر ہی کے ساتھ کیا جائے کیوں کہ شرعاً فرض یہی ہے، کسی صحابی کے ساتھ سوء عقیدت گمراہی و بدمذہبی اور استحقاق جہنم کا باعث ہے، لیکن نام نہاد روحانی جریدہ آستانہ دہلی اسلامی تعلیم کے خلاف ایک جلیل الشان عظیم المرتبت صحابی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بے لگام ہو کر لکھ رہا ہے کہ وہ اقتدار پسند تھے، ہوس اقتدار میں انہوں نے حضرت علی سے مخالفت کی پروانہ کی، معاہدہ کی پابندی نہ کی، خلافت راشدہ کے خلاف ریشہ دوانی اور سازش کی۔

(آستانہ اکتوبر ۱۹۵۳ء)

(۶۵) الحاصل، خود مدیر آستانہ جس عقیدہ و مسلک کے ہوں لیکن ان کا یہ روحانی، اسلامی، اخلاقی، اصلاحی ماہنامہ تو کئی متضاد اوصاف کا حامل دکھائی دے رہا ہے، عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ہم نے یہ چند ضروری امور پیش کر دیئے تا کہ عقائد اسلامیہ و مسائل شرعیہ کے ناواقف مسلمان آستانہ کی آزاد رفتار سے دھوکہ نہ کھائیں۔

(آستانہ دہلی کی عجیب رفتار)

(۶۶) حدیث شریف کی کتابوں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ قیامت کی نشانیاں آج بھی محفوظ ہیں، بہار شریعت اول کی بیان کردہ دو

نشانیوں پر ہم کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) زنا کی زیادتی ہوگی، اور اس بے حیائی کے ساتھ جیسے گدھے جفتی کرتے ہیں، زنا کرتے وقت بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ و پاس نہ ہوگا۔

(۲) گانے باجے کی کثرت ہوگی۔

(۶۷) آزادی اور روشن خیالی کے اس تاریک دور نے جب زنا جیسی بے حیائی کو جائز و حلال قرار دیا ہے تو اس کی کثرت سے کون انکار کرسکتا ہے، رہا گدھوں کی جفتی کی طرح کھلے عام زنا کرنا تو اس پر ابھی تھوڑی سی پابندی ہے لیکن ریڈیو اور سینما اور مخلوط درسگاہوں کی مسلسل کوشش سے قوی امید ہے کہ یہ برائے نام پابندی بھی ختم ہو جانے والی ہے۔

(۶۸) رہی گانے بجانے کی بات تو اس کی کثرت تو ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے، شہر کی ہر مہذب و غیر مہذب گلی، ہر بڑا چھوٹا ہوٹل، بس اور ریلوے اسٹیشن، دیہات کی سڑک، پگڈنڈی، راستے سب کے سب ریڈیو جی کی بدولت گانے بجانے کی آواز سے ہر دم گونجتے رہتے ہیں، گویا حدیث شریف نے بہت پہلے بتا دیا کہ جب سینما گھر قائم ہو جائیں اور ریڈیو رات دن چاروں طرف شور مچاتا رہے تو مسلمان چوکنے ہو جائیں اور سمجھ لیں کہ اب بوڑھی مکار دنیا کی رنگین چہل پہل ختم ہونے اور قیامت کے سنگین واقعات رونما ہونے کا دن قریب تر آتا جا رہا ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے مسلمان زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار میں لگ جائیں اور شیطان کے بچھائے ہوئے جال میں پھنسنے سے اپنے آپ کو بچائیں۔

(۶۹) دور حاضر کا ریڈیو ننگے اور فحش گانے کے ذریعہ انسان کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کر کے اس کے قلب میں زنا کی خواہش کا بیج بوتا رہتا ہے اور سینما گھر میں پردۂ فلم کے ننگے اور حیا سوز مناظر اس بیج کو اگاتے اور پروان چڑھاتے ہیں اور حیا

باختہ مرد و عورت شہوت سے بے قابو ہو کر زنا جیسے ملعون فعل کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں، عورتوں کا اغوا کیا جانا، لونڈوں کا چوری اور جیب تراشی کے لئے نئے نئے داؤں اختیار کرنا، کتنی کنواری لڑکیوں کا ماں بننا، عورتوں کو نیم عریاں لباس پہنا کر، عورتوں کی ننگی تصویریں چھاپ کر ان کی چادر عفت کو تار تار کرنا یہ سینما ہی کی برکت ہے۔

(۷۰) عورت تو پیدائشی طور پر ناقص العقل ہے، اگر عورت کی عقل و دانش میں نقصان کا مادہ نہ ہوتا تو وہ ضرور اپنی قیمت کو سمجھتی، اپنی ہم جنس کی اس کھلے عام آبرو ریزی پر صدائے احتجاج بلند کرتی، عورتوں کی ننگی تصاویر تیار کرانے والی فلم کمپنی پر مقدمہ دائر کرتی، لیکن ایک طرف عقل سلیم کی کمی، دوسری طرف غلط آزادی، دونوں نے مل کر عورت کی مٹی پلید کر رکھی ہے۔

(۷۱) یہ عجیب فلسفہ ہے کہ مردم شماری کی کثرت کو دیکھتے ہوئے لیڈر اور ریفارمر حضرات گھبرا گھبرا کر ''برتھ کنٹرول'' پر بڑا زور دار وعظ کہتے ہیں اور مادۂ حمل کی قاتل گولیوں اور انجکشنوں کے استعمال کا ضرور مشورہ دیتے ہیں، لیکن جن سوراخوں سے ناجائز طور پر بے شمار انسانی کیڑے مکوڑے، رینگ رینگ کر نکل رہے ہیں ان کو بند کر دینے کی نہ کوئی اسکیم ہے نہ تجویز، اور نہ اس کے لئے کچھ کوشش ہے نہ جد و جہد، کیا یہ مخلوط اسکول، سینما، ریڈیو، ہوٹل، غیر ملکی ضیافت گاہیں، عورتوں کی بے حجابی اور آزادی اور دیگر اسباب ناجائز طریقے سے مردم شماری کے بڑھنے کا ذریعہ نہیں؟

مسلمانوں تمہیں اتنا کرنا اور ضرور کرنا ہے کہ سینما بینی بند کر دو، اپنی عورتوں اور بچوں کو سینما دیکھنے سے قطعی طور پر روک دو، اپنے دوستوں اور عزیزوں کو سینما بینی سے بچاؤ اور ریڈیو جو چلتا پھرتا آلۂ شیطان ہے اسے اپنے گھر سے نکال باہر کر دو۔

(سینما اور ریڈیو دو ناگ)

(۷۳) اللہ تعالیٰ نے وضو میں دو اثر رکھا ہے ایک ظاہری جو آنکھ سے دیکھا

جاتا ہے، دوسرا باطنی جو غیب ہے، وضو کا ظاہری اثر یہ ہے کہ بدن کے میل کچیل اور گھن والی چیزیں اس کے ذریعہ دھل جاتی ہیں اور جسم کا اتنا حصہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے اور وضو کا باطنی اثر یہ ہے کہ اس کے پانی سے ہاتھ، منہ، ناک، چہرہ، کان، سر، آنکھ، ناخن، کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ وضو کا پانی جہاں بدن کے میل، گرد و غبار کو زائل کرتا ہے وہیں وہ گناہوں کی نجاست اور گندگی بھی دور کرتا ہے۔

(۷۴) اہل مشاہدہ اولیائے کرام نے اپنی آنکھوں سے وضو کرنے والوں کے گناہوں کی نجاست کو دھل دھل کر گرتے دیکھا ہے، ان کی باطنی بینائی کا عالم یہ ہے کہ ان کے سامنے کوئی چور وضو کرے تو اس کے پانی کو دیکھ کر بتا دیں گے کہ اس دھوون میں چوری کی نجاست ہے، یوں ہی کوئی زنا کار وضو کر رہا ہو تو اس کے پانی کو بھی دیکھ کر آگاہ کر دیں گے کہ اس میں زنا کی گندگی ہے۔

(۷۵) کوئی چور یا شرابی یا زنا کار وضو کرے تو پانی کے ساتھ چوری کی خباثت، شراب نوشی کی نجاست، زنا کی گندگی ضرور گرے گی۔ لیکن ہے کوئی وہابی، دیوبندی، نیچری، ندوی، تبلیغی، مودودی، جو کہہ دے کہ میں ان گناہوں کی نجاست کو گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں اور میں غسالۂ وضو دیکھ کر بتا سکتا ہوں کہ یہ دھوون وضو کا ہے اور وہ دھون شراب نوشی کا ہے۔ تمام گناہوں کی باطنی نجاست و قذارت قطعاً امور غیب میں سے ہے جن کا دیکھ پانا بدعقیدوں کے بس سے باہر ہے۔ مگر قربان جائیے سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و عزت پر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امت کو اس غیب سے آگاہ فرمایا کہ گناہوں کی نجاست وضو کے پانی کے ساتھ گرتی ہے، اور نثار ہو جائیے دین مصطفیٰ کے خادم اور مسلمانوں کے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات مقدسہ پر جو اپنی نگاہ پاک سے غیب کی چیزوں کا اس طرح مشاہدہ کرتے تھے جس طرح ہم اپنی آنکھوں سے زمین

و آسمان، چاند و سورج کو دیکھا کرتے ہیں۔

(نماز کی کنجی کیا ہے؟)

مذکورہ بالا تفصیلی اقتباسات سے جہاں حضرت بدر ملت کے سوچنے، سمجھنے، نتیجہ اخذ کرنے، اظہار مدعا کے لئے مناسب اور برمحل الفاظ کے استعمال کرنے اور مذہب اسلام سے تعلق رکھنے والے عرفی یا حقیقی مسلمانوں کے لئے جذبۂ ہمدردی و غمگساری کا بہ خوبی علم ہوتا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بدر ملت باطل اور اہل باطل سے کسی سطح سمجھوتہ کے لئے تیار نہ تھے۔ الّا یہ کہ اہل باطل اپنے عقائد باطلہ اور افعال قبیحہ سے توبہ کر کے سنت و شریعت کی راہ پر لگ جائیں۔ اور اس سلسلہ میں بلا خوف لومۃ لائم وہ اپنی سیدھی روش اور سچی راہ پر تادمِ آخر گامزن رہے۔

ایمان و عقائد اور اعمال صالحہ کی تشریح و وضاحت اور اس سمت حکمت اور موعظت حسنہ سے قوم کو دعوت انقیاد و اطاعت دینا اور منکرات و فواحش سے باحسن وجوہ نفرت و توحش پیدا کرنا اور اپنے عمل و کردار سے پوری زندگی اس کا مظاہرہ کرنا یہ ایسا کارنامہ ہے جو حضرت بدر ملت کو اپنے ہم عصر علما و مشائخ میں ایک امتیازی شان اور گرامی قدر نشان حامل بتاتا ہے۔

جمال یار کی رعنائیاں ادا نہ ہوئیں
ہزار کام لیا میں نے خوش بیانی سے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه وبارک وسلم ولاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم

جامعہ مدینۃ العلوم پھکولی شریف، گورول، ضلع مظفر پور
۲۷ رشعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
(مطبوعہ معارف بدر العلماء ص ۹۰)

مکتوبات بدر ملت

آپ کو خط لکھنے کا ملکہ حاصل تھا۔ آپ کے نورانی خطوط وعظ وتبلیغ اور پند ونصیحت کا مجموعہ ہوتے تھے، لہٰذا یہاں پر فقیر قادری کچھ اہم مکاتیب من وعن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اگر چہ اس کتاب کے مشمولات میں ضمنی طور پر بعض مکتوب کے کچھ حصے آ گئے ہیں۔

معارف بدر العلماء کے ص ۱۵۶/ پر آپ کے مکتوبات کے بارے میں نعمانی صاحب تحریر کرتے ہیں ''حضرت بدر ملت کی تمام تر مکتوبات نگاری دینی قومی معاملات تک ہی محدود ہے، انداز بیان نہایت شستہ اور زبان نہایت پاکیزہ اور صاف ستھری فرمائی ہے، زبان وبیان کی غلطیاں ڈھونڈنے سے ملنا مشکل ہے۔ حضرت مولانا خطوط نہایت صاف اور خوش خط لکھا کرتے تھے کہ پڑھنے والے کو ذرا بھی تکلف نہ ہو، خط کا ایک ایک لفظ موتیوں سے جڑا ہوا معلوم ہوتا۔ خطوط کا جواب دینے میں عجلت کیا کرتے تھے۔ القاب وآداب بھی بہت نپے تلے ہوتے۔ بلا وجہ بھاری بھرکم الفاظ سے اپنے خطوط کو بوجھل نہیں کرتے تھے۔ نہ تو کسی جملے سے چاپلوسی کا شائبہ ہوتا تھا''۔

مسائل شریعت اور راز ہائے طریقت سے بھرپور آپ کے خطوط سامعین ملاحظہ کریں۔

عبد الصمد قادری

بشرف گرامی: امام المناظرین غیظ المنافقین حضور شیر بیشۂ اہلسنت مظہر سرکار اعلیٰحضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ حشمت علی خاں صاحب قبلہ قادری رضوی پیلی بھیتی قدس سرہ العزیز

مکتوب بنام شیر بیشۂ اہلسنت

۷۸۶/۹۲

از براؤں شریف
۹/رجب المرجب ۱۳۷۸ھ
مطابق ۱۹/جنوری ۱۹۵۹ء

حسب ارشاد:
حضور سیدی شاہ صاحب قبلہ

از قلم: بدر الدین احمد قادری رضوی

حضرت اقدس قبلہ! مزاج سامی! السلام علیکم

مؤدبانہ عرض یہ ہے کہ حضرت سیدی شاہ صاحب قبلہ کا مزاج مبارک ان دنوں بہت ناساز تھا، چنانچہ علاج کے سلسلے میں حضرت قبلہ فیض آباد پہونچے اور لکھنؤ کے ارادے سے رُدولی شریف تک پہونچے زمرّد گنج کے ایک مرید سے معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ ردولی کے عرس میں شرکت فرمائیں گے۔ اور جناب قمر الدین صاحب نے بتایا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ کی شرکت حتمی اور یقینی ہے۔ حضرت قبلہ کو بڑی امید تھی کہ حضور سے ملاقات ہوگی اور بیان بھی سننے میں آئے گا۔ لیکن معلوم نہیں کیوں حضرت عرس میں شرکت نہ فرما سکے۔ پھر رودولی سے حضور شاہ صاحب قبلہ فیض آباد تشریف لائے اور وہاں ڈاکٹر مصرا سِوِل سرجن نے تشخیص کی اور بتایا کہ حضرت کے خون مبارک کی حدّت ۹۰/ پوائنٹ تک پہونچ چکی ہے اور جب تک ۶۰/ پوائنٹ تک نہ ہوگی طبیعت ٹھیک نہ ہوگی چنانچہ اس نے

دوا دی اور پرہیز بہت سخت بتایا ہے۔ یہاں حضور اس وقت صرف ساگ روٹی پر اکتفا کئے ہیں۔ کمزوری زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ وہاں سے حضور ڈھلمؤ تشریف لے گئے اور مدرسے کی عمارت بننے کا انتظام فرمایا کیونکہ امسال شوال ۱۳۷۸ھ ہی سے انشاء المولیٰ تعالیٰ عربی درس گاہ کا افتتاح ہوجائے گا۔ پھر ڈھلمؤ شریف ایک ہفتہ قیام کر کے حضرت فیض آباد تشریف لائے اور ڈاکٹر مصرا کو بلوایا۔ اس نے بذریعہ آلہ حضرت کے جسم مبارک کا معائنہ کیا اور بتایا کہ اس وقت دوران خون ۷۰/ پوائنٹ پر ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ وبعونہ حبیبہ علیہ التحیۃ والثناء دوا کام کر رہی ہے اس نے پندرہ دن کی دوا دی ہے اور کہا کہ دو ہفتہ کے بعد پھر ملئے۔ پھر فیض آباد سے حضور قبلہ براؤں شریف تشریف لائے اور دو ہفتہ یہاں قیام فرمایا اور آج انشاء المولیٰ تعالیٰ فیض آباد کو روانہ ہوجائیں گے۔

کل ۱۸/جنوری ۱۹۵۹ء کی ڈاک سے گوشائیں گنج کے محبوب صاحب کا ایک کارڈ جو بنام محمد یوسف وضیاء اللہ سوداگران چرم نان پارہ تھا یہاں آیا جس کو محمد یوسف صاحب نے بھیجا ہے۔ محبوب کا خط بعینہ نقل ہے۔

بخدمت بھائی ضیاء اللہ محمد یوسف سوداگران چرم

بعد السلام علیکم واضح ہو کہ آپ کا خط بلٹی ملا، بڑی مسرت ہوئی واضح ہو کہ ہمارے یہاں ۱۹/۲۰/فروری ۱۹۵۹ء کو جلسہ ہوگا اور اندیشہ ہے کہ اہل سنت وجماعت اور وہابی کا مناظرہ ہوجائے لہٰذا اس جلسہ میں حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ کی شرکت کرنا ضروی ہے۔ اس لئے آپ تکلیف گوارہ کر کے یہ خط حضرت شاہ صاحب قبلہ کے پاس پہونچا دیجئے اور حضرت شیر بیشۂ اہلسنت قبلہ کو تاریخ مقررہ پر آجانا ضروری ہے کوشش کر کے بلوا دیویں کہ وہ ضرور آویں اور یہ بھی لکھیں کہ مولانا کا سفر خرچ کہاں روانہ کیا جاوے میں بڑی

عاجزی سے لکھ رہا ہوں کہ یہ کام ضرور کر دیویں یہ مذہب کا معاملہ ہے۔

مولیٰ عزوجل کا شکر ہے کہ گوشائیں گنج میں خالص سنیت کی تبلیغ کی تڑپ لوگوں میں پیدا ہو رہی ہے محبوب اور ماسٹر محبت صاحبان اپنے آدمی ہیں گوشائیں گنج کی کثیر آبادی سنیوں کی ہے لیکن گول تقریر کرنے والوں نے اب تک انھیں دھوکے میں رکھا تھا لیکن اب بحمدہ تعالیٰ باطل کا پردہ چاک ہونے والا ہے۔

حضرت کی تو عادتِ کریمہ قدیمہ یہی رہی کہ جہاں بھی مناظرہ کی ضرورت آئی تو حضرت نے مقررہ جلسوں کی تاریخیں ملتوی فرمادیں ہیں اس لئے امید ہے کہ ۱۹/۲۰/فروری ۱۹۵۹ء کی تاریخ گوشائیں گنج کے لئے منظور فرمائیں گے تاکہ وہاں خالص سنیت کے پھلنے اور پھولنے کا موقع حاصل ہو۔

حضور سیدی شاہ صاحب کی تمنا ہے کہ وہ جہاں بھی رہیں گے لیکن مناظرہ کی تاریخ میں انشاء المولیٰ تعالیٰ گوشائیں گنج پہونچیں گے۔

مکرر آں کہ حضور محبوب کو بھی اطلاع عطا فرمائیں گے پتہ پُشت پر درج ہے۔
محبوب صاحب کلاتھ مرچنٹ، پوسٹ مقام گوشائیں گنج، ضلع فیض آباد۔

حضور سیدی شاہ صاحب قبلہ کی جانب سے حضور قبلہ کی خدمت مبارکہ میں سلام پیش ہے۔ اور اس سگ بارہِ رضوی کی جانب سے عرض ہے کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی صحت اور تندرستی بہت کمزور ہوچکی ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ رب کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں کرم فرمائے۔

اس سگِ بارگاہِ رضوی کی ایمانی تمنا ہے کہ ایک بار بھی زندگی میں حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ کی خدمت میں رہ کر مناظرہ کا دیکھنا نصیب ہوجاتا تو آئندہ بے دینوں سے مقابلہ کرنے کے لئے کچھ درس حاصل ہوجاتا۔

بدر الدین احمد قادری رضوی دست بستہ ہو کر امام المناظرین کی بارگاہ میں

عقیدت کا سلام پیش کرتا ہے۔ فیض الادب حصہ دوم مرتب کر چکا ہوں جس کے آخر میں حضور اعلیٰحضرت قبلہ کی مختصر سوانح عمری عربی زبان میں لکھ کر شامل کی ہے تا کہ طلبۂ اہل سنت اپنے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے مبارک نام اور مقدس زندگی سے آگاہ ہوں لیکن ابھی اس کے چھپنے کا انتظام نہ ہوسکا ہے۔ حاضرین کو سلام عرض ہے۔ عزیزم بابو مشاہد رضا اور حضرت مولانا وجیہہ الدین صاحب قبلہ کو سلام عرض ہے۔ ایک عدد فیض المنطق بذریعہ پوسٹ روانہ ہے عزیزم مولانا مشاہد رضا صاحب ملنے پر اطلاع فرمائیں۔

کفش بردار اور قدم بوس

بدرالدین احمد رضوی، براؤں شریف

(ضلع بستی، یوپی)

۷۸۶/۹۲

از براؤں شریف ذی القعدہ ۱۳۷۸ھ/۲۳ رمئی ۱۹۵۹ء

مخدومنا المعظم وقدوتنا المکرّم! مزاج سامی!

السلام علیکم۔ مؤدبانہ گذارش ہے کہ متعدد معروضات پیلی بھیت کے پتے پر حضرت کی خدمت میں میں نے ارسال کئے۔ لیکن عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے مجھے جواب عطا نہ ہوا۔ حضرت کی تصنیف جوالمہند کی رد میں ہے وہ اس وقت کہاں ملے گی ہم اس کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ فیض الادب حصہ دوم اس وقت لکھنؤ میں زیر طبع ہے۔ حصہ دوم کے آخر میں حضور اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مختصر سوانح عمری بھی عربی زبان میں لکھ کر شامل کر دی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ فیض الادب اول، دوم سنی طلبہ کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی انشاء المولیٰ العزیز ثم شاء حبیبہ علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت کے تحت اشراف جو مدارس ہیں ان میں یہ دونوں کتابیں جاری فرمانے کا حکم فرمائیں۔ فیض المنطق حضرت کی خدمت میں پیلی بھیت کے پتے پر بھیج چکا ہوں غالباً وصول ہوئی ہوگی۔ صدرالدین برادر زادے خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں وہ کچھ معروضات پیش کریں گے۔ امید ہے کہ انھیں باریابی کا موقع دیا جائے گا۔ حضرات علمائے کرام کی خدمت میں مؤدبانہ سلام پیش ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی

دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف

(ضلع بستی، یوپی)

''حضرت علامہ ارشد القادری صاحب مہتمم مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کے گرامی نامہ کا خلاصہ بنام حضور آقائے نعمت علامہ مولانا بدر الدین احمد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ مدرسہ غوثیہ بڑھیا۔ ۲۰ر محرم ۱۴۰۵ھ''

از: ارشد القادری، جمشید پور

''آپ کی کتاب کا مسودہ لے کر آج حضرت مولانا نور الدین صاحب نظامی جمشید پور تشریف لائے۔ آپ کی کتاب دیکھکر غایت درجہ خوشی ہوئی۔ لیکن آپ کا یہ طریقہ مجھے نامناسب اور بہت سی بدگمانیوں کا موجب معلوم ہوا کہ آپ نے حضور پاک کے نام کے ساتھ درود شریف کا فقرہ نیچے حاشیہ لگا کر لکھا۔ لیکن اعلیٰحضرت کے لفظ کے ساتھ ترضی بالکل متصل ہے۔ تصلیہ کا یہ طریقہ سلف کی کتابوں میں کہیں نہیں ملتا۔ خود اعلیٰحضرت کی تصنیفات بھی اس طرح کی تصلیہ سے خالی ہیں مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسے قدامت پسند متبع طریقۂ سلف کے قلم سے ایسی واضح اور فاش غلطی کیوں کر صادر ہوئی؟ چوں کہ میں نے آپ کی کتاب پر مقدمہ لکھ کر کتاب کے ایک ایک حرف کا اپنے آپ کو جواب دہ بنالیا ہے، اس لئے بغیر آپ سے دریافت کئے ہوئے میں نے مولانا نور الدین صاحب کو کہہ دیا کہ وہ تصلیہ نام کے متصل لکھیں، اور حاشیہ والا تصلیہ بدل دیں۔

۷۸۶/۹۲

از بدر الدین احمد قادری ۱۱ر صفر ۱۴۰۵ھ

حضرت علامہ وعلیکم السلام

مزاج سامی کی عافیت کا طالب بحمدہ تعالیٰ مع الخیر ہے۔ گرامی نامہ آیا۔ میں نے سوانح اعلیٰحضرت میں کہیں کہیں حاشیہ میں تصلیہ کا کلمۂ تعظیمی لکھا ہے پھر یہ جانتے ہوئے کہ تصلیہ کا یہ طریقہ ضرور حق ہے۔ لیکن حضرت کی ہدایت کے احترام کے پیش نظر فوری طور پر ایک خط رامپور مولانا نور الدین صاحب نظامی کے نام روانہ کیا اور تاکید کردی کہ حضرت علامہ نے جس امر کی ہدایت کی ہے اس کے مطابق تصلیہ کی کتابت اندر متن کرادی جائے۔

''تصلیہ کا یہ طریقہ سلف کی کتابوں میں کہیں نہیں ملتا، خود اعلیٰحضرت کی تصنیفات بھی اس طرح کے تصلیہ سے خالی ہیں مجھے تعجب ہے کہ آپ جیسے قدامت پسند اور متبع سلف کے قلم سے ایسی واضح اور فاش غلطی کیونکر صادر ہوئی؟''

اب حضرت سے یہ عرض کرنا ہے کہ سلف کی کتابوں تک تو میری رسائی نہیں۔ ہاں اعلیٰحضرت کی بعض تصانیف کی زیارت ضرور کی ہے **وللمولیٰ تعالیٰ الحمد وعلیٰ رسولہ التحیتہ والثناء** حضرت مہربانی فرما کر ذیل کے حوالے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) فتاویٰ افریقہ جسے صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علیٰ علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات مبارکہ میں بہ نگرانی خود مع اہلسنت بریلی میں چھاپ کر شائع فرما کر اس کے صفحہ ۸۷ر میں متن کی عبارت ''دین محمدی'' پر (حاشیہ کا نشان) بنا کر حاشیہ میں یوں تحریر ہے:

''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم''

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد دوم میں کتاب الصلوٰۃ باب الاذان صفحہ ۴۷۲ پر حاشیہ میں تین جگہ یوں مسطور ہے صفحہ نمبر ۱ رصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲ رتا ۱۱ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۳ رتا ۲۰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۳) فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ نمبر ۲۳۶ رمیں سائل کے لفظ ''بطفیلِ رسول مقبول'' پر ۱ کا نشان ہے اور نیچے حاشیہ میں تصلیہ یوں مزبور ہے ۱ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۴) اعلیٰحضرت کی جلیل الشان تصنیف منیر العینین مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۲۵ رکے حاشیہ میں ۲۲ رجگہ اور صفحہ ۱۲۶ رکے حاشیہ میں گیارہ جگہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلمۂ تعظیمی مرقوم ہے۔

(۵) فتاویٰ رضویہ جلد ششم شائع کردہ سنی دار الاشاعت مبارک پور صفحہ نمبر ۳۰۲ رمیں متن عبارت ''الله و رسوله'' حاشیہ نمبر ۱ رکا نشان دے کر حاشیہ میں یوں مکتوب ہے۔ نمبر ۱ رجل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میری تالیف سوانح اعلیٰ حضرت میں بے شمار جگہوں میں سرکار اعظم نبیٔ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھا ہوا ہے۔ لیکن ہزاروں جگہ اعلیٰ حضرت کا نام کلمہ ترضی سے کالی ہے۔ ہاں کہیں کہیں اعلیٰ حضرت کے نام کے ساتھ کلمۂ ترضی ضرور تحریر ہے۔

سوانح اعلیٰحضرت میں تصلیہ کی کثرت اور ترضی کی قلت کے ہوتے ہوئے حضرت نے ان دونوں کے تقابل کا ذکر ایسے انداز میں کیا جو باعث تعجب ہے۔ حضرت اپنے گرامی نامہ کی عبارت ذیل پر توجہ کریں۔ ''آپ نے حضور پاک کے ساتھ درود شریف کا فقرہ نیچے حاشیہ لگا کر لکھا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے لفظ کے ساتھ ترضی بالکل متصل ہے''۔

حضرت! مسکراتے ہوئے میرا ایک تطفل اپنے شرح صدر کے ساتھ قبول

فرمالیں ''لیکن'' والا جملہ حضرت نے اپنے کسی مخالف سے مستعار لیکر لکھ دیا ہے، کیوں کہ یہ ''لیکن'' وہی جھلک دے رہا ہے جو مخالفین کے اس قول میں ہے کہ اہلسنت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت کے لفظ سے یاد کرتے ہیں لیکن مولانا احمد رضا کو اعلیٰحضرت کہتے ہیں۔

مولیٰ عزوجل آپ کو ایمانی جسمانی بدنی توانائی کے ساتھ قائم رکھے آپ کی ذات سے اسلام وسنیت کو فروغ بخشے اور حقوق شریعت کی پاسداری کی زیادہ سے زیادہ توفیق ارزاں فرمائے۔

وهو على كل شئ قدير وصلى الله تعالىٰ وسلم علىٰ اول خلقه سيدنا محمد واله وصحبه وازواجه وعترته وابنه الكريم الغوث الاعظم الجيلانى واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

مکتوب بنام علامہ محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی میلسی پاکستان

۹۲/۷۸۶

تاریخ ۲ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

از: مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی

حضرت مولانا ذوالمجد والکرم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا گرامی نامہ ذریعہ نیپال ڈاک کچھی نگر مرزا تبارک بیگ کے پاس پہونچا مرزا کے صاحبزادے نے ذریعہ ہندوستان ڈاک اپنے لفافہ میں رکھ کر میرے پاس براؤں شریف بھیجا جو مجھے شوال کے نصف آخر میں وصول ہوا، میں ادارہ فیض الرسول براؤں شریف میں درسی خدمات پر ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ میں مقرر ہوا۔ ایک ماہ آٹھ دن کم انیس سال تک ادارہ ہذا میں میرا قیام رہا۔ یہ ادارہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی المولی تعالیٰ عنہ کے مسلک مقدس کا نقیب وداعی تھا۔ اس ادارہ میں رجسٹر اور دیگر کاغذات اسلامی تاریخ وسنہ کے مطابق رکھے جاتے تھے اور مشاہرے اسلامی ماہ کے مطابق ادا کئے جاتے تھے۔ قیام ادارہ کے تقریباً تین یا چار سال کے بعد کچھ لوگوں نے تحریک کر کے ادارہ ہذا کا الٰہ آباد بورڈ سے الحاق کرایا اور درس نظامیہ کے ساتھ گورنمنٹ کا منظور کردہ درس عالیہ بھی ادارہ کے تعلیمی نصاب میں شامل کرایا میں نے روز اول ہی الحاق کی شدید مخالفت کی لیکن ارباب حل وعقد نے اس پر توجہ نہ دی آج چار سال کا زمانہ ہو رہا ہے کہ الٰہ آباد بورڈ نے ادارہ کو ایڈ دینے کے ساتھ مدرسین کو بھی الگ سے امداد دینا جاری کیا سب مدرسین نے امداد لینا قبول کیا لیکن میں نے لینے سے انکار کیا۔ اس نئی امداد کے بعد بورڈ نے کچھ پابندیاں عائد کیں جس کے مطابق ادارہ کے سارے کاغذات انگریزی ماہ وسنہ کے

مطابق کر دیئے گئے۔ امسال ربیع الآخر شریف ۱۳۹۴ھ میں جب رجسٹر حاضری مدرسین انگریزی ماہ کے مطابق کیا گیا تو میں نے اس میں دستخط کرنے سے انکار کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ میں ان معاملات میں اکیلا ہو رہا ہوں اور یہ بھی محسوس کیا کہ ادارہ کے طلبہ میں اب دین وعلم کے حصول کا جذبہ نہیں بلکہ بورڈ کے مولوی عالم کے درجات پاس کر لینے پر دھیان ہے تاکہ طبیہ کالج وغیرہ میں داخلہ کی سہولت ملے نیز یہ بھی محسوس کیا کہ ادارہ کے کرتا دھرتا مقصد حاصل کرنے میں جائز اور ناجائز کا امتیاز نہیں رکھتے اس لئے میں نے شعبان ۱۳۹۴ھ سے پہلے ہی یہ عزم کر لیا کہ مجھے ادارہ ہذا سے الگ ہو جانا ہے چنانچہ سالانہ تعطیل کے موقع پر ۷ رشعبان ۱۳۹۴ھ کو میں نے استعفیٰ نامہ داخل کر دیا جس میں لکھا کہ ادارہ فیض الرسول کے حالات اب میرے لیے سازگار نہیں رہ گئے اس لئے ۲۱ رشوال سے مجھے ادارہ کی درسی خدمت سے سبکدوش متصور کریں۔ پھر استعفیٰ کے مطابق میں ۲۱ رشوال کو براؤں شریف سے دوسری جگہ اپنے ملنے جلنے والوں کے یہاں چلا گیا۔ براؤں شریف سے چھ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں بڑھیا ہے جہاں مدرسہ غوثیہ فیض العلوم قائم ہے۔ مدرسہ غوثیہ مذکورہ ادارہ فیض الرسول براؤں شریف کی شاخ ہے لیکن یہ مدرسہ بورڈ سے الحاق شدہ نہیں ہے مدرسہ ہذا کے اراکین نے اصرار کر کے مجھے اپنے ادارہ میں مقرر کر دیا۔ میں اس وقت مدرسہ غوثیہ ہی میں درسی خدمات انجام دے رہا ہوں، میں حالات سے اتنا مضمحل ہوں کہ خطوط کے جواب میں طویل تاخیر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ آپ کے گرامی نامہ کو آئے ایک ماہ سے زیادہ ہوا مگر اب تک اس کا جواب نہیں جا سکا۔ یہ جو کچھ لکھ رہا ہوں ۲ رذی الحجہ کو شروع کیا آج ۳ رذی الحجہ کو ختم کر رہا ہوں۔ چوں کہ اس وقت پاکستان اور ہندوستان کے درمیان ڈاک کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے اس لئے ذیل کے پتوں پر براہ راست استفتا بھیج کر فتویٰ

حاصل کریں۔ (۱) حضرت سرکار مفتی اعظم ہند رضوی دار الافتاء محلّہ سوداگران بریلی شریف۔ (۲) حضرت مولانا قاضی عبد الرحیم صاحب مفتی منظر اسلام سوداگران بریلی شریف۔ (۳) حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دار العلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڈھ یوپی۔ (۴) حضرت مولانا رفاقت حسین صاحب مفتی کانپور مدرسہ احسن المدارس قدیم نئی سڑک کانپور۔ (۵) حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی صاحب مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ شہر میرٹھ۔

یہ گذارش اس لئے ہے کہ میرے یہاں سے استفتا جانے میں خود دار الافتاء کے ارباب اہمیت نہ دے کر قطعی تاخیر سے کام لیں گے جیسا کہ بارہا کا مشاہدہ ہے بلکہ کیا عجب ہے کہ بعض جگہ سے جواب ہی نہ آئے جیسا کہ یہ واقعہ بھی پیش آچکا ہے۔ دوسرے دن ان حضرات کے جوابات میرے پاس آئیں پھر میں آپ کے یہاں بھیجوں اس میں تاخیر در تاخیر ہوگی۔ ہاں اگر ہندو پاک کے درمیان ڈاک آنے جانے کا راستہ بند ہوتا تو مجبوراً میں ہی استفتاء بھیج کر اپنے یہاں منگوا تا پھر نیپال بھیجتا وہاں سے ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ ہوتی لیکن جب راستہ کھل گیا ہے تو اتنے واسطوں کی کیا ضرورت ہے۔

ایک عرض ہے کہ آپ حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارش نامہ بھیج دیں کہ حضرت موصوف ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گجرانوالہ میرے نام جاری کر دیں۔

فقط والسلام

بدر الدین احمد قادری رضوی

۳ر ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ

۷۸۶/۹۲

از براؤں شریف ۲۱ر صفر ۱۳۹۰ھ

عزیز گرامی حافظ امام بخش صاحب فرزند فیض الرسول براؤں شریف

السلام علیکم

۷ر صفر ۱۳۹۰ھ کو حضرت خلیفہ صاحب مدظلہ العالی مدرسہ منظر اسلام التفات گنج تشریف لے گئے۔ دو دن بعد میں پہونچا۔ مجھ سے پہلے دو میٹنگ ہو چکی تھی۔ بقیہ میٹنگ میرے سامنے ہوئی۔ میٹنگ میں عزیزم مولوی جمیل احمد صاحب زیدت مکارمہم کی سطح کے عالم کی تقرری طے پائی۔ براؤں شریف میں آپ کا انتخاب ہو چکا تھا، اس لئے جب حضرت خلیفہ صاحب التفات گنج سے واپس ہوتے ہوئے فیض آباد پہنچے تو مولانا عبد القیوم صاحب سے فرمایا کہ ایک رجسٹری حافظ صاحب موصوف کے پاس بھیج دیجئے کہ وہ براؤں شریف آئیں، یہاں سے التفات گنج تشریف لے جائیں۔ ابھی تک آپ تشریف نہ لائے، ہوسکتا ہے کہ ابھی تک رجسٹری آپ کو نہ ملی ہو۔ آج ۲۱ر صفر ۱۳۹۰ھ کو التفات گنج سے سکریٹری محمد حسین صاحب کا خط آیا ہے اراکین مدرسہ عالم کے پہنچنے کی سخت انتظار کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ مکان سے سیدھے التفات گنج پہونچیں۔ راستہ یہ ہے کہ آپ بھٹنی جنکشن سے مئو آئیں وہاں شاہ گنج والی گاڑی پر سوار ہوں۔ شاہ گنج اتر کر اکبر پور جانے والی گاڑی پکڑ لیں، اکبر پور سے بذریعہ بس یا ٹیکسی ٹانڈہ پہونچیں، مدرسہ منظر حق میں سامان رکھ دیں، وہاں سے ذریعہ سائیکل التفات گنج آئیں، پھر طلبہ کو ٹانڈہ بھیج کر سامان منگوا لیں۔ آپ کو ادارہ منظر اسلام التفات گنج میں صرف تدریسی تبلیغی خدمت انجام دینا ہے۔ آپ کو حساب و کتاب اور مدرسہ کا روپیہ پیسہ اپنے پاس رکھنے سے کوئی مطلب نہیں رہے گا۔ اگر آپ کے پاس چندہ کا پیسہ آئے تو اس کو

سکریٹری یا منیجر کے پاس جمع کر دیجئے اور رسید پر ان سے وصول یابی کا دستخط بھی کرا لیجئے اور کوئی دستخط بغیر تاریخ کے نہ ہو۔ سالانہ تعطیل دو ماہ کی رہے گی، سال میں بیس دن رخصت اتفاقیہ رہے گی۔ اور پندرہ دن رخصت علالت رہے گی۔ اگر سال میں آپ نے رخصت علالت صرف دس دن مثلاً لیا تو بقیہ پانچ دن آئندہ کے لئے محفوظ رہے گا۔ اور اگر سال میں رخصت علالت کا ایک دن بھی خرچ نہ ہوا تو سال آئندہ کے لئے آپ کا پورا پندرہ دن محفوظ رہے گا۔ اگر آپ نے رخصت اتفاقیہ بیس دن سے زائد رخصت حاصل کی تو جتنے فاضل دن کی رخصت لی ہے اتنے ایام کی تنخواہ وضع کرا دیجئے، روزانہ آپ کی تعلیمی ڈیوٹی ساڑھے پانچ گھنٹے رہے گی۔ وظیفہ شہریہ کے بارے میں حضرت خلیفہ صاحب مدظلہ العالی کے خط کا آپ اور اراکین انتظار کریں۔ ادارہ کا کوئی کام اگر فاضل وقت میں انجام دینا پڑے تو آپ کو پورا حق حاصل ہوگا کہ اجزائے تنخواہ کے حساب سے آپ ادارہ سے حق المحنت وصول کریں، ادارہ کو حق المحنت دیئے بغیر چارہ کار نہ ہوگا۔ پہلی مرتبہ کا زاد سفر آپ ادارہ سے وصول کر لیں گے۔ کسی پرچہ پر تفصیلی خرچ لکھ کر اس پر دستخط کر کے منیجر صاحب کو دے دیں گے۔ اس وقت ادارہ کا نظم بگڑا ہوا ہے اس کے سدھار کی پوری کوشش کریں گے۔ تعلیمی معیار کو بلند کرنے اور طلبہ کی استعداد بڑھانے میں مکمل جد وجہد سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ طلبہ کی استعداد بڑھانے ہی کے مقصد سے میں نے آپ کو مدرسے کے حساب و کتاب سے بری رکھا ہے۔ مدرسہ منظر اسلام میں پہنچنے کے بعد آپ میرا یہ خط اراکین کو سنا دیں اور کارروائی رجسٹر پر نقل کرا کر اراکین مدرسہ سے اس پر دستخط لے لیں گے، ہرگز اس میں کوتاہی نہ ہو۔

بدرالدین احمد

بنام حافظ امام بخش صاحب تیغی

۷۸۶/۹۲

از براؤں شریف — یکم رجب دوشنبہ مبارکہ ۱۳۹۴ھ

عزیز گرامی وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

عرصہ ہوا آپ کا اخلاص نامہ آیا تھا۔ جواب اب جا رہا ہے۔ ادارہ فیض الرسول تو آپ کے زمانۂ تعلیم ہی میں الٰہ آباد بورڈ عربی فارسی سے الحاق ہو چکا تھا۔ اس وقت یہ بورڈ صرف مدرسہ کو امداد دیتا تھا لیکن آج تین برس پہلے کا قصہ ہے کہ بورڈ نے مدرسہ کے مدرسین کو بھی امدادی تنخواہ دینا شروع کیا۔ چنانچہ جب ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۹۷۱ء میں مدرسین کے نام پر امدادی تنخواہیں آئیں تو سب لوگوں نے لیا میں نے انکار کر دیا اور وہ روپیہ نہیں لیا۔ پار سال سے بورڈ کے قانون کے مطابق یہاں تمام رجسٹر انگریزی تاریخ کے مطابق کر دیئے گئے۔ ہاں رجسٹر حاضری مدرسین میری وجہ سے دو بنانا پڑا ایک اسلامی تاریخ کے مطابق اور دوسرا انگریزی تاریخ کے موافق۔ میرا دستخط اسلامی تاریخ والے رجسٹر پر ہوتا رہا لیکن باقی علما اسلامی اور انگریزی دونون رجسٹر دستخط کرتے رہے۔ امسال جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ سے عربی تاریخ والا رجسٹر ختم کر دیا گیا اور انگریزی تاریخ والا چالو رکھا گیا اور مجھ سے مطالبہ ہوا کہ انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر آپ بھی دستخط کریں میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں انگریزی تاریخ والے رجسٹر پر ہرگز دستخط نہیں کروں گا۔ بعد میں علما حضرات نے دستخط سے انکار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ عربی میں رجسٹر تیار ہوتا کہ دونوں رجسٹروں پر ہم لوگ دستخط کریں۔ ۲۵/ جمادی الاولیٰ ۹۴ھ بدھ کا دن گذر کر رات میں میٹنگ ہوئی اور سب لوگوں نے طے کیا کہ الحاق برقرار رکھا

جائے گا اور حساب و کتاب سب انگریزی تاریخ کے مطابق رہیں گے میری طرف سے اعلان ہوا کہ اب میں ادارہ ہٰذا میں اپنے فرائض انجام دینے سے قاصر ہوں اور بتا دیا کہ ان شاء المولیٰ تعالیٰ ۱۶ رشوال سے ذریعہ استعفا میں الگ ہو جاؤں گا۔

میرے اس اعلان سے لوگوں کو تھوڑا تأثر رہا اور منیجر صاحب نے صرف تنہا میرے لئے ایک رجسٹر بنانے کے لئے دفتر والوں کو ہدایت دے دی ہے۔ اب میری طبیعت اتنی اکھڑ چکی ہے کہ میں یہاں پر رہنے کے لیے تیار نہیں ہوں اور پختہ ارادہ اور عزم محکم باعتماد حصول رضائے الٰہی وخوشنودی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کر لیا ہے کہ ۱۶ رشوال ۱۳۹۴ھ سے یہاں سے ان شاء المولیٰ تعالیٰ مستعفی ہو جاؤں گا۔ میرے حق میں استقامت وتصلب کے لئے اپنے اوقات خاص میں بارگاہ احدیت جل جلالہ میں دعا کرتے رہا کریں گے۔ حضرت ناظم اعلیٰ صاحب اور حضرت صاحب سجادہ اور دیگر اساتذہ کی خدمات میں سلام عرض ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی

دارالعلوم فیض الرسول، براؤں شریف، بستی

لہٰذا حضور والا تاریخ معینہ پر ادارہ فیض الرسول سے ایڈ والحاق کے برے نتائج کی وجہ سے مستعفی ہو گئے۔ اور زندگی بھر اس کی خرابیاں بیان فرماتے رہے اور مسلمانوں کو دینی اداروں کو ایڈ والحاق کے پنجے سے بچنے کی تاکید فرماتے رہے۔

یہاں پر کسی شخص کے ذہن میں یہ خدشہ پیدا ہو کہ انگریزی تاریخ وسنہ وغیرہ کے لئے آپ نے اتنی شدت کیوں اختیار کی؟ تو اس شبہ سے ازالہ کے لئے ذیل کی تحریر ملاحظہ کریں جسے آپ نے حافظ امام بخش صاحب کے نام روانہ فرمایا تھا۔

الجزء الرابع من مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير الكبير

للامام محمد الرازی ابن العلامه ضیاء الدین عمر المشتهر خطیب الرازی رحمة الله ونفع به المسلمین اٰمین. ص ۴۴۳ در زیر آیت: . ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهراً. قال بعضهم المراد من الكتاب القراٰن وقد ذكرنا اٰیات تدل علیٰ ان السنة المعتبرة فی دین محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم هی السنة القمریه الخ نیز ص ۴۴۵ پر مذكور هے قال اهل العلم الواجب علی المسلمین بحكم هٰذه الاٰیة ان یعتبروا فی بیوعهم و فی مدد دیونهم واحوال زكوٰتهم وسائر احكامهم السنة العربیة بالاهلة ولایجوز لهم اعتبار السنتة العجمیة والرومیة

ترجمہ: علمائے اسلام نے فرمایا ہے کہ آیت کریمہ مذکورہ کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی خرید وفروخت میں اور اپنے قرضوں کی مدت مقرر کرنے میں نیز اپنی زکوتوں کے سال کے متعین کرنے میں اور اپنے سارے معاملات میں چاند کے حساب سے عربی سنہ کا لحاظ کریں اور ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ عجمی سنہ یا رومی سنہ کو استعمال کریں۔

تفسیر کبیر یہاں دارالعلوم میں موجود ہے ہجری سنہ وتاریخ کا استعمال کرنا شرعاً واجب ہے۔ ثبوت کے لئے تفسیر کبیر کی عبارت لکھوا کر بھیجوا رہا ہوں۔ اسلامی سنہ وتاریخ کے استعمال کے بارے میں جو مولوی، حافظ، قاری، مولانا بغاوت کرتا ہو اس کو یہ عبارت دکھلا دیجئے اور اگر دھاندھلی کرے تو اس کے فاسق ہونے کا اعلان کر دیجئے۔ جمعہ کے دن عام مسلمانوں کو بھی اس وجوب شرعی سے آگاہ کر دیں۔

فقط بدرالدین احمد

بنام حافظ امام بخش تیغی مظفر پوری

۷۸۶/۹۲

از بڑھیا ۲۴ر صفر ۱۳۹۶ھ

عزیز گرامی! وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

عرصہ دراز ہوا کہ آپ کا ایک تفصیلی لفافہ آیا تھا پھر سربیلہ سے کارڈ آیا اور ایک نیا کارڈ آپ کی موجودہ قیام گاہ سے وصول ہوا۔ تصوف وشریعت سے متعلق جو سوالات آپ نے بھیجے ہیں، ان سب کا جواب میں عدم علم کے بناء پر نہیں دے پاؤں گا۔ ہاں دوسوال کے جوابات حاضر ہیں:

(۲) صاحب سجادہ نے مرشد کی وصیت کے مطابق جن جن مریدوں کو خلافت واجازت دی، ان سب کے لئے صاحب سجادہ مرشد اجازت ہوں گے اور یہ اجازت یافتہ خلفا مرشد کے خلفا نہ ہوں گے بلکہ صاحب سجادہ کے خلفا ہوں گے۔ لہٰذا شجرہ میں اپنے اور مرشد کے درمیان صاحب سجادہ کا نام لانا ہوگا۔ ہاں! اگر مرشد نے یوں فرمایا ہو کہ میں علم دین پڑھنے والے اپنے مریدوں کو بشرط حصول سند فراغت خلافت دیتا ہوں، ان میں جس کی شرط پوری ہوجائے تم اس کے بارے میں میری اجازت کو رد کردینا تو اس صورت خاص میں خلافت براہ راست مرشد کی طرف سے متصور ہوگی۔

(۲) آپ حضرات کے بریلی شریف سے واپسی کے بعد میں نے جو تجدید بیعت کا فیصلہ دیا تھا وہ اس لئے نہیں تھا کہ مرشد کی بیعت فسخ ہوگئی، بلکہ اس لئے تھا کہ استاذ کو اذیت پہنچنے کی وجہ سے چادر بیعت پر جو گرد وغبار لگ گئے ہوں وہ صاف ہوجائیں۔ حاصل یہ ہے کہ مرشد سے آپ کی بیعت برقرار ہے ختم نہیں ہوئی۔

حضور سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ دامت برکاتہم العالیہ عرصہ دراز سے علیل چل رہے ہیں، ایسی صورت میں اگر حضور سے استفتا کیا جائے تو جواب فتویٰ کیسے ملے گا؟ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ آپ دارالافتا میں استفتا بھیجیں وہاں فتویٰ لکھنے کے لئے جو علما مقرر ہیں وہ جواب دیں گے۔

فتویٰ حاصل کرنے کے بعد اگر حضرت سرکار مفتی اعظم ہند قبلہ سے اجازت وخلافت لینا چاہیں گے تو اس موقع پر ہم سے آپ ایک تعارفی تحریر منگوالیں۔

جس درس گاہ کے کرتا دھرتا ہر دو گروہ کے لوگ ہوں اور اس میں ندوی کورس چل رہا ہو اور شمس الہدیٰ یا کسی اور گورنمنٹی ادارہ سے منظور شدہ ہو، اس میں کام کرنا ایک دنیوی ملازمت کے مترادف ہے خالص دینی خدمت نہیں۔ پھر ادارہ بظاہر دونوں گروہ کے انتظام میں ہے لیکن رنگ مخالف گروہ ہی کا غالب ہوگا۔ ادارہ کا نام ہی بتا رہا ہے کہ اس میں زور منافقین زمانہ کا ہوگا کیوں کہ ایسے لوگوں کو مزاج تو ہے مفسد المسلمین مفرق المسلمین۔ لیکن اپنے اداروں کا نام رکھیں گے اصلاح المسلمین اتحاد المسلمین۔ بہر کیف وہاں کے لوگ عقائد واعمال کی اصلاح قبول کرنے کے لائق ہوں تو ضرور ان کی رہنمائی کی جائے اور ان کو صحیح عقیدۂ اہل سنت کی تلقین کی جائے۔

آپ روزانہ اول آخر تین بار درود شریف پڑھ کر لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم ساٹھ مرتبہ پڑھیں اور پانی پر دم کرکے اس پانی کو بسم اللہ الرحیم کہہ کر پی لیں اور فضل الٰہی کا انتظار کریں۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

۲۵ر صفر ۱۳۹۶ھ جمعرات، ۲۶ر فروری ۱۹۷۶ء

ایمان افروز تحریر

آقائے نعمت استاذ گرامی حضور بدر ملت قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ کو ایک استفتاء کے جواب میں نصیحت آموز تحریر تیغی مظفر پوری کو مرحمت فرمایا۔

بنام حافظ امام بخش صاحب تیغی

۷۸۶/۹۲

الحمد للہ الذی قال واللہ من یشاء الیٰ صراط مستقیم والصلوٰۃ والسلام الا کملان علیٰ رسول الانس والجان الذی قال من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام وعلیٰ اٰلہ وصحبہ وازواجہ وابنہ الغوث الاعظم وعلیٰ شھید محبتہ الشیخ احمد رضا قدوۃ اھل الشریعۃ والعرفان اما بعد فیقول بدر الدین احمد القادری الرضوی من افقر الحضرۃ القادریۃ الرضویۃ

اللہ تعالیٰ پیارے نبی سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے (جو مکارم اخلاق ومحاسن اطوار کے موصوف اعلیٰ واکمل ہیں) فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے پیارے نبی کافروں اور منافقوں پر جہاد کرو اور ان پر سختی کرو۔

حضرات صحابہ کرام جو سچے کھرے ذاکرین الٰہی رہے ان کا وصف قرآن عظیم یوں بیان فرماتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (پیارے) محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں

پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ نبینا وصحبہ وبارک وسلم) ہادی عالم سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **ان احب الاعمال الی اللہ تعالیٰ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ** (مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۷) بے شبہ سارے اعمال میں سب سے پیارا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ کی خاطر محبت کی جائے اور اللہ کی خاطر دشمنی رکھی جائے۔ وہابیہ دیابنہ کے اصحاب بدعت ہونے کا مسئلہ دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہے اور ارباب بدعت سے اجتناب کا حکم تو خود سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا اور صحابۂ فخام تابعین کرام اور الیائے عظام نے اس پر عمل کیا۔ آپ نے حضرت سیدی شاہ صاحب بانی فیض الرسول براؤں شریف کو قریب سے دیکھا ہے۔ آج بستی اور گونڈہ میں جیسا سنیت کا بحمدہ تعالیٰ زور ہے وہ زیادہ تر حضرت شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کے تبلیغی مشن ہی کا نتیجہ ہے۔ حضرت ممدوح نے حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کو ساتھ لے کر گاؤں گاؤں کا دورہ کیا، جلسے کرائے، تقریر کرائی، شرعی مسائل اور سنی عقائد کی تبلیغ کرائی، اور وہابیت کی تردید ونکائت کرا کر اس کی مٹی پلید کر دی۔ حضرت سیدی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی نرم مزاجی تو آپ کے مشاہدہ میں ہے۔ لیکن دین وعقیدہ میں سختی اتنی کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ وہابی اگر دھوکے سے مصافحہ کر لے تو ہاتھ کو صابن یا مٹی سے پاک کرتے تھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال

آپ نے جو سوال مفتی صاحب کی خدمت میں پیش کیا، اس کے جواب میں مفتی صاحب کے قلم نے بالکل خاموشی اختیار فرمائی کاش! اتنا ہی ہوتا کہ حضرت مفتی صاحب کا قلم اظہار حق سے خاموش رہتا، مگر افسوس اور صد ہزار افسوس وہی خاموش قلم جب گویائی پر اُتر پڑا تو خانقاہی سیرت کا حوالہ دے کر گمراہوں کے کنکر

پتھر بکھیر دیئے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کن خانقاہوں کی مخصوص تعلیم ہے، جتنی دیر سوال سے غیر متعلق جواب میں قلم چلتا رہا، اتنی دیر خالص تسبیح وتہلیل، ذکر وفکر میں وقت کیوں نہیں صرف کیا گیا اور کیوں نہیں کسی شاگرد سے کہہ دیا گیا کہ: حافظ امام بخش کو مطلع کردو کہ حضرت مفتی صاحب کو ذکر الٰہی میں شدید مصروفیت کے باعث اتنا موقع نہیں کہ آپ کی تحریر کا جواب دیں۔ ملا قاسم نانوتوی مسلمانوں کے عقیدۂ ضروریہ دینیہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اس لیے وہ علمائے عرب وعجم کے نزدیک بالاتفاق کافر ومرتد ہیں۔ ختم نبوت کے لفظ کا اقرار نہیں بلکہ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے تو جو عقیدہ ضروریہ دینیہ کا منکر ہو اور حیات النبی کا اقرار کرے تو اس سے اس کا ارتداد ختم نہیں ہوسکتا۔ اور پھر المہند میں تو سارے اکابر واصاغر وہابیہ حیات النبی کے قائل ہیں تو پھر نانوتوی کی تخصیص چہ معنیٰ دارد؟ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ارتداد اور منع زکوٰۃ کے فتنوں کا جس سختی سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استیصال فرمایا ہے وہ آپ ہی کی استقامت کا حصہ تھا۔ سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ''اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ'' کی عملی تفسیر سب سے پہلے صدیق اکبر نے دکھائی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ذات کے حق میں نرمی اختیار کی کہ حضرات صحابہ کرام کو مدینہ طیبہ میں باغیوں کے خون بہانے کی اجازت نہ دی۔ لیکن اسلام کو سربلند کرنے کے لیے ہزاروں سرکش معاند کافروں کو اپنے لشکر بھیج بھیج کر جہنم میں پہونچا دیا۔ رفتار ومزاج کی نرمی خوبی بھی ہے اور سخت عیب بھی۔ کسی نے آپ کو گالی دی، سخت سست کہا، آپ نے ہنس کر ٹال دیا اپنی ذات کا بدلہ نہ لیا اس عمل کا شمار خوبی میں ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے شریعت کو برا بھلا کہا، سنت کا استہزا کیا، بدعت کی اشاعت کرتا رہا حسب استطاعت آپ نے اس کی کاٹ نہ کی۔ اس

کے خلاف آپ کو تاؤ نہ آیا تو آپ کی یہ نرمی آپ کے دین کے لیے زہر قاتل ہے۔ مسلم شریف جلد اول میں سرکار فرماتے ہیں: **من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ ولم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان**

دور حاضر میں وہابیت کا فتنہ منکر شدید ہے، اس کے خلاف آواز بلند کرنا سرکار رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر شیدائی کا حسب استطاعت اہم فریضہ ہے۔ **ایھا الناس نضرب لکم مثلا فاستمعوا لہ**۔ کسی اوباش نے ایک خانقاہی مولانا عبدالحکیم کی کنواری جوان صاحبزادی کا اغوا کر کے اپنے گھر میں بیٹھا لیا اور صاحبزادی کے ساتھ منہ کالا کرتا رہا، گھر والوں نے مولانا موصوف کو صاحبزادی کے اغوا کئے جانے کی اطلاع کی، موصوف نے فرمایا کہ بھائی ہم نرم مزاج اور نرم رفتار ہیں ہمیں کسی کے خلاف تاؤ آتا ہی نہیں، ہمارا نرم ونازک مسلک ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم اغوا کنندہ کے خلاف کوئی کارروائی کریں، پھر ہمیں موقع بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر وفکر چھوڑ کر دنیاوی جنجال میں پڑیں، آخر وہ اوباش ڈاکو بھی تو میرے مالک ومولیٰ عزوجل کا ہی بندہ ہے، میرے مالک کے غیر کا تو بندہ ومخلوق نہیں۔ میرے مالک کے ایک بندہ نے میرے مالک کی ایک کنیز کو اپنے تصرف میں لے لیا تو میں کیا دخل دوں؟

آپ غور فرمائیں کہ مسلک نرم مزاجی ہے یا دیّوثیت؟ یہ فرضی خانقاہی مولانا نرم مزاج ہے یا دیوث؟ قرآن وحدیث فقہ اور غیرت ذاتی سب کا حق تلف کئے بیٹھا ہے لیکن کیا کوئی خانقاہی ذاکر ومبلغ اس خبیث واقعہ پر خاموش رہ سکتا ہے یا اس رہزن عفت وعزت سے میل میلاپ رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں؟ تو وہابیہ جو عظمت سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے کھلے عام دشمن ہیں سنیت کے ڈاکو ہیں،

متاع ایمان کے چوٹے ہیں، کیا ان کے بارے میں نرمی دکھانا مذہبی دیوثیت نہیں؟ ہاں! بے شک جو لوگ وہابیت کے کفری عقائد اور گستاخانہ ملعون کلمات سے نابلد ہیں اور دیوبندی تبلیغی مولویوں اور پیروں کی بناوٹی ٹیپ ٹاپ اور دکھاوٹی ٹنٹ گھنٹ سے متاثر ہیں، دینی عقائد حقہ سے ناواقف ہونے کے باعث سنیت اور وہابیت کے درمیان مذبذب ہیں ان کے ساتھ ضرور نرمی برتی جائے گی اور ان کو وہابیت وسنیت کے درمیان فرق بتایا جائے گا۔ انہیں درجہ بدرجہ وہابیت کی پوشیدہ نجاست وخباثت سے آگاہ کیا جائے گا۔ پھر حق واضح ہوجانے پر وہابیت سے جدا ومنقطع ہوگئے **فھو المراد** ورنہ حق کو واضح کردینے کے بعد اگر وہ وہابیت ہی کی طرف چلے گئے تو ان کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو دودھ کی مکھی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس بات کا دھیان رکھئے کہ ہم نے جناب مفتی صاحب کی ذات پر کوئی حکم شرعی نہیں لگایا ہے۔ ہاں! موصوف کے قلم سے نکلے ہوئے کلمات جو دوسروں کی گمراہی کا باعث ہوں گے، ان پر تبصرہ ضرور کیا ہے۔ میرے خیال میں آپ مفتی صاحب سے براہ راست کوئی گفتگو بھی نہ کریں۔ ہوسکتا ہے کہ ذکر وفکر کے کسی حصہ کا ان پر غلبہ ہو، اس غلبہ کے عالم میں ان سے سُکری کلمات نکلتے ہوں ایسے وقت میں ان کی صحبت آپ کے لئے مفید نہ ہوگی۔ آپ **اَنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰئِکَۃُ** کی روشنی حاصل کرنے کی کوشش میں لگئے شریعت کی کشادہ پختہ سڑک پر چلئے، اغل بغل کی پگڈنڈیوں میں چاہے کتنی بھی ہریالی اور سبزی دکھائی دے، لیکن پختہ سڑک ہرگز ہرگز نہ چھوڑیئے۔

اس زمانہ میں قلب وروح کی تربیت کرنے والا نظر نہیں آتا، اور جن کو تربیت کا دعویٰ ہے، ان کی باتیں ہم لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اس لئے ایسے حضرات سے موافقت کرنا اپنے کو گمراہی میں ڈالنا ہے۔ لہٰذا ایسے مربیوں سے اجتناب

ضروری ہے۔ پھر اس مخمصہ کے عالم میں کس کو مربی بنایا جائے جو راہ خدا کے لئے مرشد کا کام دے؟

میرا مشورہ یہ ہے کہ درود پاک کو اپنا مربی بنالیجئے، خود درود پاک پڑھئے اور اپنے شاگردوں کو حکم دیں کہ وہ لوگ ..... یا متفرق اوقات میں یا جلسۂ واحدہ میں روزانہ سو مرتبہ درود شریف کی گنتی ضرور پوری کرلیں۔ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوکر ہاتھ باندھے ہوئے درود جمعہ اپنے شاگردوں سے پڑھوائیں۔ حدیث شریف کی دعائیں ان کو یاد کرائیں اور ان کے مقررہ وقت پر پڑھنے کی تاکید کریں۔ سونے کے وقت کی دعاء "**اللھم باسمک اموت واحیی**"۔ سوکر اٹھنے کی دعا، استنجا جاتے وقت کی دعاء، فارغ ہونے کے بعد کی دعا، مسجد میں جانے کے وقت کی دعا، مسجد سے نکلنے کے وقت کی دعا، کھانے سے فارغ ہونے کے وقت کی دعا، بس یہ سمجھیں کہ دور حاضر میں گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی ہے۔

جس کو سمجھا تھا مونس وہ ہلا کو نکلا
جس کو سمجھا تھا خمیرہ وہ تمبا کو نکلا

لہٰذا بارگاہ احدیت جل شانہ میں آپ اور آپ کے شاگرد ومرید حضرات گڑگڑا کر یہ عرض کریں، نماز سے فارغ ہوکر ضرور پڑھیں: **اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ** پانچوں وقت نماز کے بعد یہ دعا کریں **اللھم اصلح امۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ امۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللھم اغفر لامۃ سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،** نماز کے بعد آخر میں جو دعا مانگی جاتی ہے اس کے بعد آخر میں حمد وصلاۃ کے الفاظ

یوں کہیں:

وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علیٰ خیر خلقه ونور عرشه سیدنا محمد واٰله وصحبه وازواجه وعترته وابنه السید الکریم الغوث الاعظم الجیلانی البغدادی اجمعین، واٰخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمین

فقط والسلام۔ بدرالدین احمد

نوٹ: یہ مبارک پر ہدایت تحریر حضور آقائے نعمت مولانا بدر الدین احمد صاحب قبلہ دام فیضہ ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ کو کسی استفتاء کے جواب میں مولانا حافظ امام بخش صاحب کے پاس روانہ فرمایا تھا، جس کو میں نے نقل کرلیا تھا۔ مولانا امام بخش اس وقت انصار نگر ڈوگرہ مرزانگر ضلع ویشالی بہار میں اور حضرت قبلہ بڑھیا میں تشریف رکھتے تھے۔ اس وقت میں شرح جامی بحث فعل، شرح وقایہ اول، مؤطا امام محمد، شرحِ تہذیب وغیرہ پڑھ رہا تھا۔

فقط بقلم خود غلام محی الدین عفی عنہ صدیقی

۶/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۷ھ

بنام حافظ امام بخش صاحب

۸/ ربیع الغوث ۱۴۰۸ھ

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

طالب خیر بحمدہ تعالیٰ بخیر ہے۔ حَسْبُنَا رَبُّنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

اہل سنت کی درسگاہ جو گورنمنٹ بہار کے چنگل سے آزاد اور پاک ہو، وہ مہوا بازار میں قائم ہونا چاہئے۔ جو صاحب مہوا بازار اور انصار نگر کے درمیان اپنی پانچ کٹھہ زمین وقف کرنا چاہتے ہیں وہ اگر دین وسنیت کی اشاعت کی خاطر خدا اور رسول جل جلالہ وعلیہ التحیۃ والثنا کی رضا کے لئے وقف کرنا چاہتے ہیں تو اس زمین کو فروخت کر کے اس کے پیسے سے مہوا بازار میں زمین خرید کر وقف کردیں۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ برکات ربانی سے مالا مال ہوں گے۔ فی الحال مہوا بازار میں تھوڑی سی زمین مل جائے، کرایہ دے کر یا بلا کرایہ تو وہاں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیں۔ بعد میں عنایت ربانی مسلمانوں کے دلوں کو ادارہ کی اعانت کی طرف مائل کردے گی پھر زمین کا مسئلہ اور اس پر عمارت کا مسئلہ حضرت رب العزت جل جلالہ بالکل آسان کردے گا۔ زمین، عمارت، قیام مدرسہ، معاون ادارہ سے پہلے اخلاص نیت کا مسئلہ دشوار اور بہت دشوار ہے۔ انسان سہولت کا طالب وعاشق ہے۔ اس کی معیشت کی ابتری اس کے سامنے ہے۔ آج کل کی اکثر خانقاہیں اور درسگاہیں خالص دنیوی دوکان ہیں جن سے دوکان چلانے والے زیادہ سے زیادہ آمدنی حاصل کرنا چاہتے ہیں، ان جگہوں میں اخلاص نیت کا گزر نہیں۔

آپ کے حق میں مولیٰ تبارک وتعالیٰ سے مسلسل دعا کرتا جارہا ہوں۔ بارگاہ احدیت جل جلالہ میں تضرع وزاری بارگاہ رسالت علیہ التحیۃ والثنا میں فریاد واستغاثہ بتوسط شہزادۂ رسول سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی سخت ضرورت

ہے کہ آج کل کی دنیا میں بالخصوص صوبہ بہار میں دین سے بے رغبتی کا بری طرح غلبہ ہے، والعیاذ باللہ المولیٰ تعالیٰ۔ جو درسگاہیں دینی تعلیم کے نام پر چل رہی ہیں اس میں بھی وہی طرز تعلیم ہے جو انگریزی کالجوں میں ہے۔ حد یہ کہ شمس الصلالہ کا نام شمس الہدیٰ اور یورپین تعلیم گاہ کا نام غوثیہ کالج ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

عزیز گرامی مولانا حافظ امام بخش صاحب قادری تیغی فاضل دارالعلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف ضلع بستی یوپی نے میرے مشورے کے مطابق مہواضلع ویشالی، صوبہ بہار میں ایک سنی دینی درسگاہ قائم کی، جس کی تعمیر کے سنگ بنیاد رکھنے اور تعلیم کا افتتاح کرنے کے لئے مجھے مدعو کیا۔ میں مہوا پہونچا اور ۴ر شعبان ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۳ر مارچ ۱۹۸۹ عیسوی دوشنبہ مبارکہ کے دن شام کو میں دارالعلوم اہل سنت تیغیہ فیض الرسول مہواضلع ویشالی بہار کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور دوسرے دن ۵ر شعبان ۱۴۰۹ھ کو درس کا افتتاح کیا۔ دعا ہے کہ مولائے قدیر جل شانہ ادارہ ہذا کو شمس الہدیٰ بورڈ پٹنہ کے چنگل سے بچائے رکھے اور سنی مسلمانوں کو اس کی امداد واعانت کا جذبۂ صادق عطا فرمائے اور ادارۂ ہذا کے اراکین وبانی وطلبہ ومدرسین کو مسلک سرکار اعلیٰحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہ پر قائم رکھے اور وہابیوں، دیوبندیوں نیز دیوبندیت نوازوں کی گمراہیوں سے ان سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

بجاہ رسولہ خاتم النبیین سید المرسلین افضل العلمین علیٰ الصلوٰۃ والتسلیم واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

کتبہ: بدرالدین احمد قادری رضوی نوری

خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا، ضلع بستی، (یوپی)

مکتوب بنام مولانا نظام الدین صاحب نوری گورکھپوری

دار العلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات

۷۸۶/۹۲

از بڑھیا ۱۰ر ربیع الغوث ۱۴۰۸ھ

برادر نوری وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا خط ملا، پڑھ کر خوشی ہوئی نہیں، بڑی خوشی ہوئی، **بارک ربنا سبحانہ فی دینک وایمانک وضیاء تصلبک وحیاتک ودنیاک وعقباک بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ اٰلہ الصلوٰۃ والتسلیم**

عرصۂ دراز گذرا، مرقاۃ کی شرح تیار کرنے کا بار میں نے مولانا علوی صاحب مہتمم فیض الرسول براؤں شریف کی جانب موڑا، جب موصوف کی توجہ موقع نہ پاسکی اور متعدد سال گزرے تو پھر مولانا قدرت اللہ صاحب پر بوجھ رکھا، وہ بھی ہجوم مصروفیات کے نرغہ میں گھرے رہنے کے باعث عہدۂ برآ نہ ہوسکے اب یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ توفیق ربانی نے اس کام کے لئے آپ کا انتخاب کیا۔ **فالحمد لربنا جل مجدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولنا واٰلہ الکرام**

میں چاہتا ہوں کہ جس طرح حضرت علامہ میرٹھی نے شرح مأۃ عامل اور نحو میر کی شرح مرتب کی اور اول الذکر میں دیوبندی (مُلّوں کی نحوی ترکیبوں کے اغلاط) اور آخر الذکر میں مسائل نحو میں علمائے دہابیہ کی دھاندھلیوں کو طشت از بام کیا، یوں ہی آپ کو دیوبندی کی مرتب کردہ شرح مرقاۃ المسمی بہ مصفاۃ کی منطقی اغلاط کی تردید لکھنی ہے، اور علمائے مناطقہ کو اس کی دھاندھلی سے آگاہ کرنا ہے، اور یہ مضمون کتاب کے ابتدائی میں رکھنا ہے۔ دیوبند سے مصفاۃ منگوا کر اس کو مطالعہ میں رکھنا

ہے، شرح لکھنے کے ساتھ مرقاۃ کے عربی متن کا اردو میں ترجمہ بھی تحریر کرنا ہے۔
حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نے عربی میں مرقاۃ کی شرح تحریر فرمائی ہے، اس اردو شرح میں اس کا چربہ نہیں اتارنا ہے۔

صدر مدرس صاحب کو سلام

فقط بدرالدین احمد

بڑھیا

مکتوب بنام مولانا نور محمد صاحب قبلہ بستوی

۷۸۶/۹۲

از: بڑھیا۔ ۲۱/ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

عزیزم! وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

لفافہ ملا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو جزائے حسن عطا فرمائے کہ آپ نے مولانا حکیم صاحب کی خیریت سے آگاہ کیا۔ زمانہ بڑا پُر خطر ہوتا جارہا ہے، قہر وجلال کی تجلی کا ظہور ہے۔ اپنے لوگوں سے ضرور ایسا کام ہونا چاہئے جس کو رب العزت جل جلالہ قبول فرمائے اور رحمت وجمال کی تجلیات کا ہم لوگوں پر ظہور ہو۔ لہٰذا اپنے مخلص تلامذہ کو روزانہ کم از کم سو بار درود شریف پڑھنے کی تلقین کریں نیز داخلہ وخارجہ مسجد کی دعا۔ قبل النوم بعد الیقظ کی دعا، قبل الاستنجا وبعد الفراغ عن الطہارۃ کی دعا، بعد الفراغ عن الاکل کی دعا پڑھنے کی تاکید کریں۔ بلکہ پہلے ان دعاؤں کو پڑھوا کر خود سن لیں اور پھر بعد میں درس گاہ میں کبھی کبھی پوچھ لیں کہ فلاں فلاں موقع پر کون کون سی دعا پڑھتے ہو۔

حضرت صدر المدرسین مولانا قادری صاحب، مولانا مصباحی صاحب، مولانا نعیمی صاحب کو سلام عرض ہے۔

فقط والسلام بدرالدین احمد

مکتوب بنام مولانا جمال الدین عرف محمد ثانی
صاحبزادہ حضور بدر ملت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شب بست وچہارم ربیع الغوث ۱۴۱۱ھ

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

تمہارا دوسرا خط آج شام کو وصول ہوا۔ پہلے خط کا جواب تاخیر سے گیا ہے۔ مسافر کو یہ جائز نہیں کہ جان بوجھ کر دو رکعت کے بجائے چار رکعت پڑھے۔ ہاں! اگر مسافر نے ظہر یا عصر یا عشاء کی دو رکعت کے بجائے چار رکعت نماز فرض بھول کر پڑھ لیا تو اس کے حق میں دو رکعت نماز فرض ادا ہوگی۔ اور بعد کی دو رکعت نماز نفل بن جائے گی۔ لیکن اگر مسافر نے امامت کی اور بھول کر چار رکعت نماز پڑھائی تو مقتدیوں کی نماز نہ ہوئی ان کو دوبارہ وہ نماز پڑھنا ہوگا۔

جو نماز حالت سفر شرعی میں قضا ہوگئی اور یاد نہیں ہے کہ کتنی نمازیں اور کن کن وقتوں کی نمازیں قضا ہوئیں تو سب کو پوری پڑھ ڈالے۔ لیکن یہ حکم بطور فتویٰ شرعی نہیں۔ لہٰذا مناسب یہ ہے کہ حضرت مولانا شریف الحق صاحب کی خدمت میں استفتاء بھیج کر فتویٰ حاصل کرو اور پھر اس فتویٰ کی ایک نقل میرے پاس بھیجو۔

جو نمازیں زمانۂ حال میں بحالت سفر قضا ہوگئی ہیں اور قضا ہونے کی تاریخ معلوم ہے اسے فوری طور پر پڑھ لیا جائے۔ مثلاً اس مہینے یا اس ہفتہ کے فلاں تاریخ کی فجر یا ظہر یا عصر یا مغرب وغیرہ کی نماز پڑھنے کی نیت کی میں نے۔

فقط والسلام: بدرالدین احمد

شب بست وپنجم ربیع الغوث

از: رفیع گنج برمکان عزیز گرامی مولوی عبدالصمد قادری رضوی
شب سہ شنبہ ۲۲ رمضان شریف ۱۴۱۱ھ بعد نماز عشاء
برخوردار محمد عرف ثانی مولوی جمال الدین!
وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

بارک المولیٰ تعالیٰ سبحنہ فی دینک ونور ایمانک وجعلک من عبادہ الصالحین بجاہ رسولہ الکریم علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیم

تمہارا جوابی لفافہ ملا، کوائف سے آگاہی ہوئی۔ خلاف امید اب دماغی جسمانی کمزوری کا مجھ پر غلبہ ہے بالخصوص خطوط کے جوابات مہینوں سے تشنہ کام رہتے ہیں۔ یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے کہ تم نے شریعت کی اشاعت، دین کی حمایت میں قلم اٹھایا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ورسول اعظم صلی اللہ المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ اگر صادق ہے تو حوصلہ افزائی کا انتظار مناسب نہیں جذبۂ صادق کی صورت میں عنایت ربانی سے بندہ مالا مال ہوگا، مگر خالص رضائے الٰہی کے حصول کا جذبۂ صادق، توفیق ربانی ہی سے ملے گا۔

جو مسودہ تم نے تیار کیا ہے اس کی کتابت صاف صاف کشادہ ہونی چاہئے۔ اور جو مسئلہ حوالہ طلب ہو اس کا حوالہ بھی ذکر کرنا ضروری ہے۔ صفحہ کے دائیں بائیں جگہ کافی چھوڑنا چاہئے۔ اگر تیار شدہ مسودہ میرے لکھنے کے مطابق ہے تو اسے بڑھیا بھیجو ورنہ دوبارہ نظر ثانی کرتے ہوئے مسودہ کا ایک حصہ تیار کرو اور اسے بھیجو۔ خدائے پاک کی رضا حاصل کرنے کے لیے اگر محنت کرنا پڑے تو سرکار اعلیٰحضرت کو یاد کر کے محنت سے نہ گھبراؤ۔ دوبارہ قلم چلاؤ گے تو مضمون مزید نکھرے گا۔

حضرت مفتی عبدالقدیر صاحب قبلہ کے بارے میں مسموع ہوا ہے کہ موصوف کا زور میڈیکل تعلیم گاہ کی طرف ہو گیا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو بہت ہی کھٹک کی بات ہے۔ جسم وبدن کی اصلاح کے لئے تو بے شمار ادارے ہیں۔ لیکن روح شریعت کے احیاء کے لیے تو تعلیم گاہ مثل عنقاء ہیں۔

تم مولائے کریم جل شانہ کی بارگاہ قدس میں رجوع کرو، سرکار مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں استغاثہ کرو سرکار غوث اعظم جیلانی و سرکار اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ المولیٰ تعالیٰ عنہما کے دربار میں استعانت کا گڑگڑاتا ہاتھ پھیلاؤ۔

تاکہ عنایت ربانی دستگیری فرمائے۔

شجرہ رضویہ پڑھکر فاتحہ سے فارغ ہو کر اپنے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں تھوڑی دیر دھیان باندھو۔ فضل خداوندی سے قوی امید ہے کہ یہ عمل حل مشکلات کا سامان بنے گا۔

پرسان حال کو سلام مسنون
فقط والسلام
بدرالدین احمد قادری رضوی
وارد حال رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار)

نوٹ: ''ہمارے ہم سبق ساتھی شہزادۂ بدر ملت حضرت مولانا جمال الدین صاحب رضوی عرف محمد ثانی صاحب نے مسائل شرعیہ پر ایک مختصر کتاب ترتیب دی تھی اس پر انہوں نے حضرت قبلہ سے عرض معروض کیا تھا کہ حضور حوصلہ افزائی فرمادی جائے اس پر آپ نے مندرجہ ذیل مکتوب تحریر فرمایا۔

بنام مولوی شہادت اللہ برکاتی گور کھپوری

۷۸۶/۹۲

عزیزم شہادت ۶۶

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا پوسٹ کارڈ آیا۔ااس سے پہلے آپ کا لفافہ آیا تھا جس میں آپ کے استفتا پر حضرت مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب کا فتویٰ تھا۔ میں نے اس لفافہ کا جواب معرفت شوکت آپ کے نام بھیجا اور آپ کو مولانا عزیز الحسن صاحب کے پاس پڑھنے کی اجازت بھی دی، اس لفافہ کی وصول یابی کا آپ کے تازہ کارڈ میں ذکر نہیں ہے۔ تحریک ردو ہابیہ کے لئے علم دین اور روحانیت کا حاصل کرنا شدید ضروری ہے۔ آپ کے لئے تین تعویذ روانہ ہے موم جامہ کر کے گلے میں پہننا ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد، بڑھیا، ۲۱ ربیع النور ۱۰ھ

عزیزم سلمہ ربہ الکریم

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

پہلے لفافہ بعد میں پوسٹ کارڈ وصول ہوا۔ حضرت مولانا عزیز الحسن صاحب کی تدریس کی عظمت میرے دل میں جاگزیں رہی۔ موصوف جب الحاق کی طرف مڑے اور گھس گئے۔ نیز چھتر پارہ کے پردھانی کے الیکشن میں جم کر حصہ لیا تو میرے دل پر چوٹ لگی کہ پہلا کام یعنی الحاق کی گنگا میں گھسنا وفادریٔ شریعت کے خلاف ہے۔ اور دوسرا کام یعنی الیکشن کی شفاعت میں حصہ لینا عظمت علم کی حق تلفی

ہے لیکن بعد کے حالات سے خود ہی موصوف کو مشاہدہ ہو گیا ہوگا کہ آج کل کے پرستاران دنیا کی روش اختیار کرنے سے بجائے خوش حالی کے دکھ کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

گونڈہ اور اترولہ کے درمیان قصبہ دھانے پور ہے، وہاں کا مدرسہ الحاق نہیں ہے، میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ مولانا عزیز الحسن صاحب مدظلہ العالی سے درس حاصل کریں۔ فقط والسلام

بدرالدین احمد

مکتوب بنام ولانا عبد الصمد قادری رضوی نوری

۷۸۶/۹۲

از بڑھیا ۱۹ محرم ۱۴۰۵ھ

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

جواہر المنطق کی کتابت شدہ کاپیوں کی اصلاح میں عرصۂ دراز صرف ہوا پھر سوانح اعلیٰ حضرت کی کاپیوں کی تصحیح میں بھی خلاف توقع زیادہ وقت صرف ہوا۔ ان مصروفیات کے سبب بہتر ے خطوط تشنہ جواب ہیں۔

منجھار کے پتہ پر میں نے خط بھیجا شاید آپ تک نہیں پہونچا آپ کی شفا وصحت کے لئے نماز غوثیہ میں دعا کرتے ہوئے دو چلہ (۴۰ دن ۴۰ دن) سے زیادہ ایام گذر چکے ہیں۔

حضرت رب العزۃ جل مجدہ قبول فرمائے

نورانی شاہ مع اپنی والدہ ننھیال گئے ہوئے ہیں۔

آپ کے بار بار لکھنے کے باعث عرس رضوی بریلی شریف میں حاضری دینے کے لیے اپنے کو تیار کر رہا ہوں۔

طیبہ خاتون بنت اشرف وغیرہ کے لیے شجرہ عرس رضوی کے موقع پر حاصل کرلیا جائے گا۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

۷۸۶/۹۲

از بڑھیا: بنام مولانا عبدالصمد قادری

عزیزم وعلیکم السلام ثم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

(جواب سلام میں تکرار حضور والا نے اس لئے فرمایا کہ اس خادم کے دو خطوں کے جواب میں یہ مکتوب تحریر فرمایا ہے)

ہوسکتا ہے کہ امسال انشاء المولیٰ تعالیٰ رمضان شریف کا مہینہ آپ کے ساتھ (۲) رہ کر گزرے۔

دیوہ شریف میں میرے بھانجے مولوی فیض احمد علالت میں مبتلا رہتے ہوئے وقت گزار رہے ہیں۔ ہارنیاں کا آپریشن ان کا طے کیا جارہا ہے۔ صوفی لعل محمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ آپریشن پر روپئے کا زیادہ خرچ ہوگا۔ میں نے لکھ دیا ہے کہ کچھ روپیہ میں نے پہلے ہی دوا کے سلسلے میں مولوی فیض احمد کے پاس جمع کر دیا ہے، اسے اور کچھ احباب سے چندہ لے کر آپریشن کا انتظام ہونا چاہئے۔ پورا نہ پڑے تو قرض سے کام لیجئے، میں انشاء المولیٰ تعالیٰ قرض ادا کروں گا۔

اس سلسلہ میں آپ کو اطلاع کر رہا ہوں کہ کنیز فاطمہ اور اس کی والدہ کی طرف

سے دفع بلا کے لئے کچھ پیسے نکال دیں اور اپنے احباب سے بھی صدقہ نکالنے کا چرچا کر دیں اور سب پیسے اس پتہ پر ذریعہ بیمہ یا منی آرڈر روانہ کر دیں۔

''مولوی لعل محمد صاحب آستانہ عالیہ دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی (یوپی)

عزیزہ مہ پارہ اور پرسان حال کو سلام۔

فقط والسلام

کوپن میں امدادی رقم ظاہر کر دیں۔

بدرالدین احمد۔ ۶/رجب ۱۴۱۱ھ

(۲) ماہ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ میں حضور آقائے نعمت سرکار بدر ملت علیہ الرحمہ نے اس خادم راقم الحروف کے نام اپنا والا نامہ روانہ فرمایا اور اواخر شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ میں خود بہ نفس نفیس خادم سفر مع مولوی یار علی پلاموی اس بے نوا کے غریب خانہ قادری منزل، رضوی گلی، محلّہ بابو گنج، قصبہ رفیع گنج تشریف لائے اور تقریباً ۴۰/روز قیام فرمایا۔ چونکہ مخدوم گرامی قبلہ بہ نیت مسافر قیام پذیر تھے اس لئے ماہ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ میں پہلی بار امجھر شریف ضلع اورنگ آباد (بہار) سرکار بغداد کے پوتے سیدنا محمد القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دی اور حضرت مولانا الحاج سید اصغر امام صاحب قبلہ قادری (صدر المدرسین جامعہ فاروقیہ بنارس) سجادہ نشین آستانہ قادریہ امجھر شریف کے مہمان رہے اور وہیں شب گزاری فقیر راقم الحروف حضور والا کے ساتھ ساتھ رہا اور نماز فجر سے فارغ ہوکر آستانہ پاک پر آخری حاضری دے کر بذریعہ بس رفیع گنج قادری منزل واپس ہوئے۔ پھر ۲۳/رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ کو عزیزی محمد موسیٰ رضوی سلمہ کی دعوت پر حضور والا میرے آبائی وطن موضع منجھار بگھوئی ریلوے اسٹیشن ٹرین سے اتر کر تقریباً ۴/کلومیٹر پاپیادہ چل کر تشریف لے گئے اور پھر اسی طرح واپس بھی ہوئے اس لئے

کہ کوردہ دیہات ہونے کے باعث سواری کی سہولت نہیں تھی۔ وہاں دو شب قیام کیا اور محفل میلاد شریف میں ایمان افروز بیان بھی فرمایا، پھر ۲۵ر ویں رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ نماز صبح سے فارغ ہوکر بذریعہ ٹرین رفیع گنج قادری منزل واپسی ہوئی اس سفر میں بھی یہ خادم راقم الحروف ساتھ ساتھ رہا۔

۲۹ر رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ کو ہلال عید دیکھ کر آپ نے دعا پڑھی پھر اس خادم کو طلب فرمایا اور ۲۱ر روپے عنایت فرماتے ہوئے حکم دیا کہ اس رقم سے تبرک برائے میلاد شریف بازار سے لے آیئے۔ آج کی مبارک رات میں صبح صادق سے پہلے محفل میلاد شریف منعقد کیا جائے گا۔ تبرک لانے کے بعد حضور والا کی خدمت میں اس خادم نے عرض کیا کہ رات کے وقت لوگ محفل پاک میں نہیں پہونچ سکیں گے اس لئے نماز عید ادا کرنے کے بعد دن گزار کر بعد نماز مغرب پروگرام رکھ دیا جائے۔ اس وقت حضور قبلہ نے فقیر کے اس مشورے کو قبول فرمالیا مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے قریب بلایا اور فرمایا۔ ارے بھائی! محفل میلاد شریف صبح صادق ہی کے وقت منعقد کیا جائے گا ورنہ میرے معمول میں فرق ہوجائے گا۔ اس پر پھر اس خادم نے وہی درخواست کیا کہ باہر سے دینی بھائی جمع نہ ہوسکیں گے۔ اس پر حضور والا قبلہ نے فرمایا۔ لوگ نہیں جمع ہوں گے تو کیا ہوگا ہم ہیں، آپ ہیں، کنیز فاطمہ اور ان کی والدہ ہیں اب جوڑیئے کتنے افراد ہوئے؟ فقیر نے عرض کیا چار ہوگئے۔ اس پر پھر حضرت قبلہ نے فرمایا ہم چاروں پر کراماً کاتبین فرشتے آٹھ ہیں، اب بتایئے کتنے ہوئے؟ فقیر نے جواب دیا بارہ ہوگئے۔ بعدہ حضور والا نے فرمایا بس کافی ہیں۔ ہاں! قبل از وقت بیدار ہوجانا ہے تاکہ ضروریات سے فارغ ہوکر باطہارت محفل پاک آغاز کردیا جائے۔ لہٰذا تقریباً ۲ر بجے شب میں حضور والا بیدار ہوگئے اور حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ ہی خادم کی بھی آنکھ کھل گئی با اطمینان سنت کے مطابق وضو فرمایا بعدہ عمامہ

شریف زیب سر کیا، خوشبو لگائی پھر خطبۂ مسنونہ سے محفل میلاد شریف آغاز فرمایا اس کے بعد امام اہل سنت سرکار اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

انتہائی محبت بھرے انداز میں پیش کیا حضور والا کے بغل میں یہ خادم بھی ساتھ ساتھ پڑھتا رہا اور ٹھیک صبح صادق کے وقت دوزانو بیٹھ کر فرمایا آپ لوگ ادب میں اضافہ کرلیں کہ سرکار کی آمد آمد کا مختصر تذکرہ ہونے جارہا ہے۔ بغور سنیں اور دھیرے دھیرے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وظیفہ کرتے رہیں اور مدینے والے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی جانب لو لگائے رہیں پھر سرکارِ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے منجھلے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ حسن بریلوی علیہ الرحمۃ کے منظوم میلاد شریف کے اشعار:

صبا نے کس کی آمد کی سنائی
مراد بلبل بیتاب لائی

درد بھرے انداز میں پڑھا اور والہانہ انداز میں بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام پیش کیا پھر ایصال ثواب اور حضرت قبلہ کی دعا پر محفل میلاد شریف کا اختتام ہوا اور نماز فجر کی اذان ہوئی حضرت قبلہ کی اقتدا میں نماز ادا کی گئی بعدہ حضور والا نے تھوڑی دیر آرام فرمایا۔ بیدار ہونے کے بعد ضروریات سے فارغ ہوکر مسنون طریقہ پر غسل فرمایا اور لباس فاخرہ میں ملبوس ہوکر دھیرے دھیرے تکبیر کا ورد فرماتے ہوئے رفیع گنج بازار کی قدیم سنی مسجد تشریف لائے۔ پہونچنے کے بعد حضور والا نے اس فقیر قادری کو نماز پڑھانے کا حکم صادر فرمایا مگر اس خادم نے عرض کیا کہ آج ہم لوگوں کی دلی تمنا یہی ہے کہ ہم سب حضور والا کی اقتداء میں نماز عید ادا

کریں۔ حضور آقائے نعمت اس خادم پر بے حد کرم فرماتے تھے لہٰذا فوراً ہی عرضی قبول فرمالی اور اپنی زندگی کی آخری نماز عید حضور والا نے اس خادم کے یہاں ادا فرمائی۔ اس لئے کہ دوسرے سال عید سے قبل ہی اللہ کے پیارے ہو گئے۔ اب عید کے دوسرے روز میرے ہم سبق ساتھی مولانا سید لیاقت علی صاحب رضوی اکبر پور ضلع روہتاس سے حضور والا سے ملاقات کے لئے قادری منزل رفیع گنج آئے اور اپنے گھر کے لئے حضور والا کی خدمت میں دعوت پیش کی۔ آپ علیہ الرحمہ نے ان کی دعوت اس شرط پر منظور فرمائی کہ فقیر کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اگر ساتھ یہ رہیں گے تو دعوت قبول ہے، لہٰذا حضور قبلہ کو ہمراہ لے کر میں ۴ر شوال المکرّم ۱۴۱۱ھ جمعہ کو بعد نماز فجر روانہ ہوا ساتھ میں مولوی یار علی صاحب بھی رہے اور دس بجے دن میں اکبر پور ان کے دولت خانہ پر پہونچے اور ایک شب حضرت قبلہ نے وہاں قیام فرمایا اور دوسرے روز مولوی یار علی متعلم مدرسہ غوثیہ بڑھیا کو ہمراہ لے کر ضلع پلاموں کا دینی سفر فرمایا اور یہ خادم حضور والا سے اجازت لے کر اپنے غریب خانہ واپس ہو گیا اور حضرت تبلیغ سنیت فرماتے ہوئے ۹ر شوال ۱۴۱۱ھ پھر رفیع گنج اس خادم کے غریب خانہ قادری منزل تشریف لائے اور یہاں نماز عصر ومغرب ادا فرمائی اور ۱۰ر ویں شوال ۱۴۱۱ھ کی رات ہی میں بذریعہ ٹرین پٹنہ ہوتے ہوئے چھپرہ کے لئے روانہ ہو گئے اور صبح سویرے وہاں مدرسہ نوریہ دولت گنج چھپرہ پہنچے اور دو تین روز قیام فرما کر سنیت ومسلک رضویت کی تبلیغ فرمائی بعدہ وہاں سے بفضلہٖ تعالیٰ مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے لئے بخیریت واپس ہوئے۔

مذکورہ سفر سے قبل تین بار اور بھی اس فقیر قادری پر حضور والا نے کرم فرمایا تھا اور سفر کے تمام تر صعوبتوں کو برداشت فرما کر غریب خانہ پر تشریف لائے تھے ان تینوں سفروں کا بھی مختصر خاکہ تحدیث نعمت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

مجھ حقیر کے گھر تشریف لانے سے قبل

جب میں حضور والا کے ساتھ بحیثیت خادم کہیں جاتا تھا اور آپ علیہ الرحمہ کے طریقۂ تبلیغ اور غربائے اہل سنت پر شفقت ومحبت کا انداز دیکھتا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی کہ کاش حضور والا ہمارے غریب خانہ پر بھی کبھی قدم رنجہ فرماتے تو غریب خانہ اور علاقہ میں سنیت کی روشنی پھیل جاتی۔ اسی جذبۂ صادق کے تحت حضور والا کی خدمت میں دعوت پیش کیا اور حضور والا نے قبولیت سے سرفراز فرمایا اور سب سے پہلی بار تعطیل کلاں شعبان المعظم ۱۴۰۳ھ میں میرے آبائی وطن موضع منجھار ضلع اورنگ آباد تشریف لائے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سے گیارہ روز قیام فرمایا اور تقریباً روزانہ قرب وجوار میں حضرت قبلہ کا بیان ہوتا رہا اس موقع پر خادم سفر کرم فرما گرامیٔ قدر صوفی لعل محمد صاحب قبلہ برکاتی چمن شاہ کٹھوری دیوہ شریف اور مولوی ظہیر صاحب محمد پوری ضلع بستی ساتھ ساتھ رہے، بیچ میں دو روز کے لئے مخدوم الملک حضرت سیدنا شیخ شرف الدین احمد ابن یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بارگاہ میں حاضری دی۔ دیوہ شریف والے صوفی صاحب قبلہ موصوف اور یہ راقم الحروف حضور والا کے ساتھ ساتھ خادم سفر رہے۔ غریب خانہ سے بعد نماز عصر روانگی ہوئی رات شہر گیا خانقاہ بیت الانوار میں قیام فرمایا اور صبح سویرے وہاں سے چل کر بہار شریف ۸ر بجے صبح بڑی درگاہ سرکار کے آستانۂ پاک پر حاضری دی اور بڑی رقت انگیز دعا مانگی اور دن بھر اور رات بھر وہیں مقیم رہے اور دوسرے روز صبح ۹ر بجے چل کر راج گیر سرکار مخدوم الملک کے چلہ گاہ پر حاضری کے لئے پہنچے یہاں پر سرکار مخدوم کی کرامت دیکھنے کو ملی کہ پہاڑی سے ایک چشمہ جاری ہے جس کا پانی نہایت ہی لطیف اور ہلکا گرم ہمہ وقت نکلتا رہتا ہے اس چشمے میں

حضور والا نے غسل فرمایا اور ساتھ میں ہم لوگوں نے غسل کیا پھر نماز ظہر ادا کی گئی اور چلہ شریف کی حاضری کے بعد پھر حضور والا کو لے کر رات میں اپنے غریب خانہ پر بخیریت واپسی ہوئی اور پھر چند روز قیام فرمانے کے بعد حضور والا مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے لئے روانہ ہو گئے۔

دوسری بار پھر تعطیل کلاں شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ مطابق مئی ۱۹۸۴ء میں فقیر قادری کے عقد مسنونہ کے موقع پر تقریباً مدرسہ غوثیہ بڑھیا سے تقریباً ۴۰۰ کلو میٹر کا فاصلہ طے فرما کر آبائی وطن منجھار تشریف لائے اور حضور والا برات میں بھی شریک رہے اور ۲۰ شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ کو صبح صادق کے وقت محفل میلاد شریف پڑھنے کے بعد نکاح بھی حضور والا ہی نے پڑھایا بعدہ حضور کی بابرکت دعاء پر مجلس کا اختتام ہوا۔ اس سفر میں بھی خادم سفر دیوہ شریف والے صوفی صاحب قبلہ اور مولانا محمد اخلاق صاحب قبلہ بلرامپوری کے نانا جان بھی ساتھ ساتھ رہے شادی کے بعد حضور والا نے بکارو اسٹیل سٹی کا دینی سفر فرمایا اس لئے کہ سوانح اعلیٰحضرت کی جدید ترتیب کا مسودہ حضور والا اپنے ساتھ لئے ہوئے تھے اور صوفی علاء الدین رضوی وغیرہ کو حوالہ کرنا تھا ساتھ ہی ساتھ وہاں تبلیغ سنیت بھی حضور والا کو فرمانی تھی۔ لہٰذا بکارو کے سفر میں راقم الحروف کے ساتھ مذکورہ دونوں برادران ایمانی بھی حضرت قبلہ کے ساتھ رہے۔ جمعہ کے روز بعد نماز فجر وہاں پہونچے نماز جمعہ سے قبل حضرت قبلہ کا ایمان افروز بیان ہوا نماز جمعہ کی امامت کے لئے فقیر راقم الحروف کو حکم فرمایا، پھر دو روز قیام فرمایا اور تبلیغ سنیت فرماتے رہے اور کتاب سوانح اعلیٰحضرت کا مسودہ ذمہ داروں کے حوالہ فرمایا اور کاتب کے لئے نشان دہی بھی فرمائی پھر وہاں سے بنارس کے لئے روانگی ہوئی اور تقریباً ۱۲ گھنٹہ سفر کر کے مولانا عبدالوحید صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی خانقاہ حمیدیہ پر حضور والا مہمان رہے شب میں

قیام فرمانے کے بعد صبح سویرے حضرت علیہ الرحمہ سے اجازت حاصل کر کے فقیر وطن واپس لوٹ گیا آپ علیہ الرحمہ اور شیر بنارس علیہ الرحمہ کے درمیان مسائل دینیہ ضروریہ پر سیر حاصل گفتگو ہوئی اور بنارش شہر میں تبلیغ سنیت فرمانے کے بعد مدرسہ غوثیہ بڑھیا کے لئے واپس ہوئے۔

تیسری بار حضور والا ذی القعدہ ۱۴۱۰ھ مطابق جون ۱۹۹۰ء فقیر کے غریب خانہ پر رفیع گنج قادری منزل کی تعمیر نو کے بعد تشریف لائے محفل میلاد شریف منعقد کی گئی جس میں حضرت علیہ الرحمہ کا ایمان افروز بیان ہوا اور صلاۃ وسلام کے بعد حضرت قبلہ کی دعاء پر محفل کا اختتام ہوا۔ اس طرح قادری منزل کا افتتاح فرمایا اس موقع پر بھی حضرت کے ہمراہ محبّ گرامی دیوہ شریف والے صوفی صاحب قبلہ خادم سفر رہے۔ میرے مخلص دوست مولانا عبدالہادی صاحب قبلہ اور منّا پور ضلع بنارس کے ایمانی بھائی صوفی اشفاق صاحب رضوی اور نذیر بھائی بھی صرف حضرت قبلہ کی زیارت کے لئے میرے غریب خانہ پر تشریف لائے اور دو روز قیام فرمایا بعدہ حضرت قبلہ کو لے کر بنارس واپس ہوئے پھر وہاں سے مدرسہ غوثیہ بڑھیا کا سفر بخیریت تمام ہوا۔

حضور مخدوم گرامی قبلہ کی تشریف آوری فقیر کے لئے عظیم نعمت ہے۔ اس لئے قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا۔

فقط قادری

۷۸۶/۹۲

فرشتے پڑھتے ہیں جس کو وہ نام ہے تیرا
بڑی جناب تیری، فیض عام ہے تیرا
تیری لحد کی زیارت ہے زندگی دل کی
مسیح وخضر سے اونچا مقام ہے تیرا

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضرت سرکار محبوب الٰہی کا مقام اونچا قرار دینا شرعاً کیسا ہے؟

حضرت کی ایک اہم تحریر

۷۸۶/۹۲

ڈاکٹر اقبال سے متعلق حکم شرعی

از حضور بدر ملت علیہ الرحمۃ والرضوان

یہ واضح ہو کہ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کے مذکورہ بالا اشعار کا آخری مصرع ''مسیح وخضر سے اونچا مقام ہے تیرا'' صریحاً کھلم کھلا کفری قول ہے۔ چنانچہ جب مولانا عبد الصمد قادری رضوی نوری ساکن قصبہ رفیع گنج ضلع اورنگ آباد (بہار) نے رضوی دار الافتاء بریلی شریف میں استفتاء پیش کیا جس میں موصوف نے مذکورہ بالا اشعار نقل کر کے آخری مصرعہ اور اس کے قائل کے بارے میں حکم شرعی دریافت کیا تو مولانا محمد اعظم صاحب مفتی رضوی دار الافتاء بریلی شریف نے مصرعۂ مذکورہ بالا کو کفری قول قرار دیا اور قائل کے بارے میں تحریر کیا کہ میں نے حضور مفتی اعظم ہند (مولانا شاہ مصطفیٰ رضا بریلوی) سے ڈاکٹر اقبال کے بارے میں دریافت کیا تھا

تو آپ نے فرمایا تھا ''بے شک اقبال سے خلافِ شرع امور کا صدور ہوا ہے، کفریات تک اس سے صادر ہوئے ہیں، مگر وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ و بے ادب نہیں تھا۔ بے شک اس سے اس کی جہالت کی بناء پر کفر تک پہونچانے والی غلطیاں ہوئی ہیں مگر آخر وقت میں مرنے سے پہلے اس کی توبہ مشہور ہے اور حضرت نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ نہیں ہوتا اس کو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے اقبال کا یہ شعر پڑھا:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است

حضرت یہ شعر پڑھ کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اس شعر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اقبال کی سچی محبت ظاہر ہے۔ اس کے بعد فرمایا ''اقبال کے بارے میں توقف چاہئے، اور حضرت کا یہ فرمان اس وقت کی ناسازی طبع سے پندرہ/سولہ سال پہلے کا ہے۔ حضرت کے اسی فرمان پر ہمارا عمل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اعظم غفرلہ — دستخط سرکار مفتی اعظم ہند
خادم رضوی دار الافتاء، بریلی شریف — ۱۹/رجب ۱۴۰۱ھ
نمبر: ۱۵/۳۳۴۶

حضرات قارئین کو ہم اس فتویٰ کے پیش نظر مشورہ دیتے ہیں کہ ڈاکٹر اقبال صاحب کی ذات کے بارے میں ضرور توقف وسکوت سے کام لیں۔ لیکن ان کے وہ اشعار جو شریعت مقدسہ کے خلاف ہیں ان سے قطعی پرہیز کریں، انھیں سند بنا کر

ہرگز پیش نہ کریں۔ ہدایت کا مالک اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہر طرح کی گمراہیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیم

الانتباہ: یہ توضیحی بیان نورانی گلدستہ کی طباعت ثالثہ کے موقع پر اضافہ کیا گیا ہے۔

۷۸۶/۹۲

۲۷/ جمادی الآخرہ ۱۴۱۱ھ

۱۱/شعبان المعظم ۱۳۹۹ھ تعطیل کلاں کے موقع پر جب گدائے کوئے قادری عبدالصمد القادری رضوی نوری مدرسہ غوثیہ بڑھیا ضلع بستی حضور آقائے نعمت سرکار بدر ملت قبلہ علیہ الرحمہ سے اجازت لے کر بغرض حاضری وزیارت بہرائچ شریف بریلی شریف اور دارالخیر اجمیر مقدس وغیرہ مقامات مقدسہ کے مبارک سفر کی تیاری کی اس وقت حضور مخدوم گرامی قبلہ قدس سرہ نے بالترتیب مندرجہ ذیل استغاثہ کے کلمات اپنی جانب سے پیش کرنے کے لئے عطا فرمایا۔ افادۂ عام کے لئے شاملا شاعت کیا جارہا ہے۔

استغاثہ بدرگاہ سرکار غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از: بدرالدین احمد خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا بستی یوپی

یاسیدی السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم میں دینی دنیوی حیثیت سے پریشان حال ہوں۔ سرکار کے نگاہ کرم کا محتاج ہوں۔ **فحسب بدر الدین احمد**

استغاثہ بدرگاہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از بدرالدین احمد

یا مرشدی یاسیدی السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم

بارگاہ رضویت کا نام لیوا بدرالدین احمد بیکس و بے نوا ہے، اس کے حق میں تجلی جلال کا ظہور ہے۔ سرکار کرم فرمائیں کہ تجلی جمال کے ظہور کی ٹھنڈک بدرالدین احمد کو نصیب ہو یاسیدی **الغیاث الغیاث**

فحسب بدر الدین احمد

مکتوب بنام مولوی سعید احمد خاں نوری

۷۸۶/۹۲

از بڑھیا ۱۹/ربیع الغوث ۱۴۰۹ھ

عزیزم مولوی سعید احمد خاں قادری رضوی

آج آپ کا دوسرا لفافہ وصول ہوا۔ اس سے پہلے جو لفافہ وصول ہوا تھا اس کا جواب بطور قرض مجھ پر باقی ہے۔ ظاہر کے ساتھ اپنے باطن کی نگرانی ضروری ہے۔ طالب جاہ و جالب مال کا باطن قطعی بگڑا ہوا قابل علاج ہے۔

شریعت کی حق تلفی پر تاؤ آنا حق ہے اپنے ذاتی معاملہ میں ناگوار بات پر اکھڑ پڑنا اور جھنک اٹھنا شان علم کے خلاف ہے۔ جو شخص علم کی تعظیم نہ کرے گا اسے علم ذلیل کرے گا۔ ذکر اور درود شریف جو کچھ پڑھا جائے اسے مڑ کر دیکھنا نہیں اور جو مڑ کر دیکھے کہ ہم نے اتنا پڑھا ہے اس کا باطن بگڑ گیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے نبی پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے طفیل آپ کو اور ہمیں صراط مستقیم پر چلائے۔ آمین۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

بنام مولانا اصغر علی اور ضیاء اللہ پردھان

۷۸۶/۹۲

جناب مولانا اصغر علی و پردھان ضیاء اللہ

بعد ماہوالمسنون! یہ خبر سن کر مجھے شدید صدمہ اور دکھ ہے کہ آپ لوگ ایک دینی ادارہ کو اسکول بنانا چاہتے ہیں اور دوسری جگہ کی مثال دیتے ہیں۔ بہوتی کی مسجد میں یہ اعلان میں نے کیا ہے کہ بہوتی کا مدرسہ گورنمنٹ کے پنجے سے آزاد رہے گا۔ اگر آپ لوگ اس کے خلاف کریں گے تو خدائے قہار جل شانہ کی بارگاہ میں آپ لوگ ذمہ دار ہوں گے۔ دینی ترقی کو سوچئے۔ دنیوی تعلیمی ترقی کے لیے بہت سے اسکول ہیں۔ میری یہ تحریر رجسٹر میں نقل کرا کر محفوظ کرا دیجئے۔

فقط بدرالدین احمد قادری رضوی

خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا

ضلع بستی (یوپی)

بنام ضیاء اللہ پردھان
اور باشندگان بھوتی علاقہ بھانبھر

۷۸۶/۹۲

از: بڑھیا ۲۱/ جمادا لآخرہ ۱۴۰۵ھ

جناب ضیاء اللہ پردھان و باشندگان بہوتی علاقہ بھانبھر۔ گونڈہ

السلام علیکم

ماسٹر محمد ادریس صاحب کی زبانی دعوت ملی۔ پوسٹر میں انگریزی تاریخ کا

اندراج پہلے اور اسلامی تاریخ کا اندراج نمبر دو پر ہے۔ مدرسہ فیضان رضا وارث العلوم بہوتی علاقہ بھانبھر میری مسلسل تحریک پر وجود میں آیا پھر میں نے یہ وحشت ناک خبر سنی کہ مولانا اصغر علی صاحب اور سابق پردھان ضیاء اللہ صاحب وغیرہ مدرسہ فیضان رضا کو الحاق کرانا چاہتے ہیں تو مجھے صدمہ ہوا اور میں نے مولانا اصغر علی صاحب اور پردھان موصوف کے پاس الحاق روکنے کے لئے ایک تحریر بھیجی۔ لیکن آج تک مولانا موصوف نے اور پردھان موصوف نے میری تحریر کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں جلسہ منعقدہ ۲۶/ جمادی الآخرہ ۱۴۰۵ھ بمقام بہوتی کی دعوت اس شرط پر منظور کرتا ہوں کہ بہوتی گاؤں کے سربرآوردہ حضرات اور سابق پردھان ضیاء اللہ صاحب نیز مولانا اصغر علی صاحب اس امر کی تحریر دیں کہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم واٰلہ الفخیم

ہم باشندگان بہوتی وغیرہ علاقہ بھانبھر ضلع گونڈہ اس بات کا صفائی کے ساتھ تحریری اعلان کرتے ہیں کہ اللہ ورسول جل شانہ وعلیہ التحیۃ والثنا کی رضا کی خاطر مدرسہ فیضان رضا وارث العلوم علاقہ بھانبھر گونڈہ کو الحاق سے آزاد رکھا جائے گا اور شریعت اسلامیہ کے تقاضہ کے مطابق مدرسہ مذکور میں صرف دینی مذہبی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔

فقط

بدرالدین احمد قادری رضوی

خادم مدرسہ غوثیہ بڑھیا

(حضرت شیخ طریقت علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی گورکھپوری قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا ایک اہم مکتوب جسے موصوف نے احمد حسین قادری کے نام لکھا تھا)

۷۸۶/۹۲

از: بڑھیا، ۲۵ر شوال ۱۳۹۹ھ ۱۸ر ستمبر ۱۹۷۹ء

برادر سنیت وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا جوابی خط آئے ہوئے عرصہ ہوگیا۔ آپ کو انتظار کی زحمت ضرور ہوئی ہوگی۔ یکسوئی نہ ہونے کی وجہ سے جواب لکھنے میں دیری ہوئی معذرت خواہ ہوں۔ آپ کی تحریر میں جوش کا پیمانہ چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ کی جوش بھری تحریر کا ایک نمونہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ کریں:

''مسٹر شبلی نعمانی اور ندوہ کی کتابیں پڑھ چکا اور پڑھ رہا ہوں مگر ہم شیر بیشۂ اہل سنت کے خادموں سے ہیں اور نجدی دُشنامی میرا عقیدہ بگاڑنے کی مجال ہی کب رکھتے ہیں ان کی دہقانیت بولہبی سے میں سخت بیزار ہوں اور یہ واقعی دین کے دشمن ہیں اور ان کے لٹریچر مودودی کی طرح شہد میں زہر پلانے کا رول اور پارٹ ادا کر رہے ہیں۔ میں سرکار مفتی اعظم ہند بریلی شریف جیسے ولی کامل اور بزرگ ہستی سے بیعت پا چکا ہوں''۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان اور سرکار مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے شجرۂ مبارکہ میں ضروری ہدایت کے تحت ہدایت نمبر ایک یوں ہے:

(۱) ''مذہب اہل سنت وجماعت پر قائم رہیں جس پر علماء حرمین

شریفین ہیں۔ سنیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، تبلیغی، مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہ ہیں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو پناہ بخدا دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

آپ غور کریں جب آپ سرکار شیر بیشۂ اہلسنت کے نام لیوا اور سرکار مفتی اعظم ہند کے مرید اور غلام ہیں تو دشمن دین شبلی نعمانی اور مودودی کی تصنیفات کے مطالعہ کا حق آپ کو کہاں سے ملا کیا پیر و مرشد کی تحریری ہدایت کے خلاف چلنے سے کامیابی مل سکتی ہے؟۔ ایمان وعقیدہ کی حفاظت وبقا کے معاملہ اپنی ذات پر بھروسہ ایک سنگین دھوکہ ہے۔ کنعان (سیدنا حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا) جو ایک جلیل الشان پیغمبر کا بیٹا تھا اس نے اپنی ذات پر بھروسہ کیا گمراہ اور منافق ہوکر ہلاک ہوا۔ قارون حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے خاندان کا تھا اور حضرت کا خادم اور صحابی تھا اس نے اپنی ذات پر بھروسہ کیا اور مردود ہوکر تباہ ہوگیا۔ حضرت سعد بن وقاص (عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں) فاتح ایران صحابی رسول کا بیٹا عمرو بن سعد محدث تھا، تابعی تھا، عالم تھا اس نے اپنی ذات پر بھروسہ کیا۔ سیدنا امام حسین رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کے بجائے سرکشی کی۔ میدان کربلا میں امام کے خلاف ہوکر جنگ کی۔ رئے کی حکومت بھی نصیب نہ ہوئی اور جان سے مارا گیا۔ جس کے پاس لید اور گوبر سے بھرا سرمایہ ہے اسے لید اور گوبر کی حفاظت کی ضرورت نہیں لیکن جس کے پاس دس لاکھ کا ہیرا ہے اسے اپنے ہیرے کی حفاظت کے لئے ہر دم چوکنا اور ہوشیار رہنا ہوگا اور جو یہ سمجھے کہ میرا ہیرا کوئی دشمن چھین نہیں سکتا اس لئے اس کی حفاظت کا کما حقہ انتظام نہیں رکھتا تو بہت بڑا خطرہ ہے کہ پناہ بخدا اس کا ہیرا دشمن چھین لے گا ابلیس ایمان کے ہیرے کا بہت بڑا طاقتور دشمن ہے

اور اس کو انسانوں کے دل پر وسوسہ ڈالنے پر قابو دیا گیا ہے، دشمنانِ سنیت کی تصنیف کا مطالعہ کرنے والا مطالعہ کرتا جارہا ہے، ابلیس تاک اور گھات میں ہے اگر اس نے سنیت کے خلاف کسی عقیدہ کو دل میں جما دیا تو مطالعہ کرنے والا کیا کرسکتا ہے؟ آپ کہیں گے کہ پیران کرام کی نگاہ عنایت شیطان کے وسوسے سے بچالے گی لیکن جب پیران کرام کی ہدایات کے خلاف چل رہا ہے تو ان کی نگاہ عنایت کا مستحق ہی کہاں رہ گیا۔ اب تو وہ نگاہ قہر کا حقدار بن گیا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل

علمائے اہل سنت نے تقریباً ہر موضوع پر کتابیں تحریر فرمائیں ہیں۔ کتابوں کی کمی نہیں ہے اچھے پیمانہ پر ان کی کتابت، طباعت نشر وطباعت واشاعت کا کوئی قومی ادارہ نہیں ہے جیسا کہ مخالفین اہل سنت کے اپنی تصنیفات کی طباعت واشاعت کے لئے دسیوں قومی ادارے قائم ہیں مثلاً دارالمصنفین اعظم گڈھ، ندوۃ المصنفین لکھنؤ، دارالسّلفیہ بمبئی ادارۂ دینیات نظام الدین، ادارۂ الحسنات رام پور وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے یہاں شخصی طور پر گھٹیا کتابت کرا کے تھوڑی قیمت پر بھونڈی طباعت کرا کے بطور خود کتابیں فروخت کرتے رہتے ہیں ان کتابوں کی ظاہری شکل وصورت ایسی نہیں کہ دیکھنے والا لپک کر خرید لے۔

ضرورت تھی کہ زمانۂ حال کے مذاق ومزاج کے مطابق تصنیفات اہل سنت کی ستھری کتابت کرائی جاتی، سرخی اور عنوان جلی قلم سے ہوتے، ہر دو جملہ کے درمیان ڈیس لگایا جاتا۔ ضرورت کے مطابق پیرا گراف بدلا جاتا، پھر کتابت شدہ کاپی کی تصحیح نقل اور اصلاح کی جاتی، بعدہ عمدہ طباعت کرائی جاتی، لیکن ایسا نہیں ہورہا ہے کیونکہ ادارہ قومی نہیں بلکہ شخصی ہے جو فوری نفع کثیر کا طالب ہے۔

جاء الحق ایک ضخیم کتاب ہے جس میں میلاد شریف، عرس، نیاز، فاتحہ، علم غیب،

اہل قبور سے امداد وغیرہ پچاسوں مسائل کا بیان اور مخالفین کے اعتراضات کا تحقیقی مدلل جواب ہے لیکن جس ستھرے طرز پر کتاب چھپنی چاہئے اس طرز پر نہیں ہے۔

حضرت مولانا ارشد القادری کی کتاب تبلیغی جماعت، اسلامی جماعت، زلزلہ بہت عظیم وجلیل تصنیف ہے لیکن زلزلہ کی لکھائی چھپائی قابل رحم ہے اور پھر ان کتابوں کی اشاعت محدود ہی سطح پر رہ گئی اگر ان کتابوں کی اشاعت ہندوستان کے ہر چہار طرف ہوجائے تو ان شاء المولیٰ تعالیٰ تبلیغیت اور مودودیت کا قافیہ تنگ ہوجائے لیکن اشاعت عام کا کام قومی ادارہ کے بل پر ہوسکتا ہے۔ شخصی ادارے اس خدمت کو انجام نہیں دے سکتے۔ حسبنا اللہ ربنا ونعم الوکیل۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ سنی علماء تحریر پر زیادہ زور دیں یہ ان کا زبانی دل بہلاؤ جملہ ہے۔ ایسے لوگوں سے پوچھئے کہ سنی علما کی تحریرات کی طباعت واشاعت کا کام کون کرے گا؟ بہار شریعت جیسی جلیل القدر فقہی مسائل کا خزانہ کی طباعت واشاعت اگر کوئی سنی قومی ادارہ کئے ہوتا تو آج دہلی کے ہندو مشرک کو بہار شریعت کو مسخ کرکے شائع کرنے کی کیوں کر ہمت ہوتی۔ سنی علما کو زیادتی تحریر کا مشورہ دینے والے پہلے بہار شریعت کی صحیح کتابت وطباعت کا انتظام سوچیں، راہ پیدا کریں، ورنہ زبانی تنقید وتبصرہ سے کوئی کام بنا ہے اور نہ بنے گا۔

فقط

بدرالدین احمد مدرسہ غوثیہ ضلع بستی، (یوپی)

مکتوب بنام شاھد نوری، بلرامپور، ضلع گونڈہ

۷۸۶/۹۲

از: بڑھیا

برادر سنیت ۹۲ شاہد قادری رضوی

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

منیر احمد مسنا والے آئے اور آپ کا خط پیش کیا۔ آپ اور مولوی محمد اخلاق نے منیر احمد صاحب سے میرا تذکرہ اس انداز میں کیا کہ انھیں مجھ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اور انھوں نے غربت کے باوجود اتنا لمبا سفر کیا۔ یہ آپ دونوں کی بھول ہے۔ میں نہ بابا ہوں نہ شاہ صاحب ہوں تو پھر بڑھا کر تعریف کرنے سے فائدہ کیا ہے دوسروں کو پریشان کرنا نہیں چاہئے۔ آپ نے لکھا ہے کہ جب سے لسی لگانے لگا ہوں روزانہ فجر کی نماز قضا ہوجاتی ہے۔ معاذ اللہ۔ معاذ اللہ۔ خدائے پاک کی پناہ۔ خدائے تعالیٰ کی پناہ۔ خدائے رب العزت کی پناہ۔ اس طرح دوکان چلانا کہ فرضِ الٰہی قضا ہوجاتا ہو۔ حرام حرام اشد حرام ہے، بے برکت ہے، نحوست ہے۔ توبہ کیجئے، صدق دل سے توبہ کیجئے۔ پکی اور ٹھوس توبہ کیجئے۔ فرضِ الٰہی کی جم کر پابندی کیجئے۔ اگر نماز کی پابندی سے آمدنی میں کمی ہوجائے تو کچھ حرج نہیں تھوڑی آمدنی جو حلال و پاک ہو اس سے اتنا کام بنے گا جتنا زیادہ آمدنی سے کام نہیں بنے گا جو حرام و نجس ہو۔

نماز ترک کر کے جو آمدنی پیدا ہوگی اس سے دسیوں بوال کھڑے ہوں گے آپ نوری ہیں تو کیا نوری کا کام فرض الٰہی کو کاروبار کی لالچ میں ترک کرنا ہے؟ پتہ چلتا ہے کہ دولت کی فراوانی اور کثرت آپ کے دین کے لئے زہر قاتل ہے۔ میں یہاں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ شاہد بھائی کو رزق وسیع عطا فرمائے تو جب روزی

کی تھوڑی سی سہولت پر آپ کا یہ حال ہے کہ فرض الٰہی کو ترک کر دیتے ہیں تو زیادہ روزی ملنے پر آپ کا کیا حال ہوگا۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

مکتوب بنام زوجۂ مولانا محمد اخلاق رضوی بلرامپوری

عزیزہ والدۂ محمد عرف انوارِ رضا

السلام علیکم

میں بحمدہ تعالیٰ بخیر ہوں۔ خدائے پاک تمہیں دینی و ایمانی روحانی، جسمانی، بدنی سلامتی عطا فرمائے۔

پرسوں ۲۱ رشوال ۱۴۰۳ھ کو محمد شاہد کے ساتھ میرے شاگرد مولوی محمد اخلاق میری ملاقات کے لئے بڑھیا آئے۔ میں نے ان سے محمد اسحٰق، ببو ماسٹر وغیرہ کا حال چال دریافت کیا، انھوں نے بتایا۔ پھر میں نے تمہارے بارے میں پوچھا کہ نماز پڑھتی ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ محمد اسلام کی شادی ہونے سے پہلے نماز پڑھا کرتی رہیں لیکن بعد میں نماز پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ پھر کچھ اور باتیں تمہارے متعلق انھوں نے بتایا کہ میں اس وقت اپنی بیوی کے رویہ سے بہت دکھی ہوں۔ یہ حالات سن کر مجھے تکلیف ہوئی۔ تم میرے ہاتھ پر سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ اور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے سلسلہ عالیہ میں مرید ہوئی ہو، پھر فرض الٰہی نماز پڑھنا تم نے کیسے چھوڑ دیا؟ تمہیں یہ خیال نہ آیا کہ تم مرید ہوچکی ہو۔ بہرکیف تم اپنی مریدی کو برباد مت کرو۔ میں عام طور سے مرید نہیں کرتا ہوں۔ بہت دباؤ

پڑنے پر میں نے تم کو مرید کیا تھا۔تم نے بیعت کی بے قدری کی۔خدائے پاک تمہیں معاف فرمائے۔اب تم نماز پابندی سے پڑھو اور شوہر کو، اپنی ساس کو، اپنے خسر کو راضی کرو اور ان کو راضی رکھو۔تم اپنے زمانے کی دیگر لڑکیوں کو نہ دیکھو بلکہ یہ سوچو کہ تمہیں خدائے پاک نے سرکار غوث اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی غلامی کی نعمت عطا فرمائی ہے، اس کی قدر کرو عزت کرو اور خدائے پاک سے ڈرو۔اور اگر تم اپنی ماں سے ملاقات کے لئے گونڈہ جانا چاہتی ہو تو اپنے شوہر کو ساتھ لے کر گونڈہ چلی جاؤ اور دو تین دن بھینٹ ملاقات کر کے اپنے شوہر کے ساتھ بلرامپور واپس آجاؤ۔لیکن خیال رہے کہ میکہ پہنچ کر بے پردہ نہ رہو، تم مرید ہو چکی ہو اور تم نے پیر سے عہد کیا ہے کہ دین کی بات پر عمل کروں گی تو تمہیں اپنی سسرال اور اپنے میکہ دونوں جگہ دین کی بات پر عمل کرنا ہے۔معلوم یہ ہوا ہے کہ تم قرآن مجید اور اردو پڑھ لیتی ہو تو پھر پڑھ لکھ کر جاہل اُجڈ لڑکیوں کی طرح دھاندھلی سے کام مت لو۔اپنے پیدا کرنے والے رب سے ڈرو، ڈرو، ڈرو، اور تھوڑا لکھنے کو بہت سمجھو۔اپنی روش ورفتار ایسی بناؤ کہ سن کر مجھے خوشی ہو، اس میں تمہارا بھلا ہے۔

اس خط کا جواب اپنے شوہر سے لکھوا کر فوراً بھیجو۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری

مدرسہ غوثیہ، بڑھیا۔

بنام طیب علی، متعلم، مدرسہ غوثیہ، بڑھیا کے والد غلام نبی صاحب

۷۸۶/۹۲

۲۷ رشوال ۱۳۹۷ھ

جناب غلام نبی صاحب! سلام مسنون

میں آپ کے لڑکے طیب علی کا استاذ ہوں، آپ کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ کسی دیوبندی پیر کے مرید ہیں اور دیوبندی مذہب کو ٹھیک مانتے ہیں اس لیے میں نے طیب علی کو روک دیا تھا کہ اپنے گھر نہ جائیں اور اپنا دین وایمان بچائیں۔چنانچہ ڈھائی سال تک طیب علی اپنے مکان نہیں گئے۔امسال چیت کے مہینے میں طیب علی کی والدہ کا خط آیا جس میں بے چینی کا بہت اظہار تھا تو میں نے طیب علی کو ماں سے ملاقات کرنے کے لئے بھیج دیا۔جب طیب علی مکان پہنچے اس وقت آپ مکان پر موجود نہیں تھے۔صرف ماں اور بھائی سے ملاقات ہوئی، کچھ دن بعد طیب پھر مدرسہ چلے آئے۔

امسال عید کے مہینے میں مولوی کوثر حسن بڑھیا آئے اور بتایا کہ طیب علی کے والد نے سنی کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس کو سمجھا اور دیوبندیت سے متنفر ہوئے، یہ بات سن کر مجھ کو بہت خوشی ہوئی کہ خدائے پاک نے کرم فرمایا اور دیوبندیت کے پرفریب جال سے نکال کر سنیت کی دولت سے آپ کو نوازا اب آپ کا فرض ہے کہ لوگوں کے سامنے دیوبندی پیر کی بیعت توڑنے کا اعلان کر دیجئے تاکہ دوسرے لوگوں کی بھی آنکھ کھل جائے۔دوسری بات یہ ہے کہ آپ دنیا کمانے کی خاطر بہت دور دور آسام تک چلے گئے تو اب کچھ عاقبت اور آخرت کمانے کے لیے بڑھیا تک آجایئے اور

دین وایمان کا کچھ سبق حاصل کر لیجئے۔ موت کے بعد صرف دین وایمان ہی سے پالا پڑے گا۔ دنیا کی کوئی چیز ساتھ میں نہیں جائے گی۔ مرجانے کے بعد کسی کو دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا کہ بگڑی بات کو دنیا میں دوبارہ آ کر بنالے۔

یہاں آ کر آپ کو اچھی طرح معلوم ہوجائے گا کہ سنی عقیدہ اور دیوبندی عقیدہ میں کیا فرق ہے؟ یہاں لوگوں کو دکھانے کے لئے دیوبند سے وہابی عقیدہ کی کتابیں منگوا کر رکھی ہوئی ہیں۔ اور بحمدہ تعالیٰ سنی عقیدہ کی کتابیں بھی موجود ہیں۔ اپنی آنکھ سے دیکھ کر اپنا عقیدہ درست کرلیں۔ زبانی طور پر دیوبندی مولانا اور پیر عام مسلمانوں کو بہت دھوکا دیتے ہیں اور چکنی چکنی بات کر کے مسلمانوں کو وہابی بنا دیتے ہیں۔ آپ تھاوے ٹرین پر بیٹھئے اور بڑھنی اسٹیشن پر اتر کر بس میں بیٹھئے اور اٹوا اتر جایئے اور بڑھیا والی سڑک پر چل کر مدرسہ پہنچئے۔ طیب علی نے آپ کا نام محمد جان بتایا۔ میں نے آپ کا نام غلام نبی رکھا ہے۔

فقط: بدرالدین احمد، بڑھیا، پوسٹ کھنڈسری بازار، ضلع بستی

بنام والدۂ اورنگ زیب بھائی یار علوی
رمنگرہ ضلع گونڈہ

۷۸۶/۹۲

جناب والدۂ صلاح الدین (برادرِ اورنگ زیب)

سلام مسنون!

مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے لڑکے علاء الدین کا رشتۂ نکاح کسی وہابی مسلک کی لڑکی سے قائم کیا جارہا ہے۔ سنی مذہب کے علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہابی مذہب والے کے یہاں رشتہ قائم کرنا حرام سخت حرام ہے۔ آپ براؤں شریف کی

خانقاہ سے مرید ہیں۔ علاء الدین کے والد جناب کمال الدین صاحب، حضرت خلیفہ صاحب سے مرید ہیں۔ سنی پیر سے مرید ہوتے ہوئے سرکار مدینہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن وہابیوں سے نکاح کا رشتہ قائم کرنا یہ کیسے گوارا ہوسکتا ہے! ماں ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے لڑکے علاء الدین کو اپنا فیصلہ سنادیں کہ بیٹا وہابی کے یہاں رشتہ نہیں کرنا ہے، اگر تو نہیں مانے گا تو میں تجھ سے الگ ہوجاؤں گی۔ میں تجھے چھوڑ دوں گی مگر پیارے مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا دامن نہیں چھوڑوں گی۔ ضد میں آ کر اپنا ایمان برباد نہیں کرنا ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

مکتوب بنام غلام غوث یار علوی

۷۸۶/۹۲

۱۱ ربیع الاول شریف ۱۴۱۰ھ

برادر سنیت غلام غوث

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا لفافہ اور محمد اسلام خاں کا لفافہ وصول ہوا۔ خواب اچھا ہے مگر دوسروں سے بیان نہ کریں۔ اس بات کا خیال رکھیں اور چوکنا رہیں کہ شیطان، انسان کا بڑا سخت دشمن ہے۔ وہ خواب میں اچھی بات بھی دکھلا سکتا ہے۔ اور بزرگ آدمی کی صورت بن کر خواب میں اچھا وعدہ بھی کرسکتا ہے۔ شب براءت والے مہینہ میں مبارک رات پندرہویں ہے نہ کہ چودہویں۔ آپ کے خواب کے حق و باطل کا فیصلہ شعبان کی چودہویں رات کو ظاہر ہوجائے گا۔

شہوت توڑنے کے لئے روزہ رکھنے کا حکم حدیث شریف میں ہے محنت کی کمائی اور حلال روزی ان شاء المولیٰ تعالیٰ برکت لائے گی۔ قرض بھی ادا ہو جائے گا۔

محمد اسلام کے لیے ایک تعویذ بھیج رہا ہوں، اس تعویذ کو مولانا حافظ محمد یونس صاحب کے پاس لے جایئے حافظ صاحب موصوف اس تعویذ کو دیکھ کر دس بارہ عدد اس کی نقل تیار کر دیں۔ دس عدد تعویذ آپ محمد اسلام کو دے دیں۔ بقیہ آپ اپنے پاس رکھیں۔ آئندہ لمبا خط نہ لکھیں اور نہ جلدی جلدی خط بھیجیں۔ بہتیرے خطوط دو ماہ چھ ماہ سے پڑے ہیں ان کا جواب نہیں جا رہا ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد، بڑھیا۔

بنام غلام غوث بھائی یار علوی، رمنگرہ ضلع گونڈہ، یوپی

۷۸۶/۹۲

برادر دینی غلام غوث رمنگرہ والے

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ تین تعویذ روانہ ہے جس میں ایک نقش دوکان کے لئے ہے اسے کسی دفتی پر چسپاں کر کے دوکان کے کنارے دیوار سے لگا دیجئے۔ دوسرا تعویذ حمید اللہ کا ہے گلے میں پہننا ہے۔ تیسرا تعویذ آپ کے ماموں کے لڑکے کا ہے وہ بھی گلے میں پہن لے۔

نقش و تعویذ پر اجرت لینا جائز ہے۔ آپ اپنے خواہشاتِ نفسانی پر نہ چلیے بلکہ حکم شرع کے آگے سر جھکا دیجئے۔ بابا اگر پیسہ لے کر تعویذ دیتے ہیں تو جائز ہے۔

ہاں جھوٹ بولنا حرام ہے، جعل کرنا حرام ہے۔ آپ اپنا کام کیجئے دین سیکھئے اپنا دین و ایمان چمکانے کی فکر کیجئے۔ آپ کو بابا سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا ہے۔ آپ کے پاس اگر کوئی دعا کے لیے آتا ہے تو دعا دیجئے۔ محمدیہ مسجد کملا رامن نگر بیگن باڑی گوونڈی میں ہمارے شاگرد مولانا محمد یونس صاحب رہتے ہیں ان سے ملاقات کرتے رہئے اور ان سے نماز، وضو، غسل کا مسئلہ پوچھ پوچھ کر اپنی نماز صحیح کیجئے۔ مولانا موصوف کے سامنے وضو کر کے اپنا وضو درست کریں۔ اگر وضو صحیح نہیں تو نماز درست نہ ہوگی۔

ایک آدمی نے جو کچھ کہا ہے اس کی باتیں جاہلانہ ہیں اس پر کان نہیں دھرنا ہے۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

۷۸۶/۹۲

۲۲/ربیع الاول شریف ۱۴۱۰ھ

برادر ایمانی غلام غوث

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا خط ملا۔ تعویذ روانہ ہے۔ موم جامہ کر کے گلے میں پہن لیں۔ خط میں ۷۸۶/۹۲ لکھا کریں۔ شروع میں آپ جو لکھتے ہیں وہ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے اس پر بے وضو ہاتھ لگنا جائز نہیں۔ خط کو آدمی بے وضو چھوتا ہے اس حصہ پر بھی ہاتھ لگ سکتا ہے۔ لہٰذا بے ادبی سے بچنے کے لیے اس آیت کو نہ لکھیں۔ آپ نے اس خط میں رسول معبود لکھ دیا۔ معبود صرف خدائے پاک کے لیے ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے محبوب کی جگہ معبود لکھ گیا ہے۔ بہر حال آپ توبہ کر لیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جگہ خط میں صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا کریں۔

دائی حلیمہ بنت شوہر کا نام کیا ہے؟ یہ سوال سمجھ سے باہر ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے ''دائی حلیمہ شوہر کی بیٹی'' مولانا لوگ آپ سے سوال کیوں کرتے ہیں کیا آپ نے سارے سوالوں کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟ اپنے کام سے کام رکھیے زیادہ بولنے کی آپ کو اجازت نہیں۔

کوشش کریں کہ دس پندہ منٹ مولانا یونس صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر سورۂ فاتحہ اور کچھ سورتوں کی مشق کریں تا کہ نماز صحیح رہے۔عزیزم مولانا محمد یونس اور دیگر سنی بھائیوں کو سلام۔فقط والسلام

بدرالدین احمد۔ بڑھیا۔

۷۸۶/۹۲

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کے مسلسل تین لفافے وصول ہوئے۔آپ کے لیے تین تعویذ روانہ ہے ایک تعویذ جنات وشیطان کے دفع ہونے کا ہے۔دوسرا تعویذ دشمنانِ دین سے حفاظت کا اور تیسرا تعویذ دین پر قائم رہنے کا ہے۔ان تعویذات کو موم جامہ کر کے گلے میں پہن لیں۔

محمد علی روڈ بمبئی میں کتابوں کی بے شمار دوکانیں ہیں۔آپ جاء الحق دونوں حصہ اور انوارِ الحدیث خرید لیں، جاء الحق اول میں دیوبندیوں کے سوالوں کا جواب ہے اور جاء الحق دوم میں غیر مقلدوں وہابیوں کے سوالوں کا جواب ہے ایک سنی عالم مولانا ارشد القادری کی لکھی ہوئی کتاب تبلیغی جماعت ہے، اس کو بھی خرید لیں اور مولانا موصوف ہی کی لکھی ہوئی کتاب زلزلہ اور زیروزبر ہے ان دونوں کو بھی خرید لیں۔

خدائے پاک کا نام بے شمار ہے۔۹۹/نام حضور صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے

حدیث شریف میں بتایا ہے یاد کرنے کے لیے۔کسی نے خدائے پاک کا نام رکھا نہیں ہے۔حضور اقدس صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام کی گنتی بھی زیادہ ہے۔ بزرگوں نے ان میں سے ۹۹/نام منتخب کر کے کتابوں میں لکھا ہے۔

نفس کی تین قسم ہے، نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ۔انسان کی پیدائش کے ساتھ نفس بھی پیدا ہوا ہے۔

اس قسم کے سوالات بے فائدہ وقت ضائع کرنے کے لیے ہوتے ہیں جس کو شوق ہو وہ احیاء العلوم کا مطالعہ کرے۔

آپ کا نام غلام غوث مقرر کرتا ہوں، اسی نام سے لوگ آپ کو یاد کریں۔ داڑھی منڈانا حرام ہے اور دوسروں کی داڑھی مونڈنا بھی حرام ہے۔داڑھی مونڈنے کی کمائی ناپاک اور خبیث ہے، آپ حجامت بنائیں لیکن داڑھی مونڈنے سے انکار کر دیں۔روزی خدائے پاک کے قبضہ میں ہے۔جب آپ ٹھوس ہو جائیں گے تو وظیفہ پڑھنے کی اجازت طلب کریں۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد

۱۵/ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

۷۸۶/۹۲

بنام معاون مدرسہ غوثیہ بڑھیا۔ باشندہ ضلع الٰہ آباد

از: بڑھیا محرم ۱۳۹۸ھ

برادر دینی وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

مبلغ سو روپے کا منی آرڈر بمد زکوٰۃ وصول ہوا، مدرسے کی رسید ذریعۂ لفافہ

روانہ ہے۔عزیزم نور الہدیٰ شوال ۹۷ھ کے آخر یا ذی القعدہ کے شروع میں یہاں آئے اور تعلیم وتدریس میں لگ گئے۔ پھر غالباً ذی الحجہ کی ۵/ یا ۶/ تاریخ کو چھٹی لے کر مکان پر گئے۔ ان کی والدہ کی طبیعت ناساز تھی اس لیے ذی الحجہ کے آخر حصے میں یہاں مدرسہ پر پہنچے اور اس وقت پڑھ رہے ہیں۔

ضلع بستی میں مدارس بہت زیادہ ہیں۔ لیکن اکثر و بیشتر گورنمنٹ کے تعلیمی بورڈ سے الحاق ہیں۔ گورنمنٹ یوپی ان مدارس کو لمبی چوڑی امداد دیتی ہے۔ بڑھیا کے مدرسہ اہل سنت فیض العلوم نے دینی حیثیت کو بچانے کی خاطر گورنمنٹ سے الحاق نہیں کرایا اور نہ گورنمنٹ سے ایک پیسہ امداد لیتا ہے، اسی لیے یہ مدرسہ بڑی غربت کی زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرے مدرسوں کے اعتبار سے اس مدرسے کی آمدنی کے وسائل مختصر اور محدود ہیں۔ آپ کا جی اگر مائل ہو تو امداد کے موقع پر ادارہ ہٰذا کے لیے خصوصی توجہ سے کام لیں اور دوسرے لوگوں کو بھی ترغیب دیں۔ مدرسہ غوثیہ کی روداد روانہ ہے اس کا افتتاحیہ مقالہ ضرور مطالعہ کریں اور اپنے تأثر سے آگاہ کریں۔

آپ کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئی ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی دینی زندگی مضمحل گزر رہی ہے۔ آپ کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان اور فاسد العقیدہ شیطان کے درمیان کوئی خاص امتیاز نہیں ہے۔ اگر معاذ المولیٰ تعالیٰ صورت واقعہ ایسا ہی ہے تو آخری مرتبہ آنکھ بند ہونے پر آپ اتنے بڑے خسارہ میں ہوں گے جس کی چبھن ابدالآباد تک رہے گی۔ مولیٰ عزوجل آپ کو اور ہم کو خسارۂ عقبیٰ سے پناہ بخشے۔

بجاہ سید الکائنات آخر الانبیاء ثم بجاہ سید الاولیاء الغوث الاعظم الجیلانی صلی المولیٰ تعالیٰ علیٰ نبینا و الہ و سلم

برہم ہونے کی ضرورت نہیں ناراض ہونے کی بات نہیں۔ بلکہ اپنے حالات ومعاملات پر نگاہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔

یہ بات قطعی ہے کہ دنیا سے سفر کرنا ہے اور بارگاہ احدیت جل جلالہ میں حاضر ہونا ہے۔ سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا سے سامنا ہونا ہے تو اگر دنیا میں خدانخواستہ سرکار مصطفیٰ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے دشمنوں سے واسطہ، تعلق قائم رہا ہے۔ تو پھر میدانِ محشر میں انھیں دشمنوں کے ساتھ حشر ہوگا۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سرکار مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی عظمت کے دشمنوں کی صحبت سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

فقط والسلام

بدرالدین احمد

خادم مدرسہ غوثیہ، بڑھیا

مکتوب بنام سعید نوری بھرائچی

۷۸۶/۹۲

۹ رشعبا ۱۴۰۹ھ

عزیزم وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

آپ کا انتر دیسی اور جوابی ٹکٹ وصول ہوا اجمیر شریف کی واپسی کے بعد ۲۲ رجب ۱۴۰۹ھ کو عرصہ دراز کے بعد پہلی بار غسل کیا **ولمولینا تعالیٰ الحمد** اس سال روداد میں ایک مقالہ بنام عطیہ ربانی در مقالہ نورانی مرتب ہو کر انشاء المولیٰ تعالیٰ شائع ہونے جا رہا ہے۔ مقالۂ ہٰذا کی ترتیب میں کئی ہفتے صرف ہوئے۔ دوسرے امور کو ملتوی رکھنا پڑا۔ آپ کے خط کا جواب بھی معرض التواء میں رہا۔ آج شعبان ۱۴۰۹ھ کی نویں شب میں مقالۂ نورانی کی ترتیب سے بحمدہ تعالیٰ فراغت ہوئی۔

تصور شیخ کا طریقہ شجرۂ رضویہ نوریہ میں ہے۔ نہیں معلوم کہ آپ کے پاس شجرہ رضویہ ہے یا نہیں؟ آپ کے اور میرے شیخ حضور سرکار مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہما ہیں۔ شامت اعمال کی نحوست سے خود مجھے نعمت تصور شیخ حاصل نہیں۔ ایسا بہت ہوتا ہے کہ شاگرد کے اخلاص کی برکت سے استاذ کو بھی حصہ مل جاتا ہے۔

میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ تصور سرکار مفتی اعظم کی ابتدائی مشق شجرۂ رضویہ کی تلقین کے مطابق شروع کریں۔ انسان بنیادی حقیقت کو کبھی نہ بھولے۔ آپ کی نگاہ کے سامنے نجس ناپاک دو قطرہ رکھا گیا۔ آپ نے دیکھا کہ وہی دو قطرے جما ہوا خون بنا پھر لوتھڑا ہو گیا بعدہ اس لوتھڑے میں کچھ ہڈی کچھ گوشت کچھ رگ کچھ پٹھے بنتے گئے۔ یہاں تک کہ سب مجموعہ احسن تقویم یعنی انسان کی صورت بن گیا۔ کچھ مدت گزرنے کے بعد وہی انسان خانقاہ کا گدی نشین، علمی درسگاہ کا جلیل

القدر استاذ، میدانِ خطابت کا ساحر البیان مقرر، مسجد کا گراں قدر امام دکھائی دینے لگا۔ اوصاف سجادگی، استاذی، خطابت، امامت کو نگاہ میں رکھ کر وہ انسان اپنی ذات کو طاہر، طیب، مزکی شمار کرنے لگا۔ اور پھول کر کے دوسرے آدمی کو جو اوصاف مذکورۂ بالا سے خالی تھے نگاہ تحقیر سے دیکھنے لگا اور اپنی اصل کو بالکل بھول گیا کہ میں وہی ناپاک دو قطرہ ہوں، اسی قطرہ نجس کو حضرت رب العزۃ جل شانہ نے طاہر و مزکی بنایا ہے۔ لہٰذا مجھے اپنی اصل کو ہرگز بھولنا نہیں ہے، اپنے اوصاف موجودہ پر پھولنا نہیں ہے بلکہ یہ یاد رکھنا ہے کہ مجھے جو انسانی ڈھانچہ ملا، دین ملا، سنیت ملی، سجادگی ملی، خطابت ملی اور استاذی نیز امامت ملی سب کا سب صرف حضرت رب العزت تعالیٰ مجدہ کے فضل ہی سے ہے۔ ورنہ ''من ہمہ خاکم کہ ہستم''۔

بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے: **من عرف نفسه فقد عرف ربه** یعنی جس نے اپنی ذات کو پہچانا کہ میری اصل ناپاک دو قطرہ ہے تو ضرور اس نے اپنے رب کو پہچانا کہ اسی رب تعالیٰ نے اس دو قطرہ کو سجادگی، امامت، خطابت، مدرسی اور دیگر اوصاف عطا فرمائے تو اس پہچان سے اس کو اذعان ملے گا کہ میں ہر حال میں بندۂ ناچیز ہوں اور میرا خالق رب العزۃ ہے جل شانہ۔ پھر جیسے یہ اذعان حاصل ہوگا وہ عجب (اپنے پر پھولنا) غرور گھمنڈ وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ انشاء المولیٰ تعالیٰ۔

آپ کو اسلام وسنیت، سرکارِ اعلیٰ حضرت سے غلامی کی نسبتِ طریقت، تھوڑی بہت اتباع شریعت، مصلّی کی امامت، محفل ذکر سرکار اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سادہ یا رنگین خطابت وغیرہ بارگاہ احدیت جل جلالہ سے ملی ہے اسے رب العلمین جل شانہ کا احسان مان کر ادائے شکر کی فکر رکھیں جب بارگاہ الٰہی میں گڑگڑائیں گے اور بارگاہ رسالت میں طلبِ مدد کے لیے جھکیں گے تو نصرت ربانی اور تائید نبوی کی بدولت نفس وشیطان ان شاء المولیٰ تعالیٰ آپ کو بھٹکا نہ پائیں گے۔ سو بار اللہ ربی

لاشریک لہ کا عمل اول و آخر درود شریف کے ساتھ جاری رکھیں۔

جہاں صرف مشرکین کی عورتیں ساڑی پہنتی ہیں وہاں یہ لباس ضرور شعار کفار ہے۔ ہمارے علاقہ میں مسلم عورتیں اور ہندو عورتیں دونوں ساڑی پہنتی ہیں۔ لہٰذا یہاں یہ لباس شعار کفار نہیں۔ حضرت صاحب سجادہ قبلہ کوڑی نار شریف اور دیگر پرسانِ حال کو سلام کہیں۔

فقط والسلام

بدرالدین احمد قادری رضوی

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت

پیکر رشد و ہدایت حضور بدر ملت